خطباتِ سلیم

ششم

مفکر ملت حضرت مولانا محمد سلیم صاحب

شریف بک ڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور ضلع سہارنپور

○ فکر انگیز خطبات کا جامع مرقع
○ اصلاح ظاہر و باطن کا حسین امتزاج
○ دعوتِ فکر و عمل کا عظیم شاہکار

ھدیہ مرتب [illegible] مد ظلہ
برائے نور لائبریری [illegible]
بمعرفت محمد طاہر قاسمی
۲۵ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ

خطباتِ اسلم

جلد ششم

افادات

مفکر ملت حضرت اقدس الشاہ مولانا محمد اسلم صاحب مدظلہ العالی
خلیفہ اجل فقیہ الاسلام حضرت اقدس الشاہ مفتی مظفر حسین صاحب نوراللہ مرقدہ

مرتب
مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی
معتمد تعلیمات جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور سہارنپور

ناشر
شریف بکڈپو جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور
ضلع سہارنپور (یوپی) پن:247662

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تفصیلات

نام کتاب	: خطبات اسلم (جلد ششم)
مرتب	: مولانا محمد ناظم صاحب قاسمی معتمد تعلیمات جامعہ کاشف العلوم
سن اشاعت	: مئی ۲۰۰۹ء
تعداد	: گیارہ سو (۱۱۰۰)
کمپوزنگ	: ایم. سرور عالم؛ شعبہ کمپیوٹر جامعہ کاشف العلوم: 09258574704
ناشر	: شریف بکڈپو چھٹمل پور، فون: 09456615608-0132-2782272

﴿ ملنے کے پتے ﴾

دیوبند و سہارنپور کے بھی کتب خانوں پر دستیاب ہے
صفہ بکڈپو مانک مئو ☆ حنفی کتب خانہ بنگلور
مکتبہ اسلم چھٹمل پور ☆ صدائے اسلام کیسٹ سینٹر چھٹمل پور
کتب خانہ عبداللہ کاکوزئی ترکیسر، سورت، گجرات
☆☆☆

احوال واقعی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد.

خطبات اسلم کا یہ مبارک سلسلہ ۱۹۹۶ء سے شروع ہوا تھا ناچیز کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ حسین سلسلہ یہاں تک پہنچ جائے گا، آخر یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ مشیت ایزدی اور فضل خداوندی کا صلہ اور محبین و متعلقین کی دعاؤں کا اثر ہے، نیز اسی طرح صاحب خطبات حضرت اقدس الحاج مولانا شاہ محمد اسلم صاحب دامت برکاتہم کی بے پایاں شفقتوں اور بیکراں عنایتوں کا ثمرہ ہے، کہ ائمہ مساجد اور مقررین وخطباء، نیز مدارس اسلامیہ کے اساتذہ وطلباء کے مطالبات کا سلسلہ برابر جاری رہا، کہ خطبات اسلم کا یہ سلسلہ آگے بڑھتے رہنا چاہئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے انتہا شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمت بخشی، اور یہ سلسلہ جلد ششم تک پہنچ گیا۔

واقعتاً صاحب خطبات کے یہ سیدھے سادے خطبات ہر خاص وعام میں انتہائی مقبول ہوئے، جو آپ کے اخلاص وللہیت اور جذبۂ دروں کا نتیجہ ہے، یہی وجہ ہے کہ الحمد للہ یکے بعد دیگرے مسلسل نئے اور پرانے ایڈیشن طبع ہوکر منظر عام پر آرہے ہیں، یہ سب اپنے بڑوں، بزرگوں، والدین اور قارئین کرام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

آخر میں شکریہ ادا کرتا ہوں ان تمام علماء واساتذہ کا جنہوں نے اپنی دعاؤں اور مشوروں سے قوت فکر وعمل کو مہمیز لگائی، اور مشکور ہوں ان تمام دوست واحباب کا کہ جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب میں کسی بھی شکل میں اپنا مخلصانہ تعاون پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنی شایان شان دنیا وآخرت میں بہترین بدلہ عنایت فرمائے، اور اس خدمت کو ہم سب کے لئے ذخیرۂ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

محمد ناظم قاسمی

۲۶ / جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ

Scanned by CamScanner

فہرست مضامین

کیا.................؟	کہاں.....؟
فہرست مضامین	۴
احوال واقعی	۳

توحید باری تعالیٰ

کیا.................؟	کہاں.....؟
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت	۲۳
ایمان بنانے کی فکر	۲۴
عبرت آموز حکایت	۲۵
ایمانی محنت	۲۵
آیت عزت	۲۶
دنیا میں مدد کے تین طریقے	۲۶
تمام اعمال کی بنیاد	۲۷
کائنات کی ہر چیز میں توحید مضمر ہے	۲۸
اللہ کی ذات وصفات میں زیادہ غور وفکر نہ کرنا چاہئے	۲۹
حق تعالیٰ کی ذات وصفات غیر محدود ہیں	۲۹
عقیدۂ توحید کے سات بڑے بڑے اصول	۳۰
توحید خالص میں نجات ہے	۳۰

کیا.................؟	کہاں.....؟
موحد بن جاؤ	۳۳
توحید کی دعوت تمام انبیاء نے دی	۳۴
شرک کی ابتداء	۳۵
شرک کی بنیاد	۳۵
تصویر سے شرک کی ابتداء	۳۶
اسباب شرک سے بھی ممانعت	۳۸
آنحضور ﷺ کو شرک سے بڑی نفرت تھی	۳۸
شرک کے خلاف محنت	۳۹
شرک سے آلودہ ماحول	۳۹
شرک کرنے والوں کو تنبیہ	۴۰
ایک المیہ	۴۰
آیت خطبہ کی تفسیر	۴۲
شان نزول	۴۲
نرالی اور انوکھی وصیت	۴۲
ایک اصولی بات	۴۴
عبرت آموز واقعہ	۴۵

Scanned by CamScanner

بسم اللہ کی عظیم الشان برکتیں

کیا.......؟	کہاں.....؟
بسم اللہ مختصر جملہ	۴۸
قرآن کی ابتداء بسم اللہ سے ہے	۴۹
بسم اللہ تمام شریعت کو شامل ہے	۴۹
بسم اللہ کی باء میں پورے قرآن کا خلاصہ	۴۹
خدا سے ملنے کا طریقہ	۵۰
بسم اللہ میں صرف تین ناموں کا تذکرہ	۵۱
بسم اللہ میں انسان کی آرزوئیں مضمر ہیں	۵۱
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا شان نزول	۵۲
بسم اللہ کی فضیلت	۵۲
ہر کام کو بسم اللہ سے شروع کرنے کی ہدایت	۵۳
کھانے کے وقت بسم اللہ یاد نہ رہے تو کیا کرے	۵۳
بسم اللہ ذکر محبوب ہے	۵۴
پوری بسم اللہ پڑھنے کی ممانعت	۵۴
قلم کا اجراء	۵۴
پہلا کلام	۵۵
بسم اللہ کے لکھنے میں برکت	۵۵
بسم اللہ کی برکت سے گھر میں عذاب نہیں آیا	۵۶

کیا.......؟	کہاں.....؟
بسم اللہ کے پڑھنے میں برکت	۵۷
بسم اللہ کے ذریعہ ہر مصیبت سے حفاظت	۵۷
بسم اللہ بڑی وزنی چیز ہے	۵۷
احترام بسم اللہ پر عظیم اجر	۵۷
آن کی آن میں ولی کامل بنادیا	۵۸
بسم اللہ نے زہر کو بے اثر کردیا	۵۹
بسم اللہ کی بے پایاں برکتیں	۵۹
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی عجیب تاثیر	۶۰
صرف لفظ بسم اللہ کا عجیب اثر	۶۱
بسم اللہ جنات وشیاطین کی دشمن	۶۱
صحبت کے وقت بسم اللہ سے غفلت کے نقصانات	۶۳
جنت کی نہریں بسم اللہ سے جاری ہیں	۶۳
ایک حدیث قدسی	۶۵
بسم اللہ کے ذریعہ عذاب قبر ہٹادیا گیا	۶۵
مسلمانوں سے اپیل	۶۶
امت محمدیہ کے لئے خوشخبری	۶۷

Scanned by CamScanner

نعمتوں کی قدر کیجئے

کیا......................................؟	کہاں......؟
اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار ممکن نہیں	۶۹
اللہ کے خوف سے پتھر رو پڑے	۷۰
شکر رحمان کی چادر ہے	۷۱
شکر کی ادائیگی کا طریقہ	۷۱
نعمتوں کا کوئی بدلہ نہیں	۷۲
نعمتوں کے بے شمار فائدے	۷۳
نعمت کی ناقدری کی نتیجہ	۷۴
علم ایک عظیم نعمت ہے	۷۵
علم پاک ہے پاک ہی کو ملے گا	۷۶
علم بہت اونچی چیز ہے	۷۷
بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے احسانات	۷۷
حضرت دانیالؑ کی تبلیغ اور کفران نعمت پر عذاب	۷۸
حضرت دانیالؑ کی دعاء کا اثر	۸۰
بخت نصر کا خواب اور معبر کی تلاش	۸۱
حضرت دانیالؑ کی داروغہ جیل سے ملاقات	۸۲
حضرت دانیالؑ بخت نصر کے دربار میں	۸۳
تمہارا خواب یہ ہے	۸۵
خواب کی تعبیر یہ ہے	۸۸

رحمت خداوندی سے مایوس نہ ہو

کیا......................................؟	کہاں......؟
اللہ کی سو رحمتیں	۹۱
آیت کا شان نزول	۹۱
توبہ اور معافی کے لئے شرط	۹۲
اللہ کی رحمت واسعہ کا مستحق	۹۳
اللہ سے مایوس نہ ہوں	۹۳
ماضی اور مستقبل کی فکر نہ ہو	۹۴
یحیٰ ابن اکثم کا واقعہ	۹۵
ایک نوجوان کی حکایت	۹۵
بے پایاں رحمتیں	۹۷
ایک لوہار کا واقعہ	۹۷
معمولی خدمت پر مغفرت	۹۸
ملکہ زبیدہ کی بخشش	۹۸
برکتوں والا گھر	۱۰۰
خطیب کا پیغام	۱۰۱

Scanned by CamScanner

وضو کے دینی و دنیوی فائدے

کیا......؟	کہاں......؟
وضو میں چار فرض ہیں	۱۰۴
دوسرا فرض	۱۰۵
تیسرا فرض	۱۰۵
سر کے مسح کا مسنون طریقہ	۱۰۶
گردن کا مسح مستحب ہے	۱۰۶
مسح کی دعائیں	۱۰۶
چوتھا فرض	۱۰۷
ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کا طریقہ	۱۰۷
وضو کا بچا ہوا پانی کھڑا ہو کر پینا چاہئے	۱۰۸
وضو نماز کی کنجی ہے	۱۰۸
تمام انبیائے کرام اور نبی ﷺ کا وضو	۱۰۹
ایک سوال اور اس کا جواب	۱۱۰
نواسہ رسول حضرت حسنؓ کا وضو	۱۱۰
اعضائے وضو کی حکمتیں	۱۱۲
ایک عارف کی عارفانہ اور حکیمانہ بات	۱۱۲
سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس	۱۱۳
وضو کے روحانی فوائد	۱۱۶
نبی کریم ﷺ کا فرمان	۱۱۷

کیا......؟	کہاں......؟
حضرت مجاہد کا مقولہ	۱۱۷
وضو آدمی کو بارعب بنا دیتا ہے	۱۱۸
سنتوں کا احیاء ضروری ہے	۱۱۹
حضرت امام شبلیؒ کا وضو	۱۱۹
اہتمام وضو	۱۲۰
طہارت کی فکر کیجئے	۱۲۱
سب سے پہلے طہارت کا حساب ہوگا	۱۲۱

قرض دینا عبادت ہے

کیا......؟	کہاں......؟
قرض کی دو قسمیں ہیں	۱۲۴
آنحضور ﷺ کی زندگی میں قرض کا لین دین	۱۲۵
اہل بیت کے لئے قرض	۱۲۵
مہمان کے لئے قرض	۱۲۶
ایک یہودی عالم سے قرض	۱۲۶
صحابہ کرام کی زندگی میں قرض کا لین دین	۱۲۷
اکابرین اور اتباع سنت	۱۲۸
قرض کی فضیلت	۱۲۸
قرض پر اجر عظیم	۱۲۹

Scanned by CamScanner

کیا.............؟	کہاں......؟
قرض دینے پر جنت کا وعدہ	۱۲۹
قرض کی ادائیگی ضروری ہے	۱۳۰
قرض ادا کرنے سے غفلت نہ برتو	۱۳۰
قرض کے سلسلہ میں حضرت تھانویؒ کا فرمان	۱۳۱
مقروض کی نماز جنازہ میں حضور ﷺ کا طرز عمل	۱۳۱
قرض ادا نہ کرنے پر سخت وعید	۱۳۲
قرض کی مدت متعین نہیں ہوتی	۱۳۳
قرض محبت کی قینچی ہے	۱۳۳
قرض حسنہ کسے کہتے ہیں	۱۳۴
قرض کی مہلت	۱۳۴
حضرت ابو قتادہؓ نے سارا قرضہ معاف کر دیا	۱۳۵
رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی شہادت	۱۳۵
قرض کی بدولت مغفرت	۱۳۶
حضرت امام اعظمؒ نے اپنا سارا قرضہ معاف کر دیا	۱۳۶
ایک مقروض کی جیل سے رہائی	۱۳۷
قرض لینے میں کمال احتیاط	۱۳۷
ادائے قرض کی دعاء	۱۳۸
ادائے قرض کی ایک اور جامع دعاء	۱۳۹
ادائے قرض کا ایک اہم وظیفہ	۱۴۰
قرض وصول کرنے کا عمل	۱۴۰
آخری پیغام	۱۴۰

انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت

کیا.............؟	کہاں......؟
قرض حسنہ کی تفسیر	۱۴۳
مذکورہ آیت کا شان نزول	۱۴۳
قرض کے مجازی معنی	۱۴۴
لوگوں کے تین فرقے	۱۴۵
پہلا فرقہ	۱۴۵
حضرت ابوالدحداحؓ کا ایمان افروز واقعہ	۱۴۵
حضرات صحابہؓ خرچ کرنے میں پیش پیش تھے	۱۴۸
راہ خدا میں مالی ایثار	۱۴۸
اخلاص کے ساتھ خیرات کرنا	۱۴۹
اخلاص کے تین درجے	۱۵۰
اعلی درجہ کا صدقہ	۱۵۱
حضرات صحابہؓ کا بے پناہ اخلاص	۱۵۳
حضرات صحابہؓ میں خرچ کرنے کا جذبہ	۱۵۴
تمام مال کو صدقہ کرنے کا جذبہ	۱۵۴
اللہ کے راستے میں بے شمار خرچ کرنا چاہئے	۱۵۵
صدقات کی ترغیب	۱۵۶
انفاق فی سبیل اللہ کا مفہوم بہت وسیع ہے	۱۵۶
صدقات وخیرات کے مقبول ومردود ہونے کی پہچان	۱۵۷

Scanned by CamScanner

کیا......؟	کہاں......؟
قرض دینے پر جنت کا وعدہ	۱۲۹
قرض کی ادائیگی ضروری ہے	۱۳۰
قرض ادا کرنے سے غفلت نہ برتو	۱۳۰
قرض کے سلسلہ میں حضرت تھانویؒ کا فرمان	۱۳۱
مقروض کی نماز جنازہ میں حضور ﷺ کا طرز عمل	۱۳۱
قرض ادا نہ کرنے پر سخت وعید	۱۳۲
قرض کی مدت متعین نہیں ہوتی	۱۳۳
قرض محبت کی قینچی ہے	۱۳۳
قرض حسنہ کسے کہتے ہیں	۱۳۴
قرض کی مہلت	۱۳۴
حضرت ابو قتادہؓ نے سارا قرضہ معاف کر دیا	۱۳۵
رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی شہادت	۱۳۵
قرض کی بدولت مغفرت	۱۳۶
حضرت امام اعظمؒ نے اپنا سارا قرضہ معاف کر دیا	۱۳۶
ایک مقروض کی جیل سے رہائی	۱۳۷
قرض لینے میں کمال احتیاط	۱۳۷
ادائے قرض کی دعاء	۱۳۸
ادائے قرض کی ایک اور جامع دعاء	۱۳۹
ادائے قرض کا ایک اہم وظیفہ	۱۴۰
قرض وصول کرنے کا عمل	۱۴۰
آخری پیغام	۱۴۰

انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت

کیا......؟	کہاں......؟
قرض حسنہ کی تفسیر	۱۴۳
مذکورہ آیت کا شان نزول	۱۴۳
قرض کے مجازی معنی	۱۴۴
لوگوں کے تین فرقے	۱۴۵
پہلا فرقہ	۱۴۵
حضرت ابوالدحداحؓ کا ایمان افروز واقعہ	۱۴۵
حضرات صحابہؓ خرچ کرنے میں پیش پیش تھے	۱۴۸
راہ خدا میں مالی ایثار	۱۴۸
اخلاص کے ساتھ خیرات کرنا	۱۴۹
اخلاص کے تین درجے	۱۵۰
اعلیٰ درجہ کا صدقہ	۱۵۱
حضرات صحابہؓ کا بے پناہ اخلاص	۱۵۳
حضرات صحابہؓ میں خرچ کرنے کا جذبہ	۱۵۴
تمام مال کو صدقہ کرنے کا جذبہ	۱۵۴
اللہ کے راستے میں بے شمار خرچ کرنا چاہئے	۱۵۵
صدقات کی ترغیب	۱۵۶
انفاق فی سبیل اللہ کا مفہوم بہت وسیع ہے	۱۵۶
صدقات وخیرات کے مقبول ومردود ہونے کی پہچان	۱۵۷

Scanned by CamScanner

کیا......................؟	کہاں......؟
صدقات وخیرات کو برباد کرنے والی چیزیں	۱۵۸
صدقہ وخیرات کے آداب وشرائط	۱۵۹
ایک عالم کی حکایت	۱۶۰
صدقہ علانیہ بہتر ہے یا پوشیدہ	۱۶۰
قرآن مجید کا فیصلہ	۱۶۱
حسن بصری کا قول	۱۶۲
خرچ کرنے کے لئے کوئی وقت متعین نہیں	۱۶۲
آیت کا شان نزول	۱۶۳
صدقات کے اصل مستحقین	۱۶۳
قرآن کریم کی خصوصی توجہ	۱۶۴
عصر حاضر میں آیت کا بہترین مصداق	۱۶۵
حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی رائے گرامی	۱۶۵
طالبان علوم کی خبر گیری	۱۶۶

موت کی یاد اور قبر کے تین سوال

کیا......................؟	کہاں......؟
موت کا پیغام	۱۶۹
موت کا کسی نے انکار نہیں کیا	۱۷۰
موت سے کسی کو مفر نہیں	۱۷۱
ایک عبرت آموز واقعہ	۱۷۱

کیا......................؟	کہاں......؟
موت سے چھٹکارا نہیں	۱۷۳
سب سے زیادہ سمجھدار لوگ	۱۷۳
موت کو کثرت سے یاد رکھو	۱۷۴
موت کو یاد رکھنے کے فوائد	۱۷۴
موت اور لقائے موت	۱۷۵
موت کی تیاری	۱۷۵
موت کی حقیقت	۱۷۶
موت مومن کے لئے تحفہ	۱۷۷
مومن کے لئے موت تماشہ ہے	۱۷۷
ایک مالدار کی موت کا واقعہ	۱۷۸
موت کا وقت اٹل ہے	۱۸۰
ابوالبشر حضرت آدمؑ کی موت	۱۸۰
حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی موت	۱۸۱
آنحضرت ﷺ نے بھی موت کو پسند کیا	۱۸۲
موت وزندگی کا نظام قادر مطلق نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے	۱۸۳
عبرتناک واقعہ	۱۸۴
حضرت خالد بن ولیدؓ کی موت	۱۸۶
مرنے والا تنہا جاتا ہے	۱۸۶
سکندر بادشاہ کی موت	۱۸۷
قبر کی پہلی منزل	۱۸۹

Scanned by CamScanner

کیا......؟	کہاں......؟
قبر کے تین سوال	۱۹۰
عذاب قبر حق ہے	۱۹۲
حضرت رابعہ بصریہ اور قبر کے تین سوال	۱۹۲
رب چاہی زندگی گذاریں	۱۹۳

نماز جنازہ اور اس کی تکفین وتدفین

کیا......؟	کہاں......؟
حالت نزع کی پہچان	۱۹۶
میت کے ساتھ حسن سلوک کا پہلا عمل	۱۹۶
دوسرا عمل	۱۹۶
جنت میں داخلہ کی ضمانت	۱۹۷
فضائل سورہ یسین شریف	۱۹۷
تیسرا عمل	۱۹۸
وصال کے بعد نبی ﷺ پر چادر ڈالی گئی	۱۹۸
غسل، کفن اور دفن کے انتظامات	۱۹۹
میت کو نہلانے کا ثواب	۲۰۰
میت کو اجرت پر غسل دینا	۲۰۰
میت کو نہلانے کا حق	۲۰۱
غسل دینے والوں کے لئے ہدایات	۲۰۱
غسل دینے میں جلدی کرنی چاہئے	۲۰۲

کیا......؟	کہاں......؟
میت کو بوسہ دینا	۲۰۲
حضرت ابوبکرؓ نے نبی کریم ﷺ کو بوسہ دیا	۲۰۲
کفن کا حکم	۲۰۳
کفن کا کپڑا	۲۰۳
کفن تیار رکھنا	۲۰۳
متبرک کفن	۲۰۴
نماز جنازہ میں دو فرض ہیں	۲۰۴
نماز جنازہ کی شرط	۲۰۵
نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو	۲۰۵
نماز جنازہ کون پڑھائے	۲۰۶
جنازہ کی نماز میں مسبوق اور لاحق کا حکم	۲۰۶
نماز جنازہ میں سو آدمیوں کے شریک ہونے کا ثواب	۲۰۷
جنازہ کے پیچھے چلنا اور اس کا ثواب	۲۰۷
جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ	۲۰۸
میت کے حق کی ادائیگی	۲۰۸
میت کی تعریف کرنی چاہئے	۲۰۸
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو	۲۰۹
تدفین کا حکم	۲۰۹
قبر پر مٹی ڈالنا اور پانی چھڑکنا سنت ہے	۲۱۰
مٹی ڈالنے کا طریقہ	۲۱۰

Scanned by CamScanner

کیا......؟	کہاں......؟
ایصال ثواب کی ہدایت	۲۱۰
حضرت حماد کا واقعہ	۲۱۱
ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا چاہئے	۲۱۱
ایک نفلی حج کا ثواب	۲۱۲
میت کے گھر کھانا بھیجنا	۲۱۲
خطابت کی آخری نصیحت	۲۱۳

اسلام میں عیادت وتعزیت کی فضیلت

کیا......؟	کہاں......؟
تمہید	۲۱۵
تندرستی و بیماری نعمت خداوندی ہے	۲۱۵
مومن اور منافق کی مثال	۲۱۶
بیمار اور بیماری کو برا نہ کہو	۲۱۷
راحت اور مصیبت اللہ کی طرف سے ہے	۲۱۷
اللہ کے نبیؐ پر بیماری کی سختی	۲۱۸
موت اور سکرات موت کی سختی بلندی درجات کے لئے ہے	۲۱۸
مصیبت کے بعد راحت	۲۱۹
مصیبت کی تعریف	۲۱۹
مصیبت میں مزے ہیں	۲۲۰

کیا......؟	کہاں......؟
بیماری کا علاج	۲۲۱
بیمار کے لئے آنحضورؐ کی دعا سے شفاء	۲۲۱
شفاء اللہ کے ہاتھ میں ہے	۲۲۲
بیمار کی عیادت کرنی چاہئے	۲۲۳
عیادت کے آداب	۲۲۳
عیادت کرنا جنت کا میوہ کھانا ہے	۲۲۴
عیادت کرنے والی کی سعادت	۲۲۴
عیادت کرنے پر اجر وثواب	۲۲۴
عیادت کرنے پر خوشخبری	۲۲۵
باوضو عیادت کرنا سنت ہے	۲۲۵
عیادت کے وقت بیمار کے لیے دعاء	۲۲۶
مکمل عیادت	۲۲۶
تین بیماریوں میں عیادت نہ کرنی چاہئے	۲۲۶
عیادت کے دوران مریض کی دلداری کرو	۲۲۷
مریض سے دعاء کراؤ	۲۲۷
قریب المرگ کو تلقین	۲۲۸
سب کی موت برابر نہیں ہوتی	۲۸
تعزیت کا مفہوم	۲۲۹

Scanned by CamScanner

کیا......؟	کہاں......؟
آنحضرتؐ کے تعزیتی الفاظ	۲۳۰
حضورؐ کا تعزیتی مکتوب	۲۳۱
تعزیت کا وقت	۲۳۲
آداب تعزیت	۲۳۲
مصیبت زدہ کو تسلی دینے کا ثواب	۲۳۲
میت کے گھر کھانا بھیجنا	۲۳۳
مسلمان میت کو بوسہ دینا جائز ہے	۲۳۴
صاحبزادۂ محترم کے وصال پر حضور کی حالت	۲۳۴
نوحہ کرنا حرام ہے	۲۳۵
نوحہ کرنے پر سخت وعید	۲۳۵
مصیبت کے وقت اناللہ الخ پڑھنے کا ثواب	۲۳۶
حضرت خضرؑ نے حضور کی تعزیت کی	۲۳۷
حضور کی وفات پر صدیق اکبر نے تعزیت فرمائی	۲۳۸
غم کا علاج	۲۳۹
خطیب کا پیغام	۲۴۰

توحید باری تعالیٰ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم امابعد.

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم.

بسم اللہ الرحمان الرحیم.

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْحَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْقَالَ لِبَنِيْهِ مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ.

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

تمہید: حضرات علمائے کرام، مہمانان عظام اور قرب وجوار سے آئے ہوئے دوستو اور بزرگو! میرے پیارے بچو اور پردہ نشین بہنو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو مذہب عطا کیا ہے وہ ہر اعتبار سے بڑا جامع ہے، وہ نہ کسی خارجی شے کا وجود اپنے ماننے والوں کے لئے برداشت کرتا ہے، اور نہ اپنے کسی

Scanned by CamScanner

حصہ کو چھوڑنے کو گوارہ کرتا ہے، چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان فرمادیا گیا: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.

آج میں نے تمہارے لئے دین مکمل کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی اور میں تمہارے لئے دین اسلام سے راضی ہوگیا۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ.

کہ یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے، جس کی ایک ایک ادا قابل احترام اور قابل عمل ہے، اس کے لئے ہر رسم ورواج اور ہر طریقہ کو چھوڑنا ضروری اور واجب ہے، اس لئے قرآن پاک میں صاف صاف حکم دیا گیا: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّلَاتَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ.

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ، شیطان کے قدموں کا اتباع نہ کرو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

گرامی قدر حضرات آج میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے اسلام کی بنیادی چیزیں بیان کروں جو پانچ ہیں، (۱) کلمہ توحید (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج (۵) زکوۃ، چنانچہ آج وقت کی تنگی کے پیش نظر ان پانچوں میں سے صرف اور صرف کلمہ توحید کو بیان کروں گا۔

کیونکہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ کے مسائل ماشاء اللہ ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں، اور کسی قدر ماشاء اللہ عمل بھی ہورہا ہے، مگر توحید یعنی ایمان اور عقائد کی پختگی میں بہت کمزوری نظر آرہی ہے، اور دن بدن اس کے تلخ تجربات اور مشاہدات ہورہے ہیں۔

پوری دنیا کے مسلمانوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی اکثریت بحیثیت مسلمان عقیدہ ہی صحیح نہیں رکھتی اور مسلمان ہوتے ہوئے غلط فکر، غلط عقیدہ اور غلط خیالات پر زندگی گذر رہی ہے، کلمہ پڑھنے اور قرآن کی تلاوت کے باوجود شرک، بدعات، اور فسق وفجور میں مبتلا ہیں، آخر ایسا کیوں ہے۔

دوستو! غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج ہماری ایمانیات کی تعلیم پر محنت نہیں ہورہی ہے، ہماری دینی تعلیم میں ایمانیات کی تعلیم کا فقدان ہے، اور دینی تعلیم ایمانیات کی تعلیم سے خالی ہے، مسلمان بچوں کو مسلم گھرانے میں پیدا ہوتا ہوا دیکھ کر ان کے باپ دادا کو مسلمان دیکھ کر ان کا نام حکومت کے رجسٹروں میں مسلمانوں کے خانوں میں دیکھ کر ان کو ایمان والا سمجھ کر بچپن سے صرف مسائل ہی مسائل کی تعلیم دی جاتی ہے، ایمانیات کی تعلیم معمولی اور سرسری دی جاتی ہے، جس سے کوئی شعور بیدار نہیں ہوتا، مسلم علما کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ صرف مسائل کی تعلیم دینے سے ایمان پیدا نہیں ہوتا، مسائل اور اعمال کی تعلیم کا فائدہ تو صرف اسی وقت ہوسکتا ہے جب کہ ایمانیات مضبوط ہوجائیں اور ایمان میں شعور آجائے۔

حضور ﷺ کی محنت

ہمارے نبی ﷺ نے مکۃ المکرمہ میں پہلے ۱۳ سال ایمان پر محنت کی اور باقی دس سال میں شریعت کے احکام ومسائل بتلائے، قرآن مجید کا ۷۵ فیصد حصہ ایمانیات کو بیان کرتا ہے۔

اور ۲۵ فیصد حصہ مسائل کی تعلیم دیتا ہے، ہمارے نبی ﷺ نے پہلے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا ایمان بنایا پھر قرآن کی تعلیم دی، اور مسائل واعمال سکھائے:

Scanned by CamScanner

عَلَّمْنَا الْإِيْمَانَ ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ.

دوستو! آنحضرت ﷺ نے شروع کے ۱۳ سال میں جس طرح ایمان کی محنت کی اور قرآن پاک میں جس طرح بار بار پہلے ایمان کا تذکرہ کیا گیا، پھر اعمال اختیار کرنیکی دعوت دی گئی، اسی طرح ہمیں ہر بچے کو پہلے ایمان کی اس کے بعد اعمال کی تعلیم دینی چاہئے، ہر مسلمان بچہ کو دین ویسے ہی سمجھانا چاہئے جیسے کسی غیر مسلم کو سمجھایا جاتا ہے۔

اگر آج اس بنیادی چیز پر عمل ہو جائے تو انشاء اللہ بہت جلد مسلمان ترقی کی راہوں کو سر کریگا۔ حضرات انبیاء، علماء، صلحاء، ایمانیات پر محنت کرتے تھے، اس لئے وہ الگ ہی چمکتے تھے، آج دنیا میں کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والے کروڑوں ہیں، اور اتنے ہیں کہ کسی زمانے مین اتنے نہیں ہوئے، لیکن عام طور پر یہ صرف زبانی جمع خرچ ہے توحید کا رنگ ان میں رچا بسا نہیں، ورنہ تو ان کا بھی وہی حال ہوتا جو پہلے بزرگوں کا تھا نہ کوئی بڑی سے بڑی قوت ان کو مرعوب کر سکتی تھی اور نہ کسی قوم کی عددی اکثریت ان پر اثر انداز ہو سکتی تھی، نہ کوئی بڑی سے بڑی دولت وسلطنت ان کے قلوب کو خلاف حق اپنی طرف جھکا سکتی تھی، ایک پیغمبر کھڑا ہو کر ساری دنیا کو للکار کر کہہ دیتا تھا کہ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے: "ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ"

چنانچہ انبیاء کے بعد صحابہ وتابعین جو تھوڑی سی مدت میں دنیا پر چھا گئے ان کی طاقت وقوت اسی حقیقی توحید میں مضمر تھی اللہ تعالی ہمیں اور سب مسلمانوں کو یہ دولت نصیب فرمائے۔

ایمان بنانے کی فکر کریں

اس لئے دوستو! ہم پر لازمی اور ضروری ہے کہ ہم اپنی اولاد کے

ایمان بنانے کی فکر کریں، مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوری اپنے بچوں سے چھوٹے بچوں کے ایمان بنانے پر محنت کرتے تھے۔

عبرت آموز حکایت

چنانچہ ایک دفعہ ایک دودھ والے نے دروازہ پر کھڑے ہو کر آواز لگائی دودھ لے لو، گھر سے ایک چھوٹا سا بچہ لینے گیا لیکر آ گیا، اماں نے پوچھا بیٹا کیا لائے ہو بتایا کہ دودھ لایا ہوں، کہاں سے لائے ہو، دروازہ پر اللہ میاں کھڑے ہیں انہوں نے دیا ہے، چنانچہ مولانا کی اہلیہ محترمہ نے اپنے بچہ کے ذہن میں توحید کو راسخ کیا تھا، اس لئے اس کے سامنے بس صرف اللہ ہی اللہ تھا، کہ جو کچھ بھی ملتا ہے وہ بس اللہ کی طرف سے ملتا ہے۔

دوستو! یہ تھی محنت آج کلمہ والی زندگی پر محنت نہیں ہو رہی ہے، اس لئے ہم ہر وقت خون کے آنسو بہاتے نظر آتے ہیں، ہر طرح کی مصیبتیں اور پریشانیاں ہمارا مقدر بن کر رہ گئی ہیں، ایمان پر محنت کرنا چھوڑ دیا۔

ایمانی محنت

دوستو! ایمانی محنت یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کے عقیدہ کی تصحیح کریں انہیں بتائیں کہ ہمارے گھر میں سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے۔

یہ برتن کیا، بستر کیا، مسہری اور پلنگ کیا، گائے، بھینس، بیل، بکری، اور طرح طرح کا ساز وسامان سب اللہ کے دیئے ہوئے ہیں، یہ گھر بھی اللہ نے دیا ہے، اللہ ہی کھلاتا ہے وہی پلاتا ہے وہی مارتا ہے وہی جلاتا ہے، بیماری، تندرستی سب اسی کی طرف سے ہے، اسی طرح دوستو بچوں کو سکھاؤ کہ سب تعریفات اللہ کے لئے ہیں، اس کے یہاں کوئی اولاد نہیں اس کا کوئی شریک نہیں، اس کو مدد کی ضرورت نہیں۔

آیت عزت

چنانچہ خاندان بنوعبدالمطلب میں جب کوئی بچہ زبان کھولنے کے قابل ہوتا تو اس کو آپ ﷺ یہ آیت سکھاتے تھے:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا (مظہری)

اس آیت کو آیت عزت بھی کہتے ہیں جو مؤمن اس کو پڑھتا ہے اس کو عزت اور رفعت حاصل ہو جاتی ہے۔

دوستو اور بزرگو! اس آیت شریفہ میں اس بات کی وضاحت کردی گئی کہ حمد کے لائق صرف اللہ ہی کی ذات ہے، اور ساری تعریفات اسی کے لئے زیبا ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں سب اس کے محتاج ہیں اسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں، اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مدد کرنے کے تین طریقے بتلائے ہیں۔

دنیا میں مدد کے تین طریقے

چنانچہ مدد کرنے کے دنیا میں تین طریقے یہ ہیں (۱) کبھی تو آدمی اپنے چھوٹے سے مدد لیتا ہے جیسے باپ اولاد سے، آیت شریفہ میں اس کی نفی فرمادی گئی "ولم یتخذ ولدا" کہ اللہ اولاد نہیں رکھتا گویا کہ اللہ اولاد سے مدد نہیں لیتا (۲) کبھی آدمی اپنے برابر اور ہمسر سے مدد لیتا ہے جیسے شریک اور ساجھی سے اللہ نے اس کی بھی نفی فرمادی "ولم یکن له شریك فی الملك" کہ اس کے ملک میں کسی کی شرکت نہیں ہے۔

دوستو! اللہ کی ذات بے نیاز ہے، جس طرح دنیا کا کوئی حاکم اپنی

حکومت میں اور کوئی بادشاہ اپنی بادشاہت میں کسی کی شرکت اور دخل اندازی کو برداشت نہیں کرسکتا، اسی طرح دوستو! باری تعالیٰ کا معاملہ ہے اس لئے کہ وہ احکم الحاکمین ہیں، بادشاہوں کے بادشاہ ہیں، پاک اور منزہ ہیں، وہ یکتا اور یگانہ ہیں، اپنی ذات وصفات میں منفرد اور تن تنہا ہیں، ان کو کسی کے ساتھ جوڑا نہیں جاسکتا۔ قرآن نے کہا:

وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَهٗ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَكَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیْلًا.

دوستو! جس طرح یہود ونصاریٰ اور دیگر اقوام نے کئی کئی خدا مانے ہیں تم ان لوگوں سے دور رہو کامیاب ہو جاؤ گے، نصاریٰ نے کہا کہ خدا تین ہیں ایک حضرت عیسیٰ دوسرے ان کی ماں تیسرے اللہ۔

اللہ نے فرمایا کہ تم تین الٰہ نہ کہو بلکہ الٰہ تو ایک ہی ہے، اور اس کی ذات پاک ہے، اس کے لئے کوئی اولاد نہیں، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کے لئے ہے وہی کارساز ہے۔

دوستو! جب زمین و آسمان میں سب کچھ اسی کا ہے تو اس کو کسی شریک کی کیا ضرورت۔

تیسرے نمبر پر کبھی مدد کی ضرورت پڑتی ہے دوستوں سے یا اپنے بڑوں سے اس کی بھی نفی فرمادی، "وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ" کہ اللہ کمزور نہیں ہے جو اسے کسی دوست یا بڑے سے مدد کی ضرورت پڑے۔

تمام اعمال کی بنیاد

دوستو! اللہ کی وحدانیت، الوہیت اور بڑائی کھل کر ہمارے سامنے

Scanned by CamScanner

آگئی اگراللہ کی وحدانیت میں ذرہ برابر بھی تزلزل اور کمزوری آگئی تو کسی بھی طرح کے اعمال صالحہ ہوں سب بیکار ہوجائیں گے۔

چنانچہ عبداللہ بن جدعان ایک قریشی تھا جس نے زمانہ جاہلیت میں بہت سے نیک کام کئے تھے، لیکن ایمان نہیں لایا تھا، مشرک تھا اس کے تعلق سے ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ سے معلوم فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن جدعان نے زمانہ جاہلیت میں جو نیک کام کئے تھے ان کا ثواب اس کو ملیگا فرمایا نہیں، اے عائشہ کسی دن اس نے یہ نہیں کہا کہ یا الہ میرے گناہوں کو بخش دے، قرآن پاک نے ایمان ویقین سے محروم لوگوں کے اعمال وکارناموں کو ایسی راکھ سے تشبیہ دی ہے جس کو ہوا کے جھونکے اڑا اڑا کر ختم کر دیتے ہیں:

مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ﹹاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ. لَايَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ذَالِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيْدُ.

معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالی کے یہاں بغیر توحید کے کوئی عمل مقبول نہیں، خواہ آدمی نماز پڑھے، روزہ رکھے، حج کرے، زکوۃ ادا کرے، جہاد کرے، اور بڑے بڑے اعمال کرے اگر عمل بغیر توحید یعنی بغیر ایمان کے ہے تو وہ عمل عنداللہ مقبول نہیں ہے۔

کائنات کی ہر چیز میں توحید مضمر ہے

دوستو اور بزرگو! کائنات کی ہر چیز میں توحید مضمر ہے، ذرہ ذرہ پتہ پتہ بوٹا بوٹا بتلا رہا ہے کہ اللہ ایک ہے، اللہ تعالی کی قدرت کی نشانیاں بے شمار ہیں، ہر ہر چیز میں اس کی توحید ویکتائیت کی دلیل پائی جاتی ہے جسے ایک

شاعر نے یوں کہا ہے:

وَفِیْ كُلِّ شَیْءٍ لَهٗ آيَةٌ
تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ وَاحِدٌ

اللہ کی ذات وصفات میں زیادہ غور وفکر نہ کرنا چاہئے

محترم دوستو! انسان کو چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالی کی ذات وصفات میں زیادہ غور وفکر نہ کریں، کیونکہ بعض اوقات حق جل شانہ کی ذات وصفات میں زیادہ غور وفکر انسان کی ناقص عقل کے لئے گمراہی کا سبب بن جاتا ہے، اس لئے اکابر اہل معرفت نے وصیت کی ہے ''تفکروا فی آیات اللہ ولاتتفکروا فی اللہ ''یعنی اللہ کی پیدا کی ہوئی نشانیوں میں غور وفکر کرو، مگر خود اللہ تعالی کی ذات وصفات میں غور وفکر نہ کرو، اس لئے کہ وہ تمہاری رسائی سے بالاتر ہے، آفتاب کی روشنی میں ہر چیز کو دیکھا جا سکتا ہے، مگر خود آفتاب کو کوئی دیکھنا چاہے تو آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، ذات وصفات کے مسئلہ میں بڑے بڑے ماہر فلاسفہ اور جہانوں کی سیر کرنے والے ارباب معرفت نے آخر کار یہی نصیحت کی ہے کہ:

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

حق تعالی کی ذات وصفات غیر محدود ہیں

دوستو! حق تعالی کی ذات وصفات غیر محدود ہیں، انسانی حواس اور عقل وخیال سب محدود چیزیں ہیں، ظاہر ہے کہ ایک غیر محدود کسی محدود چیز میں نہیں سما سکتا، صوفیائے کرام جنہوں نے کشف وشہود کے راستہ سے اس میدان کی سیاحت کی سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ اس کی ذات

Scanned by CamScanner

وصفات کی حقیقت کو نہ کسی نے پایا نہ پا سکتا ہے، بس یہی کہنا پڑتا ہے:

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

تصوف کے امام حضرت شیخ سعدیؒ جیسے حضرات نے فرمایا۔

چہ شبہا نشستم دریں سیر گم
کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم

دنیا جہاں کی یہ ساری چیزیں بتلارہی ہیں کہ اللہ ایک ہے، زمین سے اگنے والی گھاس بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں ۔

ہر گیاہے کہ از زمیں روید
وحدہ لا شریک لہ گوید

عقیدہ توحید کے سات بڑے بڑے اصول

ہمارے نبی ﷺ نے عقیدۂ توحید کے سات اصول بتائے ان اصول پر عمل کرنے کا نام ایمان ہے، ان اصولوں کو ایمان مفصل سے بھی یاد کرتے ہیں۔

ایمان مفصل یہ ہے: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ.

☆ پہلا اصول "آمنت باللہ" اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔

☆ دوسرا اصول "وملائکتہ" خدا تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان لانا۔

☆ تیسرا اصول "وکتبہ" خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا۔

☆ چوتھا اصول "ورسلہ" خدا تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانا۔

☆ پانچواں اصول "والیوم الآخر" آخرت کے دن پر ایمان لانا

یعنی قیامت کے دن پر ایمان لانا۔

☆ چھٹا اصول "والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ" اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا۔

☆ ساتواں اصول "والبعث بعد الموت" مرنے کے بعد زندہ کرنے پر ایمان لانا۔

قرآن حکیم میں بھی توحید کے ان اصولوں کی تعلیم سورہ نساء میں اس طرح موجود ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتَابِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتَابِ الَّذِيْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا.

اے ایمان والو ایمان لاؤ خدا پر اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے اتاری، اور جو شخص خدا اور اس کے فرشتوں کا اس کی کتابوں کا اس کے پیغمبروں اور یوم آخرت کا انکار کردیگا، وہ سخت گمراہ ہوا۔

میرے محترم دوستو! اللہ کے نبی ﷺ نے ایمان ویقین بنانے پر بہت زیادہ زور دیا ہے، امام ترمذیؒ نے حضرت بن عباس ؓ کے حوالہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے کہا کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا تو آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے تو اللہ کو یاد رکھ اللہ تجھے یاد رکھے گا، اور اگر تو اللہ کو یاد رکھے گا تو اس کو تو اپنے سامنے دیکھے گا، اور جب تو سوال کرے تو اللہ ہی سے کر اور جب تو مدد مانگے تو اللہ ہی سے مانگ، یقین رکھ کہ اگر تمام لوگ تجھے کچھ نفع پہونچانے پر اتفاق کرلیں تو اسی قدر نفع پہونچائیں گے جو اللہ

Scanned by CamScanner

نے تیرے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر سب مل کر نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لیں تو اسی قدر نقصان پہنچا ئیں گے جو تیرے لئے لکھا ہوا ہے، قلم اٹھا لئے گئے اور کتابیں خشک ہو گئیں۔ (ترمذی)

دوستو! خود بھی سمجھو اور اپنے بچوں کو بھی سمجھاؤ کہ نفع نقصان کا مالک صرف اللہ ہے، خداوند قدوس نے قرآن پاک میں صاف اعلان فرما دیا:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ.

اے نبی کہہ دیجئے کہ میں مالک نہیں ہوں اپنے نفس کو نقصان اور نفع پہونچانے کا مگر جتنا اللہ چاہے۔

توحید خالص میں نجات ہے

توحید میں نجات ہے، شرک میں ہلاکت ہے، توحید والے جنت میں جائیں گے، شرک والے جہنم میں جائیں گے، چنانچہ ایک حدیث میں عبرتناک وعید ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے جنت میں داخل ہوا، اور ایک شخص مکھی کی وجہ سے دوزخ میں گیا، حضرات صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کیسے؟ فرمایا کہ دو آدمیوں کا ایک قوم پر سے گذر ہوا اس قوم کا ایک بت تھا جو کوئی وہاں سے گذرتا اس کے لئے قربانی کرتا، اس قوم نے ان دو گذرنے والوں سے بھی کہا کہ اس بت کے لئے قربانی کرو، ان میں سے ایک نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے لوگوں نے کہا کہ ایک مکھی کی قربانی دیدے، اس نے مکھی کی قربانی کر دی، تو وہ دوزخ میں گیا، دوسرے نے کہا میں سوائے اللہ کے دوسرے کو قربانی پیش نہیں کرتا تو قوم نے اس کو قتل کر دیا، وہ جنت میں داخل ہوا (مسند احمد) مصنف ابن ابی شیبہ

دوستو! ایک آدمی نے توحید خالص سے کام لیا، غیر اللہ کے لئے مکھی

کی قربانی پیش کرنا بھی گوارا نہیں کیا، لہذا وہ جنت میں گیا، دوسرے نے غیر اللہ کے لئے قربانی پیش کی جہنم میں گیا۔

موحد بن جاؤ

دوستو اور بزرگو! موحد بن جاؤ، آج اگر ہم شرک سے، بت پرستی سے ستارہ پرستی سے، سورج اور چاند پرستی سے، شخصیت پرستی سے باز آجائیں اور ایک خدا کو ماننے والے ہو جائیں تو ہم میں کا ہر ایک فرد ایک سپر طاقت بن سکتا ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک جگہ لوگوں کی بھیڑ لگی ہے، آپؓ نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ ایک شیر ہے جو لوگوں کا راستہ روکے ہوئے ہے، اور لوگ اس سے خطرہ محسوس کر رہے ہیں، حضرت عبد اللہ بن عمر اپنی سواری سے اترے اور شیر کے پاس گئے، اور اس کا کان پکڑ کر موڑا، اور اس کی گدی پر مارا، اور اس کو راستہ سے ہٹا دیا، پھر فرمایا: سرکار دو عالم نے تیرے بارے میں سچ فرمایا تھا کہ ابن آدم پر یہ جب ہی مسلط کیا جاتا ہے جب ابن آدم اس سے ڈرتا ہے، اور جب ابن آدم صرف اللہ سے ڈرے تو اللہ تعالیٰ اس کو پر مسلط نہیں کرتا، ابن آدم کو اس کے حوالے کر دیا جاتا ہے، جس سے وہ امید باندھتا ہے، اور اگر وہ سوائے اللہ کے کسی سے امید نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی اور کے حوالے نہیں کرتا (حیاۃ الصحابہ جلد ۳ ص ۳۸۵)

اس لئے دوستو ایک اللہ کے ماننے والے ہو جاؤ پھر دیکھو ایمان واسلام میں کیا مزہ ہے۔

Scanned by CamScanner

توحید کی دعوت تمام انبیاء نے دی

محترم بزرگو اور دوستو! توحید تمام پیغمبروں کی دعوت کا اولین موضوع رہا ہے، اپنے اپنے وقت میں اپنی ساری توانائیاں اسی توحید پر صرف کیں ہیں، اور اس کے لئے ہر طرح کی زیادتی، ظلم اور سفاکیت کو برداشت کیا ہے، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ۹۵۰ سال ہوئی ہے، مگر پوری عمر توحید کی دعوت دیتے رہے ظالموں کے ظلم سہتے رہے، پتھروں کی بارش ہوتی رہی، تمام بدن لہولہان ہوجاتا مگر صبر واستقامت کا دامن نہیں چھوڑا، دوستو نوسو پچاس سال کی عمر کم نہیں ہوتی، یہ حضرت نوحؑ کا ایک معجزہ ہے، کہ اتنی لمبی عمر کے باوجود کوئی دانت نہیں گرا، کوئی بال سفید نہیں ہوا، جسمانی طاقت میں کوئی کمی نہیں آئی، اتنی محنت کے باوجود صرف ۸۰ آدمی مسلمان ہوئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی دعوت پیش کی اور طرح طرح کی تکالیف اٹھائیں حتی کہ دعوت توحید ہی کے نتیجے میں آگ میں ڈالے گئے، پھر توحید ہی کے نتیجہ میں آگ گل وگلزار بن گئی، آپ بت شکن تھے اگرچہ باپ بت فروش تھے، آپ کے مختلف قسم کے امتحانات ہوئے آپ ہر امتحان میں کامیاب ہوئے، قرآن نے کہا "وَاِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى" حضرت ابراہیم کامیاب ہوئے، اسی طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے دعوت توحید پیش کی کچھ نہ کچھ مصائب بھی کو سہنے پڑے۔

ہمارے پیارے آقا ومولی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے جس قدر تکلیفیں اٹھائیں وہ بیان سے باہر ہیں، کہیں غزوہ احد میں دندان مبارک

شہید ہو رہے ہیں، سر میں خود کی کڑیاں گھس رہی ہیں، طائف کے میدان میں اوباش قسم کے غنڈے پتھر برسا رہے ہیں، نعلین مبارک خون سے لت پت ہوجاتے ہیں، کہیں اوپر غلاظت اور گندگی ڈالی جارہی ہے، اور کبھی بیت اللہ شریف کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں، عبادت میں مشغول ہیں اور اونٹ کی اوجھ نماز پڑھنے کی حالت میں کمر مبارک پر رکھ دی جاتی ہے، چنانچہ جب تکالیف اور اذیتوں کی شدت ہوئی تو آپ پہاڑوں پر چڑھ جاتے اور نفس کو مخاطب کر کے کہتے اے نفس میں تجھ کو یہیں سے نیچے گرادوں، جبرئیل امین تشریف لاتے تسلی دیتے، کہ صبر واستقامت سے کام لو، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (ان اللہ مع الصابرین)

شرک کی ابتداء

دوستو اور بزرگو! تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام توحید پر قائم رہے، البتہ امتوں میں اختلاف ہوگیا، حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام تک سب کے سب ایک دین پر تھے، حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں شرک وبت پرستی کا رواج ہوگیا، بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ تک سب ایک دین پر متفق تھے، یعنی سب کے سب مسلم اور توحید کے معتقد تھے، بعد میں اختلاف ہوا، حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت ادریس علیہ السلام تک ایک ہزار سال کا فاصلہ ہے۔

شرک کی بنیاد

دوستو اور بزرگو! شرک کی ابتداء حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے ہوئی، اور اس میں شرک کی بنیاد یہ ہوئی کہ اس قوم میں پانچ بزرگ تھے، ان

Scanned by CamScanner

ی مجلسوں میں بیٹھ کر لوگ خدا کو یاد کرتے تھے اور مسائل سنتے تھے، اس سے ان کے دین کو تقویت پہونچتی تھی، جب ان بزرگوں کا انتقال ہوگیا تو قوم میں پریشانی ہوئی کہ اب نہ وہ مجالس رہیں نہ وہ مسائل رہے اب ہم کہاں بیٹھیں، اس وقت شیطان نے ان کے دل میں یہ پھونک ماری کہ ان بزرگوں کی تصویریں بنا کر اپنے پاس رکھ لو جب ان تصویروں کو دیکھوگے، ان کا زمانہ یاد آجائیگا، اور وہ کیفیت پیدا ہوجائیگی، تو ان پانچوں کے مجسمے بنائے گئے، اور ان پانچوں کا نام تھا، ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر، قرآن کریم میں بھی ان کا ذکر ہے: وَدًّا وَّلَاسُوَاعًا وَّلَایَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا.

یہ پانچ بت بنا کر رکھے گئے ان کا مقصد محض تذکیر تھا، کہ ان تصویروں کے ذریعہ یاد دہانی ہوجائے، ان تصویروں کو پوجنا مقصود نہیں تھا۔

ابتداء میں جب تک لوگوں کے دلوں میں معرفت رہی تو ان بزرگوں کے اثرات رہے لیکن جب دوسری نسل آئی تو ان کے دلوں میں وہ معرفت نہیں رہی، چنانچہ وہ کچھ خدا کی طرف متوجہ رہے، اور کچھ بتوں کی طرف متوجہ ہوئے، تو اس طرح ان کا دین ایمان مخلوط ہوگیا، اور جب تیسری نسل آئی تو ان کے دلوں میں اتنی بھی معرفت نہ رہی بلکہ ان کے سامنے بت ہی بت رہ گئے، انہیں کو سجدہ، انہیں کو نیاز، انہیں کو نذر یہاں تک کہ شرک شروع ہوگیا، اس شرک کو مٹانے کیلئے حضرت نوح علیہ السلام آئے۔

تصویر سے شرک کی ابتداء

شرک کی ابتداء جو ہوئی وہ تصویر سے ہوئی ہے، تصویر میں خاصیت ہے شرک پیدا کرنے کی، اسلئے دوستو تصویروں سے بچنا چاہئے، آج کل بعض پرانے لوگوں کی تصویروں کو شاہکار سمجھ لیا جاتا ہے، مالدار لوگ دس دس ہزار

روپے دے کر خریدتے ہیں، کہ یہ ایک نایاب چیز ہے، اور پرانے زمانہ کی ہے، آدمی کے دام اتنے نہیں اٹھتے ہیں جو ان تصویروں کے اٹھتے ہیں۔

آج کل سینما میں تصویریں ہی تو ہیں وہ گاتی ناچتی نظر آتی ہیں اس پر لاکھوں اور کروڑوں روپیہ خرچ ہورہا ہے، یہی وجہ ہے کہ لوگ اصل کو فراموش کرگئے، اور صورتوں میں الجھ گئے۔ ؎

ان ہی روز وشب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان ومکاں اور بھی ہیں
ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

حضرات صوفیاء اور محققین لکھتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خاتمہ بالخیر ہو تو صورتوں کی طرف توجہ مت کرو اور ان بتوں کی صورتوں اور تصویروں کا تو یہ حال ہے کہ تم ان کی طرف دیکھتے ہو تو وہ تمہاری طرف دیکھتی ہیں اور حقیقت میں وہ بت دیکھنے والے نہیں ہیں، حالانکہ ان بتوں کی تصویروں میں پاؤں بھی ہیں، ہاتھ بھی ہیں، کان بھی ہیں، مگر ان اعضاء میں وہ قوت وطاقت نہیں جس سے انہیں اعضاء کہا جاسکے، تم ان کو پکارو تو وہ جواب نہیں دے سکتے۔

قرآن نے کہا: ''اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا'' آنکھ ناک کان ہاتھ پاؤں سب کچھ ہیں مگر جواب دینے کی صلاحیت نہیں ہے اگر ان بتوں کے اوپر مکھی بیٹھ جائے تو اس کو اڑانے کی طاقت بھی نہیں ہے، اس لئے دوستو بزرگو! ان چیزوں کو خدا نہ بناؤ جو کمزور ہیں، ان تصویروں کی تو یہ حالت ہے اگر آپ ان کو غور سے دیکھو تو یہ تصویریں بھی آپ کی طرف دیکھتی ہیں آپ جتنا غور کے ساتھ دیکھوگے اتنی ہی یہ تصویریں

آپ کے قریب ہوتی چلی جائیں گی، حقیقت کچھ نہیں ہے۔

تمام انبیاء نے توحید سکھلائی اور شرک سے روکا، مگر اسلام نے اسباب شرک سے بھی روک دیا بعید سے بعید سبب جو شرک تک پہونچ سکتا ہے اس کو بھی روک دیا۔

اسباب شرک سے بھی ممانعت

چنانچہ صحابہ کرام میں اس کا اہتمام تھا کہ اسباب شرک کے بھی قریب نہیں جاتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا، طواف ہو رہا تھا اور لوگ حجر اسود پر گر پڑ رہے تھے اور عوام الناس یہ سمجھتے تھے کہ اگر حجر اسود کو بوسہ نہ دیا تو حج ہی مکمل نہ ہوگا۔

حالانکہ حجر اسود کو بوسہ دینا فرض نہیں ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو خطاب کر کے فرمایا اے حجر اسود میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ تجھ میں نفع پہونچانیکی قدرت ہے نہ تجھ میں نقصان پہونچانے کی قدرت ہے، تو بے جان پتھر ہے اگر میں حضور ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

آنحضرت ﷺ کو شرک سے بڑی نفرت تھی

دوستو اور بزرگو! محسن انسانیت محمد مصطفیٰ ﷺ جس وقت مبعوث ہوئے اس وقت پوری دنیا توحید سے بیزار تھی، تمام مذاہب اور تہذیبوں اور تمام ترقی یافتہ ممالک میں مصوروں کی نئی نئی مارکیٹیں تھیں خود ہمارا یہ ہندوستان شرک کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا، یہاں ان گنت بت تھے، شرک یہاں کے خمیر میں شامل تھا، دیگر ممالک میں بھی بہت بری حالت تھی،

ایران کی سرزمین نغمۂ توحید سے کبھی گوش آشنا نہ ہوئی تھی، عربوں کی حالت اس سلسلہ میں بڑی دگرگوں تھی، ہر قبیلہ کا بت جدا جدا تھا، سفر کا معبود الگ تھا، اور حضر کا معبود الگ تھا، خوشی کا الگ تھا، اور غمی کا الگ تھا، اور خانہ خدا جس کو سب سے بڑے موحد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا، وہ تین سو ساٹھ معبودان باطلہ کی آماج گاہ بنا ہوا تھا، ایسے ماحول میں آنحضرت ﷺ نے دعوت دی کہ صرف ایک خدا کو مانو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، وہ شرکت کو برداشت نہیں کرتا، اس کے یہاں ہر جرائم معاف ہو سکتے ہیں، مگر شرک نا قابل معافی جرم ہے: **ان الله لايغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذالك لمن يشاء.**

شرک کے خلاف محنت

میرے بزرگو اور دوستو! جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے شرک کے خلاف بڑی بڑی محنتیں کیں...... مکی زندگی کے ۱۳ سال لوگوں کو موحد بنانے میں صرف کر دیے خود اپنے بارے میں فرمایا: ''لاتطرونی کما اطرت النصاری'' تم مجھے نصاری کی طرح حد سے آگے نہ بڑھاؤ جس طرح نصاری نے حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا بنالیا تم مجھے خدا نہ بناؤ میں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، اللہ کے علاوہ کسی کو بھی سجدہ نہ کرنا، کیونکہ سجدہ کرنا حرام ہے، اور فرمایا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو صرف بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

شرک سے آلودہ ماحول

دوستو اور بزرگو! آج کل ہمارا معاشرہ شرک کی دلدل میں پھنسا چلا جا رہا ہے، عقائد کو درست کرنے والی کتابوں سے گھر خالی ہو گئے، پہلے بہشتی زیور

Scanned by CamScanner

گھروں میں موجود رہتا تھا، عقائد کی دیگر کتابیں گھروں میں تھیں ان کو پڑھا جاتا تھا، عورتیں اپنے بچوں کی مختلف انداز میں تربیت کرتی تھیں اور ان کے عقیدے درست رکھتی تھیں، دوستو! عقائد کی تصحیح بہت بڑی چیز ہے، اللہ ہمارے عقیدوں کو صحیح رکھے۔

شرک کرنیوالوں کو تنبیہ

دوستو! ہم اور آپ تو کیا ہیں، قرآن پاک نے حضرات انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ فرما کران کو تنبیہ کی، اور توجہ دلائی: "وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ" "اگر انہوں نے شرک کیا تو اللہ تعالی ان کے تمام اعمال کو بیکار کردیگا، اور وہ کام نہ آئیں گے، خود سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کو فرمایا "لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ" "اگر آپ نے شرک کیا تو اللہ تعالی آپ کے عمل کو اکارت اور بیکار کردیگا اور آپ بھی خاسرین میں سے ہوجائیں گے اور خود اللہ تعالی نے ایک عمومی قاعدہ عمومی ضابطہ اور ایک جمہوری قانون بیان فرمایا ہے:

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ

جس کسی نے بھی اللہ کے ساتھ شرک کیا اللہ تعالی نے اس پر جنت کو حرام کردیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

مگر مؤمنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

ایک المیہ

دوستو اور بزرگو! آج توحید کا سب سے بڑا نقصان ان اسکولوں اور کالجوں کے ذریعہ ہورہا ہے جو ہمارے بچوں کے عقیدوں کا استحصال

کرتے ہیں، اور انہیں خدا بیزار بناتے ہیں ان کے معصوم ذہنوں میں دوسری طاقتوں کو خدا تعالی سے فوق و برتر بنا کر رکھا جاتا ہے، اور باقاعدہ اس طرح کی حرکتیں کی جاتی ہیں کہ مسلمانوں کے یہ بچے تعلیم تو حاصل کریں یا نہ کریں مگر ان کا عقیدہ توحید ختم ہوجائے، یہ شرک کرنے والے ہوجائیں۔

دوستو! ان کو اس ماحول سے بچانا ہماری اور آپ کی ذمہ داری ہے، جگہ جگہ ہمیں تعلیم کے ادارے قائم کرکے اس طوفان سے مقابلہ کرنا چاہئے کہ ہمارا تعارف قرآن پاک میں علم والی امت سے ہوا ہے، ہم ہی نے علم کے دروازے دوسرے لوگوں پر کھولے ہیں، پورا یورپ تعلیمی اعتبار سے ہمارا مرہون منت ہے، انہوں نے ہماری درسگاہوں میں ہماری یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی ہے، مگر آج ہم تعلیمی اعتبار سے خود کفیل نہیں ہیں، ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم جگہ جگہ دینی ماحول میں عصری تعلیم کا بھی بہتر سے بہتر انتظام کریں کم از کم آٹھویں تک کی عصری تعلیم علمائے کرام کی نگرانی میں ہوتا کہ عقائد کا تحفظ ہوسکے اکبر الہ آبادی نے اس تعلیمی نظام پر خوب ضرب فرمائی تھی ۔

یوں قتل سے وہ بچوں کے بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اور پھر مشورہ دیا تھا

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں جھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ کو چھولو
لیکن یہ سخن بندہ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

Scanned by CamScanner

آیت خطبہ کی تفسیر

محترم بزرگو اور دوستو! شروع خطبہ میں اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْقَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِىْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ. تلاوت کی گئی تھی جس کا ترجمہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے یہ کیا ہے کہ بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے باپ دادا ابراہیم واسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے، جو معبود یکتا ہے، اور ہم اسی کے حکم کے فرمانبردار ہیں (سورہ بقرہ)

شان نزول

دوستو! اس آیت کریمہ کا شان نزول حضرات مفسرین نے لکھا کہ یہود نے جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے انتقال کے وقت اپنے بیٹوں کو یہودیت پر قائم رہنے کی وصیت کی تھی، اب تم اسی یہودیت سے ہمیں علیحدہ کرنا چاہتے ہو اس کے جواب میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی۔

نرالی اور انوکھی وصیت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اس آیت شریفہ میں ایک وصیت نامہ سنایا گیا اور یہ وصیت نامہ دنیا بھر کے وصیت ناموں سے الگ ہے، مرنے والا جب مرتا ہے تو وہ مختلف اور نوع بنوع اقسام کے وصیت نامے تحریری اور

زبانی پیش کرتا ہے، چنانچہ مرنے والا اپنے بیٹوں اور لڑکوں کو جمع کرتا ہے، ان سے کہتا ہے کہ (۱) بیٹوں لڑنا نہیں اتحاد اور شرافت کے ساتھ رہنا ہے، (۲) یا یہ وصیت کرتا ہے کہ دیکھو میرے بیٹو فلاں جگہ میں نے رقم دبا رکھی ہے وہ تمہارے لئے ہے، میں نے کسی کو اب تک بتایا نہیں ہے، اس لئے تم کھود لینا، تمہیں وہاں اچھا خاصا خزانہ ملیگا (۳) یا یوں کہا بیٹوں ہمارا اتنا قرض دوسروں پر بیٹھتا ہے لکھ لو، تم ان سے وصول کر لینا، اور پھر تم اپنے کام میں لگا لینا، (۴) یا کوئی مرنے والا سرمایہ دار تاجر ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ میری اولاد فیکڑیوں اور ملوں کی مالک ہو جائے، ان کو انپورٹ اور ایکسپورٹ کے بڑے بڑے لائسنس مل جائے، لاکھوں اور کروڑوں کا بنک بیلینس ہو جائے، بہر حال مرنے والا یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی اولاد کو ایسے ایسے گر بتلا دوں کہ یہ عمر بھر مزے کرتا رہے گویا کہ مرنے کے وقت بھی دنیا ہی کی طرف ہماری توجہات رہتی ہے، ہاں اگر کوئی مرنے والا زیادہ ہی متقی اور پرہیزگار ہو تو یوں کہیگا کہ اے میرے بیٹو میرے بچو، اور میری آنکھوں کے تارو، میرے پیارو مجھ پر بہت سے لوگوں کے قرض کا مطالبہ ہے، اسکو بھولنا نہیں، حسن معاشرت باہمی میل جول، لین دین کی وصیت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اپنی ماں کا خیال رکھنا، عزیز واقرباء، رشتہ داروں کا خیال رکھنا، صلہ رحمی کرنا، وغیرہ وغیرہ، مگر دوستو! قربان جایئے حضرات انبیا علیہم السلام کے کہ ان کی وصیت ہماری وصیت سے الگ تھلگ ہوتی ہے، ہماری وصیت تو مادی چیزوں یعنی دنیا کی فانی اور ذلیل چیزوں میں ہوتی ہے اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی وصیت دولت ایمان اور عمل صالح میں ہوتی ہے۔

اسی لئے دوستو! حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹوں سے کہا کہ بتلاؤ میرے بعد کس چیز کی عبادت کروگے، تو سب نے بالاتفاق یہ جواب دیا کہ ہم صرف اس ایک خدا کی عبادت کریں گے جس کی آپ اور آپ کے آباواجداد ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق عبادت کرتے چلے آئے یعنی ایک خدا کی عبادت کریں گے اور ہم سب اسی ایک خدا کی عبادت پر قائم رہیں گے۔

ایک اصولی بات

حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت سے ایک اصولی بات معلوم ہوئی کہ والدین کا فرض اور اولاد کا حق ہے کہ سب سے پہلے ان کی صلاح وفلاح کی فکر کیجئے، ان کے بعد دوسری چیزوں کی طرف توجہ دی جائے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ساری دنیا کے رسول ہیں اور جن کی ہدایت قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے عام ہے ان کو بھی سب سے پہلے یہی حکم دیا گیا، ”وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ“ اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب سے ڈراؤ، آج کل مسلمانوں کی بے علمی اور بے دینی پھیلنے کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ والدین اگر خود دین سے واقف اور دیندار بھی ہیں تو اس کی فکر نہیں کرتے کہ ہماری اولاد بھی دیندار ہوکر دائمی راحت کی مستحق ہو، عام طور پر ہماری نظریں صرف اولاد کی دنیوی اور چند روزہ راحت پر رہتی ہے، اسی کے لئے انتظامات کرتے ہیں، دولتِ لازوال کی طرف توجہ نہیں دیتے، اللہ تعالی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے، کہ ہم آخرت کی فکر میں لگ جائیں اور اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے سب سے بڑا سرمایہ ایمان اور عمل کو سمجھ کر اس

کی کوشش کریں، اپنا بھی اور اپنے بچوں کا بھی کامل ایمان بنائیں۔

عبرت آموز واقعہ

میرے محترم بزرگو اور دوستو! پہلے زمانہ میں لوگوں کے ایمان کامل ہوتے تھے، جہاں وہ دنیا کماتے تھے، وہیں ان کی نظر دین پر رہتی تھی، چنانچہ پرانے زمانہ کی بات ہے کہ ایک بزرگ کا گذر ایک بڑھیا کے پاس سے ہوا دیکھا کہ وہ عورت چرخہ کاتنے میں مصروف ہے، اس بزرگ نے سلام کیا اور پوچھا کیوں بڑی بی ساری عمر چرخہ کاتنے میں گذار دی یا کوئی دین کی بات بھی سیکھی ہے، بڑھیا نے جواب دیا خدا کا شکر ہے دین کی باتیں بھی سیکھی ہیں، آپ کو کچھ معلوم کرنا ہو تو کرو۔

انہوں نے پوچھا بتاؤ خدا ہے بڑھیا نے جواب دیا ہاں ہے، انہوں نے پوچھا اس پر دلیل کیا ہے، کہا کہ میرا چرخہ، پوچھا یہ کیسے بڑھیا بولی کہ دیکھو میرا یہ چھوٹا سا چرخہ بغیر چلانے والی کے نہیں چلتا تو زمین وآسمان کا اتنا بڑا چرخہ کیا بغیر چلانے والے کے چل رہا ہے، ضرور اس کا کوئی نہ کوئی چلانے والا ہے، اور وہ خدا ہے، یہ بوڑھا آدمی اس سادہ اور ٹھوس دلیل سے بہت خوش ہوا پھر اس بڑھیا سے پوچھا کہ اچھا یہ بتلاؤ خدا ایک ہے یا دو، وہ بولی کہ ایک، پھر اس بوڑھے بزرگ آدمی نے کہا کہ اچھا اس پر بھی کوئی دلیل ہے، بولی کہ اس پر بھی دلیل یہ میرا چرخہ ہے کہ اگر اس چرخہ کو دو عورتیں چلانے لگیں، ایک داہنی طرف گھمائے اور دوسری بائیں طرف تو یہ چرخہ چلے گا نہیں، بلکہ ٹوٹ جائیگا، اسی طرح اگر زمین وآسمان میں دو خدا ہوں تو زمین وآسمان کا نظام تباہ وبرباد ہو جائے، ایک کہے گا کہ میں ہوا چلاؤں گا دوسرا کہے گا کہ میں بارش برساؤں گا، تو نظام درہم برہم ہو جائے گا:

Scanned by CamScanner

لَوْ كَانَ فِيهِمَا الِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا.

بہر حال یہی فیصلہ کرنا پڑیگا کہ اللہ ایک ہے اسی لئے دوستو حضرات انبیاء علیہم السلام نے اپنی زندگی میں بھی اور مرتے وقت بھی یہی وصیت اور نصیحت فرمائی ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ بیان فرماتے تھے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اس آیت کو جگہ جگہ آویزاں کردیا جائے اور ہر ذمہ دار کی فکر بس یہی ہو کہ وہ اپنی اولاد سے یہ ضرور سوال کرے "مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ"۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر قائم رکھے، توحید خالص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے آمین۔

جب دم واپسیں ہو یا اللہ
لب پہ ہو لا الہ الا اللہ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ کی عظیم الشان برکتیں

الحمد لله رب العالمين. والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين اما بعد. بسم الله الرحمان الرحيم.

قال النبي صلى الله عليه وسلم كل امر ذی بال لم يبدأ ببسم الله فهو اقطع.

انجام اس کے ہاتھ ہے آغاز کرکے دیکھ
بھیگے ہوئے پروں سے پرواز کرکے دیکھ

تمہید

محترم حضرات اور برادران اسلام! ہمارے لئے بڑی خوشی وسعادت کی بات ہے کہ آج ہم لوگ ان ننھے ننھے بچوں کی "آغاز بسم اللہ" کی تقریب میں شریک ہوئے ہیں، یقیناً ان بچوں کے والدین بڑے خوش

نصیب ہیں، جنہیں اللہ پاک نے یہ دن دکھایا کہ انہیں اولاد دی پھر اولاد کو اس قابل کیا کہ ان کی پیاری پیاری، لڑکھڑاتی تتلاتی زبانوں پر اپنا کلام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جاری فرمادیا، جس طرح آج ان بچوں کی بسم اللہ کا آغاز ہوا ہے، خدا کرے کہ ان کا تعلیمی سفر بھی بخیر وخوبی اختتام کو پہنچے، اور یہ عالم دین داعی اسلام بن کر دنیا وآخرت میں اپنے والدین کی سرخروئی اور نجات کا ذریعہ بنیں، اور پورے عالم میں اسلام کی سربلندی کا سبب ہوں۔ آمین

میرے پیارے دوستو! میں بہتر سمجھتا ہوں کہ اس تقریب کی مناسبت سے آج کی اس نورانی اور ایمانی بزم میں آپ حضرات کے سامنے بسم اللہ الرحمان الرحیم کی فضیلت وبرکت اور اس کی عظمت واہمیت بیان کروں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شرح صدر نصیب فرمائیں، آمین۔

دوستو! آج کل ہمارا معاشرہ دین کی طرف سے غفلت اور لاپرواہی میں مبتلا ہے، جس کی بنا پر مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، حالانکہ اسلام ایک آسان اور سہل شریعت لے کر آیا ہے، جس میں محنت کم اور مزدوری زیادہ، عمل مختصر اور ثواب زیادہ، آپ صرف بسم اللہ کو لے لیجئے کہ اس کا پڑھنا، یاد کرنا اور اس پر عمل کرنا کتنا آسان ہے، مگر افسوس صد افسوس آج ہم بسم اللہ کی تعلیمات سے بھی غافل ہیں، اس کے فضائل وبرکات سے بھی ناواقف اور محروم ہیں، عوام تو عوام ہیں پڑھے لکھے طبقے میں وہ بات نہیں جو ہونی چاہیے، گویا کہ بسم اللہ کی فضیلتوں اور برکتوں سے ہم لوگ کوسوں دور ہیں، ہمارے بچے، بڑے اور چھوٹے بھی یکسر غافل نظر آتے ہیں۔

بسم اللہ مختصر جملہ

دوستو! ہم لوگ آج بسم اللہ کی عظمت وفضیلت کو سمجھتے ہی نہیں ہیں،

حالانکہ بسم اللہ الرحمان الرحیم ایک ایسا مختصر جملہ ہے جس کے پڑھنے میں نہ کوئی مشقت ہوتی ہے نہ کوئی وقت ہی خرچ ہوتا ہے، مگر اس کے ثمرات وبرکات اور اثرات نہایت دوررس اور عظیم الشان نظر آتے ہیں۔

قرآن کی ابتداء بسم اللہ سے ہے

دوستو اور بزرگو! بسم اللہ کی فضیلت وعظمت اس سے بخوبی معلوم ہوجاتی ہے کہ باری تعالیٰ کی مہتم بالشان کتاب قرآن مجید کا آغاز بسم اللہ الرحمان الرحیم سے کیا ہے، بسم اللہ کی عظمت پر اس سے بڑی اور کوئی دلیل نہیں ہوسکتی۔ اور نہ کسی زائد دلیل کی ضرورت ہے۔

بسم اللہ تمام شریعت کو شامل ہے

حضرات علماء نے لکھا ہے کہ بسم اللہ الرحمان الرحیم تمام شریعت اور اس کے جملہ احکام پر مشتمل ہے، اس لئے کہ یہ باری تعالیٰ کی ذات وصفات پر دال ہے، اللہ کا ذاتی نام بھی اس میں آگیا اور صفاتی نام بھی "قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ اِنَّ بِسْمِ اللہ الرحمان الرحیم تَضَمَّنَتْ جَمِیْعَ الشَّرْعِ لِاَنَّھَا تَدُلُّ عَلَی الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ (قرطبی)"

بسم اللہ کی باء میں پورے قرآن کا خلاصہ

علماء کرام نے لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ پورے قرآن کا متن اور تمہید ہے، اور بسم اللہ سورہ فاتحہ اور پورے قرآن کا خلاصہ ہے۔

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کُلُّ مَا فِیْ الْکُتُبِ الْمُنَزَّلَةِ فَھُوَ فِیْ الْقُرْآنِ وَکُلُّ مَا فِیْ الْقُرْآنِ فَھُوَ فِیْ الْفَاتِحَةِ وَکُلُّ مَا فِیْ الْفَاتِحَةِ فَھُوَ فِیْ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

Scanned by CamScanner

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو چیزیں آسمانی کتابوں میں نازل ہوئی ہیں وہ سب چیزیں قرآن میں موجود ہیں، اور ہر وہ چیز جو قرآن میں نازل کی گئی وہ سب سورہ فاتحہ میں موجود ہے، اور جو چیزیں سورہ فاتحہ میں ہیں وہ سب چیزیں بسم اللہ الرحمان الرحیم میں موجود ہیں، حضرات علماء نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ جو چیزیں بسم اللہ الرحمان الرحیم میں موجود ہیں وہ سب چیزیں بسم اللہ الرحمان الرحیم کی باء میں موجود ہیں، اس لئے کہ باء کے معنی ملنے کے آتے ہیں گویا کہ قرآن کے نزول کا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملایا جائے، تا کہ یہ بندے اپنے پروردگا کو جاننے، پہچاننے لگیں، سارے قرآن کا خلاصہ اور مقصد اصلی یہی ہے کہ آپس میں سب مل جل کر رہیں، اللہ کی توحید بجالائیں، اور شریعت اسلامیہ پر سب کار بند ہوجائیں۔

خدا سے ملنے کا طریقہ

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہماری اس مجلس بسم اللہ میں طلبائے عزیز بھی شریک ہیں ان کے ذہنوں میں ایک سوال آرہا ہوگا کہ اللہ نے اپنے قرآن کو لفظ (ب) سے کیوں شروع کیا ہے؟ جبکہ ہم جتنی کتابیں پڑھتے ہیں سب کی سب الف سے شروع ہوتی ہیں، ہندی شروع کرتے ہیں تو یہ بھی (अ,आ) سے شروع ہورہی ہے، اور انگلش شروع کرتے ہیں تو وہ بھی (A,B,C) سے شروع ہورہی ہے، قرآن کو باء سے شروع کرنے میں کیا حکمت ہے؟ یعنی بسم اللہ الرحمان الرحیم میں پہلا حرف باء ہے، اگر الف ہوتا تو کیا حرج تھا؟ بجائے بسم اللہ کے اسم اللہ کہہ دیتے، بسم اللہ کا ترجمہ اور اسم اللہ کا ترجمہ ایک ہی ہے، (اللہ کے نام سے شروع کررہا ہوں) اس کا جواب یہ ہے کہ الف کی صورت کھڑی لاٹھی جیسی ہوتی ہے، گویا کہ اس کے

اندر تکبر پایا جاتا ہے، اور "ب" کی صورت پڑی اور گری ہوتی ہے، تو گویا عاجزی اور انکساری اس کے اندر ہے، معلوم ہوا کہ خدا تعالی کی ملاقات کا مدار عاجزی اور انکساری پر ہے، قرآن کا مقصد بھی یہی ہے کہ اللہ سے ملنا ہے تو عاجزی اور انکساری سے ملو، یہ بات "ب" سے حاصل ہوتی ہے "الف" سے نہیں۔

بسم اللہ میں صرف تین ناموں کا تذکرہ

میرے محترم دوستو! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اللہ نے صرف اپنے تین ناموں کا ذکر کیا ہے، ایک نام ذاتی ہے، اور دو صفاتی ہیں، اللہ نام ذاتی ہے اور رحمان ورحیم دونوں صفاتی ہیں، ان تین ناموں کو ذکر کرنے کی وجہ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ دنیا میں انسان کی تین آرزوئیں اور تمنائیں ہوتی ہیں، ایک تو یہ ہوتی ہے کہ انسان جس چیز کو چاہے وہ موجود ہوجائے، دوسرے جب وہ مل جائے تو وہ چیز باقی بھی رہے، تیسرے اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع بھی ملے، معلوم ہوا کہ انسان کے سامنے تین آرزوئیں ہوتی ہیں، (۱) ایجاد (۲) ابقاء (۳) انتفاع۔

دوستو! یہ تینوں کے تینوں فائدے ہمیں بسم اللہ الرحمان الرحیم سے حاصل ہورہے ہیں۔

بسم اللہ میں انسان کی آرزوئیں مضمر ہیں

آپ حضرات بغور سماعت فرمائیں بسم اللہ میں لفظ اللہ سے چیزوں کے موجود ہونے کی طرف اشارہ ہے، اور لفظ رحمان سے چیزوں کے باقی رہنے کی طرف اشارہ ہے، اور لفظ رحیم سے چیزوں کے نفع کی طرف اشارہ ہے، خلاصہ یہ نکلا کہ اس چھوٹے سے کلمہ میں اتنی بڑی برکت ہے، کہ

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمان الرحیم کو جس چیز کے لئے پڑھیں گے وہ کام موجود بھی ہوجائیگا، اور باقی بھی رہیگا، اور نفع بخش بھی ہوگا، اس لئے دوستو ہر کام کے شروع میں بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھنا مت بھولئے، کہ اس میں انسان کی تمام آرزؤں اور تمناؤں کی تکمیل ہے۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم کا شان نزول

میرے بھائیو اور بزرگو! آپ بسم اللہ الرحمان الرحیم کا شان نزول بھی سنئے، دور جاہلیت میں مشرکین عرب کی عادت تھی کہ اپنے کاموں کو باسم اللات والعزی سے شروع کرتے تھے، اللہ تعالی نے اس رسم جاہلیت کو مٹانے کے لئے بسم اللہ الرحمان الرحیم کا نزول فرمایا۔

دوستو! یہ بھی یاد رکھئے کہ بسم اللہ الرحمان الرحیم قرآن اور امت محمدیہ کی خصوصیت ہے، نہیں تو تمام آسمانی کتب کو صرف بسم اللہ سے شروع کیا گیا، نبی ﷺ بھی ابتدائے اسلام میں ہر کام کو اللہ کے نام سے شروع کرنے کے لئے باسمک اللھم کہتے اور لکھتے تھے، مگر جب بسم اللہ الرحمان الرحیم نازل ہوگئی تو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی الفاظ کو اختیار فرمالیا، اور یہ سنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جاری ہوگئی (روح المعانی)

بسم اللہ کی فضیلت

روایات میں آتا ہے کہ جب بسم اللہ الرحمان الرحیم نازل ہوئی تو بھاری اور مضبوط پہاڑ حرکت کرنے لگے، ساتوں زمین اور ساتوں آسمان میں بھونچال آگیا، اور ملائکہ کے ایمان میں اضافہ ہوا، اور مخلوقات کا یقین بڑھا، جنات اپنے چہروں کے بل گرگئے۔

اسی طرح حضرت جابر ؓ کی روایت ہے کہ جب بسم اللہ الرحمان الرحیم نازل ہوئی، بادل مشرق کی جانب بھاگ گیا، ہوائیں ساکن ہوگئیں، دریا کی موجیں ٹھہر گئیں، اور بہائم نے سننے کے لئے اپنے کانوں کو خوب متوجہ کیا، اور شیاطین کو آسمانوں سے دور کردیا گیا۔ (علامہ برزنجیؒ)

ہر کام کو بسم اللہ سے شروع کرنے کی ہدایت

دوستو! قرآن کریم میں جابجا یہ ہدایت کی گئی ہے کہ ہر کام کو اللہ کے نام سے شروع کیا جائے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "**کل امر ذی بال لم یبدأ ببسم اللہ فھو اقطع**" ہر وہ مہتم بالشان کام جو بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے تو وہ ناقص اور بے برکت رہتا ہے۔

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گھر کا دروازہ بند کرو تو بسم اللہ کہو، چراغ گل کرو تو بسم اللہ کہو، برتن دھوؤ تو بسم اللہ کہو، کھانا کھاتے، پانی پیتے، وضو کرتے، سواری پر سوار ہوتے اور اترتے وقت بسم اللہ پڑھنے کی ہدایت قرآن واحادیث میں بار بار آئی ہے۔

کھانے کے وقت بسم اللہ یاد نہ رہے تو کیا کرے

ابوداؤد کی روایت ہے کہ آپ ﷺ کی مجلس طعام میں کسی صحابی نے بغیر بسم اللہ کے کھانا شروع کردیا، آخر میں جب یاد آیا تو بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَه وَآخِرَه کہا تو حضور ﷺ کو ہنسی آگئی اور فرمایا کہ شیطان نے جو کچھ کھایا تھا ان کے بسم اللہ پڑھتے ہی کھڑے ہوکر سب قے کردیا، بہرحال اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا یاد نہ رہے تو جب بھی یاد آئے بسم اللہ پڑھ لینی چاہئے، مسلم شریف کی روایت ہے کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس میں شیطان کا حصہ ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

بسم اللہ ذکر محبوب ہے

دوستو اور بزرگو بسم اللہ واقعتاً بڑی ہی فضیلت اور برکت کی چیز ہے، تفسیر کبیر میں امام رازی نے لکھا کہ حضرت عمرہ فرغانیہ ایک بہت بڑی عارفہ اور بزرگ خاتون تھیں، ان سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ ہمبستری کی وجہ سے ناپاک آدمی اور اسی طرح حیض والی عورت کے لئے قرآن شریف پڑھنے کی تو ممانعت ہے لیکن ان دونوں کو بسم اللہ پڑھنے کی اجازت ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت فرغانیہ نے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے، اور دوست کو دوست کا ذکر کرنے سے نہیں روکا جا سکتا، اس لئے کہ دوست اپنے دوست کا ذکر ہر گھڑی اور ہر آن کر سکتا ہے۔

پوری بسم اللہ پڑھنے کی ممانعت

میرے محترم دوستو! صرف دو موقع ایسے ہیں کہ پوری بسم اللہ کا پڑھنا ممنوع ہے، (۱) جانور کو ذبح کرتے وقت پوری بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی بلکہ سنت یہ ہے کہ بسم اللہ واللہ اکبر کہا جائے وجہ اس کی یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرتے وقت رحمان ورحیم کے الفاظ موزوں نہیں ہیں (۲) اسی طرح سورہ توبہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمان الرحیم نہیں لکھی گئی، وجہ اس کی یہ ہے کہ اس سورۃ میں قتل وقتال کا تذکرہ ہے اور قتل وقتال کے وقت رحمان ورحیم کے الفاظ موزوں نہیں ہیں۔

قلم کا اجرا

دوستو اور بزرگو! تقدیر الٰہی لکھنے کے لئے اللہ نے سب سے پہلے جس قلم کو وجود بخشا اس نے سب سے پہلے جن حروف کو لکھا وہ بسم اللہ الرحمان الرحیم ہیں۔

رسول پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی جو حضرت سلیمان علیہ السلام اور میرے علاوہ کسی دوسرے پیغمبر پر نازل نہیں ہوئی، اور وہ بسم اللہ الرحمان الرحیم ہے۔

پہلا کلام

☆ اللہ کی جانب سے سب سے پہلے جاری ہونے والا کلام بسم اللہ الرحمان الرحیم ہے۔

☆ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر سب سے پہلے بسم اللہ کا نزول ہوا۔

☆ موحد بندوں کے لئے سب سے پہلی مہر بسم اللہ الرحمان الرحیم ہے۔

☆ مسلمان بچہ کو سب سے پہلے استاذ بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھاتا ہے، جیسا کہ اس مجلس میں ان ننھے ننھے معصوم بچوں کو بسم اللہ شروع کرائی گئی ہے اس کی بڑی فضیلت ہے، حدیث شریف میں آتا ہے

''قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُعَلِّمَ اِذَا قَالَ لِلصَّبِیِّ قُلْ بِسْمِ اللہ الرحمان الرحیم فَقَالَ الصَّبِیُّ بِسْمِ اللہ الرحمان الرحیم کَتَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی بَرَاۃً لِلصَّبِیِّ وَبَرَاۃً لِاَبَوَیْہِ وَبَرَاۃً لِلْمُعَلِّمِ مِنَ النَّارِ '' حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ معلم بچہ سے جب یہ کہتا ہے کہ بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھو اور بچہ اس کو پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بچہ اور بچہ کے والدین اور استاذ کے لئے جہنم سے برات لکھدی جاتی ہے۔

بسم اللہ کے لکھنے میں برکت

☆ بسم اللہ حضرت آدمؑ کی پیشانی پر لکھی ہوئی تھی، معلوم ہوا کہ بسم اللہ لکھنے میں بڑی برکتیں ہیں۔

Scanned by CamScanner

☆ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پروں پر لکھی ہوئی تھی جس وقت کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تھے، جبکہ حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی بن گئی تھی۔

☆ عبرانی زبان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا پر لکھی ہوئی تھی، اسی عصا کے مارنے سے دریا میں راستے بن گئے تھے، اسی عصا کے ڈالنے سے بڑا اژدھا بن گیا، جس نے سارے سانپوں کو نگل لیا تھا۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر بسم اللہ جاری ہوئی تو اسی کی برکت سے والدہ کی گود میں کلام فرمایا۔

☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھی ہوئی تھی۔

بسم اللہ کی برکت سے گھر میں عذاب نہیں آیا

امام رازی نے تفسیر کبیر جلد اول ص ۱۶۸ پر لکھا ہے کہ فرعون نے دعوی الوہیت کرنے سے پہلے ایک مکان بنایا تھا اور اس کے بیرونی دروازے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی تھی، جب اس نے خدائی دعوی کیا اور حضرت موسی علیہ السلام نے اس کو تبلیغ کی تو اس نے قبول نہ کی، تو حضرت موسی علیہ السلام نے اس کے حق میں بددعا کی، خداوند تو نے اس خبیث کو کس لئے مہلت دے رکھی ہے، وحی آئی اے موسی یہ ہے تو اس قابل کہ اس کو ہلاک کر دیا جائے لیکن اس کے دروازے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے وہ عذاب سے بچا ہوا ہے۔

دوستو! اسی وجہ سے فرعون پر گھر میں عذاب نہیں آیا بلکہ وہاں سے نکال کر دریا میں غرق کر دیا گیا، سبحان اللہ جب ایک کافر کا گھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کی وجہ سے عذاب سے بچ گیا تو اگر کوئی مسلمان اس کو اپنے دل ودماغ اور زبان پر لکھ لے تو کیوں نہ وہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہے۔

بسم اللہ کے پڑھنے میں برکت

حضرت جابر ﷺ کی روایت ہے کہ اللہ تعالی نے اس بات کا اعلان فرمادیا ہے کہ جس کسی چیز پر بھی اللہ کا نام یعنی بسم اللہ پڑھی جائیگی اس میں لازمی برکت ہوگی۔ (تفسیر بن کثیر ص۵)

بسم اللہ کے ذریعہ ہر مصیبت سے حفاظت

اللہ رب العزت نے بسم اللہ الرحمان الرحیم کو ہر بلا ومصیبت کے لئے ذریعہ امن اور ہر مرض کے لئے دوا اور شیطان مردود سے حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے، نیز بسم اللہ امت مسلمہ کے لئے زمین کے دھنسنے سے اور صورتوں کے مسخ ہونے سے، پتھروں اور ڈوبنے کے عذاب سے امن کا ضامن ہے، اس لئے اس کی تلاوت کو لازم سمجھنا چاہئے، اور اس کے ذریعہ اللہ رب العزت کا تقرب حاصل کرنا چاہئے۔

بسم اللہ بڑی وزنی چیز ہے

احادیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میزان کے ایک پلڑے میں بسم اللہ الرحمان الرحیم کو اور دوسرے پلڑے میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے اس کو رکھ دیں تو بسم اللہ الرحمان الرحیم والا پلڑا بھاری ہو جائیگا۔

احترامِ بسم اللہ پر عظیم اجر

امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا کہ جو شخص

Scanned by CamScanner

زمین پر پڑا ہوا کوئی ایسا کاغذ اٹھائے جس پر بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھی ہوئی ہو اور یہ شخص حق تعالی کی عظمت اور اس کے ادب واحترام کی وجہ سے اس کو اٹھائے تو اللہ تعالی کے یہاں اس کا نام صدیقین میں لکھدیا جاتا ہے، اور اس کے ماں باپ کے اوپر سے عذاب کی سختی کم کردی جاتی ہے، چاہے وہ مشرک ہی کیوں نہ رہے ہوں۔

آن کی آن میں ولی کامل بنادیا

برادران اسلام! جن لوگوں نے بسم اللہ کی عظمت و رفعت قدرومنزلت اور ادب واحترام کو پہچانا، ان لوگوں نے بڑے بڑے منافع حاصل کئے، چنانچہ شیخ بشر حافی اولیائے کبار میں ہوئے ہیں، مگر ابتدائی حالت ان کی بڑی خراب تھی، شراب میں مست رہتے تھے، ایک دن وہ شراب خانہ کی طرف چلے جارہے ہیں، راستہ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا ملا جس میں بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھا ہوا تھا، بشر حافی نے اس کو محبت سے اٹھایا، اور اٹھا کر آنکھوں سے لگایا، تعظیم کے ساتھ اس کو عطر سے معطر کر کے کسی بلند مقام پر رکھدیا، پھر شراب پی کر شراب خانہ میں سوگئے، ادھر حسن بصری کو اللہ کی طرف سے الہام ہوا کہ بشر حافی کو بشارت سنادو کہ تم نے ہمارے نام کو معطر کر کے جو تعظیماً بلند مقام پر رکھا ہے، ہم نے اسکے عوض تمہارا مقام بلند کردیا، تمہارے گناہوں کو معاف کردیا، تو نے میرے نام کی تعظیم کی، میں نے تیری عزت کو بڑھادیا، گویا کہ آن کی آن میں شرابی سے بدل کر ولی کامل بنادیا۔

بشر حافی کو حافی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ننگے پاؤں رہتے تھے، انہوں نے پڑھا تھا ''وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰھَا فَنِعْمَ الْمَاھِدُوْنَ'' کہ زمین کو

اللہ تعالی نے اپنے کلام میں فرش کہا ہے، اس لئے انہوں نے شاہی فرش پر جوتے پہن کر چلنا آداب کے خلاف سمجھا، اہل سیر نے لکھا ہے کہ بشر حافی جس راستہ سے گذرتے تھے، اگر اس طرف پاخانہ، غلاظت، گندگی پڑی ہوتی تو اللہ تعالی حکم فرماتے اے زمین میرا بندہ بشر حافی آرہا ہے اس گندگی کو نگل جا، زمین فوراً اس غلاظت وگندگی کو نگل جاتی، دوستو! بشر حافی کو یہ مقام بسم اللہ ہی کے احترام کی وجہ سے ملا۔

بسم اللہ نے زہر کو بے اثر کردیا

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ملک شام میں ایک قلعہ کا محاصرہ کرلیا، قلعہ والوں نے پیغام بھیجا کہ تم دین اسلام کے حق ہونے کی کوئی نشانی بتلاؤ تو ہم لوگ ابھی ابھی مسلمان ہوجائیں گے، حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ تم میرے پاس زہر قاتل لاؤ، وہ لوگ ایک شیشی بھر کر خطرناک زہر لائے، حضرت خالد بن ولیدؓ نے سب لوگوں کے سامنے بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھ کر زہر کی پوری شیشی پی گئے، زہر کا کچھ بھی اثر نہ ہوا، یہ دیکھ کر سب لوگ حیران اور ششدر رہ گئے، سب کے سب مشرف باسلام ہوگئے اور قلعہ مسلمانوں کے حوالہ کردیا۔

بسم اللہ کی بے پایاں برکتیں

دوستو اور بزرگو! بسم اللہ کی احادیث میں بہت سی برکتیں بیان کی گئی ہیں چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ جب تم وضو کرو تو بسم اللہ کہو کیونکہ اس کی برکت سے وضو سے فارغ ہونے تک تمہارے نگہبان فرشتے تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے، اور جب تم اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرو تو بسم اللہ کہو کیونکہ پھر

Scanned by CamScanner

تمہارے نگہبان فرشتے اس وقت تک تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے جب تک کہ تم ہمبستری کے غسل سے فارغ نہ ہو جاؤ، اور اگر ہمبستری کے نتیجہ میں کوئی بچہ پیدا ہوا تو تمہارے لئے اس بچہ کی سانسوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی، اور اگر اس بچہ کی اولاد ہوگی تو ان کے سانسوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی، یہاں تک کہ اس کی نسل ہی ختم ہو جائے، اے ابوہریرہ جب تم کسی سواری پر سوار ہو تو بسم اللہ والحمد للہ کہا کرو کیونکہ پھر جتنے قدم وہ سواری چلیگی، ان کی تعداد کے برابر تمہارے لئے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی، جب تم کسی کشتی اور سفینے میں سوار ہو تو بسم اللہ والحمد للہ کہا کرو تو اس وقت تک تمہارے لئے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی جب تک تم اس کشتی سے اتر نہ جاؤ۔ (تفسیر کبیر)

بسم اللہ الرحمان الرحیم کی عجیب تاثیر

دوستو اور بزرگو! بسم اللہ کے اندر عجیب وغریب تاثیرات ہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ قیصر روم (روم کے بادشاہ) کے سر میں درد ہوا اور درد اس قدر بڑھا کہ کسی طرح بھی ختم نہ ہوتا تھا، طرح طرح کے علاج ومعالجے کئے، لاچار اور مجبور ہو کر قیصر روم نے امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھا، تو حضرت عمر نے ایک ٹوپی بھیج دی کہ اس کو پہن لیا کرو، درد نہیں ہوگا، چنانچہ قیصر روم جب اس ٹوپی کو پہنتا تو درد صحیح ہو جاتا، اور جب سر سے اتار دیتا تو پھر درد شروع ہو جاتا، لوگوں کو تعجب ہوا کہ اس ٹوپی میں کیا عجیب تاثیر ہے، قیصر روم نے اس کو کھول کر دیکھا کہ اس میں ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے جس پر بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھا ہوا ہے، تب ان کو معلوم ہوا کہ یہ بسم اللہ کی برکت اور تاثیر ہے کہ درد ختم ہو جاتا ہے۔ (تفسیر رازی)

صرف لفظ بسم اللہ کا عجیب اثر

دوستو پوری بسم اللہ الرحمان الرحیم کی آپ نے تاثیر دیکھ لی، اگر ہم آدھی بسم اللہ بھی پڑھ لیا کریں وہ بھی فائدہ سے خالی نہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر جب عذاب آیا اور حضرت نوح علیہ السلام ایمان والوں کو لیکر کشتی پر سوار ہوئے تو کشتی کے ڈوبنے سے سخت خائف تھے، چنانچہ ڈوبنے سے نجات پانے کے لئے اللہ کا حکم ہوا کہ بسم اللہ مجرٖھا ومرسٰھا پڑھ کر کشتی کو چھوڑ دو، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، تو کشتی صحیح سلامت طوفان سے بچی رہی، اور تمام حضرات ڈوبنے سے محفوظ رہ گئے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ جب آدھی بسم اللہ پڑھنے سے نوح علیہ السلام کی کشتی ڈوبنے سے بچ گئی تو جو شخص ہر کام کے شروع میں پوری بسم اللہ پڑھ لے گا وہ ہرگز ہرگز نامراد نہیں ہو سکتا۔ (امام رازی)

بسم اللہ جنات وشیاطین کی دشمن

حضور پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کوئی بندہ بسم اللہ الرحمان الرحیم کہتا ہے تو شیطان اس طرح پگھل جاتا ہے جس طرح آگ میں شیشہ پگھل جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی پیشاب، پاخانہ، اور نہانے یا عورت سے صحبت کرنے کے لئے ننگا ہوتا ہے تو شیاطین وجنات اس کے کاموں میں خلل ڈالتے ہیں، اور ستاتے ہیں، مگر جب بسم اللہ پڑھکر برہنہ ہوتا ہے تو خواہ مرد ہو یا عورت تو اس کے درمیان اور شیاطین وجنات کے درمیان ایک آڑ اور پردہ حائل ہو جاتا ہے، چنانچہ انسان ان کے شر سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

روایات میں آتا ہے کہ ایک دفعہ جنات نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ یہ آپ کے ساتھی حضرات صحابہؓ ہمیں تکلیف پہونچاتے ہیں، ہمارے رہنے کی جگہوں پر پیشاب پاخانہ کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے حضرات صحابہؓ سے فرمایا ایسا کیوں کرتے ہو؟ حضرات صحابہؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم جنگل میں رہتے ہیں وہیں پیشاب پاخانہ کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ جب پیشاب پاخانہ کے لئے بیٹھو تو بسم اللہ پڑھ لیا کرو، اس سے آڑ اور پردہ ہوجاتا ہے، پھر جنات کو تکلیف نہ ہوگی، قربان جایئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر کیا خوب تعلیمات دی ہیں، بسم اللہ پڑھنے کے فوائد اور نہ پڑھنے کے نقصانات پر روشنی ڈالی ہے۔

صحبت کے وقت بسم اللہ سے غفلت کے نقصانات

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج کل ہمارے بہت سے بھائی صحبت کے وقت ذکر خداوندی یعنی بسم اللہ پڑھنے سے غافل ہوجاتے ہیں، حالانکہ بسم اللہ چھوڑنے کے بہت سخت نقصانات ہیں، پہلا نقصان تو یہ ہے کہ جب میاں بیوی صحبت کرتے ہیں تو شیطان ان کے ساتھ شریک ہوجاتا ہے، دوسرا نقصان یہ ہے کہ صحبت کے نتیجہ میں جو اولاد پیدا ہوگی تو اس میں شیطان کا اثر ہوگا۔

آج کل ہماری اولاد جو عام بے راہ روی، فتنہ وفساد اور مختلف قسم کی اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ پیدا ہونے والی نسل پوری طرح شیطانی اثرات لئے ہوئے دنیا میں آتی ہے، شیطان ان کو زنا کی طرف راغب کرتا ہے، اور ان کی نظر میں بدکاری کو اچھے سے اچھے روپ میں پیش کرتا ہے، اسی طرح شیطان ان لوگوں کی بیویوں کو بھی جو ذکر سے غافل ہوکر صحبت کرتے ہیں زنا کی طرف مائل کردیتا ہے، اور ان کو غیر مردوں کے ساتھ

ملوث کرادیتا ہے، پھر اس کے نتیجہ میں نالائق اور نافرمان اولاد پیدا ہوتی ہے۔

اسی لئے میرے محترم بزرگو اور دوستو! امام بخاریؒ نے ایک روایت بیان کی ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَارَزَقْتَنَا" پڑھیگا تو میاں بیوی دونوں شیطان کی شرکت سے محفوظ رہیں گے، اور اولاد بھی شیطان کے شر سے محفوظ رہیگی، اور نیک صالح ہوگی۔ (مظاہر حق جدید)

اللہ تعالیٰ ہماری بھی اور ہماری اولاد کی بھی شیطان کے فتنوں سے حفاظت فرمائے آمین ثم آمین۔

جنت کی نہریں بسم اللہ سے جاری ہیں

میرے محترم بزرگو اور دوستو! بسم اللہ جامع ترین برکتوں کا مظہر ہے، تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ شب معراج میں رسول اکرم ﷺ نے جنت کی سیر کی، تو چار نہروں کو دیکھ کر جبرئیل امین سے پوچھا "مِنْ اَيْنَ تَجِيئُ هٰذِهِ الْاَنْهَارُ وَاِلٰى اَيْنَ تَذْهَبُ" یہ نہریں کہاں سے آرہی ہیں اور کہاں جارہی ہیں، حضرت جبرئیل نے کہا کہ حوض کوثر کی طرف جارہی ہیں، لیکن کہاں سے آرہی ہیں، یہ مجھے معلوم نہیں، آپ اللہ تعالیٰ سے دریافت فرمائیں، وہ آپ کو ضرور بتادیں گے، چنانچہ آنحضور ﷺ نے دعا فرمائی، فوراً اسی وقت ایک فرشتہ حاضر ہوا، بعد سلام اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ آنکھیں بند فرمالیں، آپ نے آنکھیں بند فرمالیں، پھر فرشتہ نے کہا اب آنکھیں کھول لیجئے، جب آپ نے آنکھیں کھولیں تو آپ نے اپنے کو ایک درخت کے پاس پایا، اور سفید موتی کا ایک عظیم الشان قبہ دیکھا، جس میں سونے کا سرخ دروازہ ہے، اور اس میں تالا لگا ہوا ہے،

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر چاروں نہروں کو اس قبہ کے نیچے سے بہتے ہوئے دیکھا، اور لوٹنے کا ارادہ کیا تو اس فرشتہ نے مجھ سے کہا کہ آپ اس قبہ میں داخل کیوں نہیں ہوتے، آپ نے فرمایا کہ داخل کیسے ہو جاؤں، اس میں تالا لگا ہوا ہے، چابی میرے پاس موجود نہیں ہے، فرشتہ نے کہا یارسول اللہ اس کی چابی تو بسم اللہ الرحمان الرحیم ہے یہ سنکر آپ ﷺ تالے کے قریب گئے، بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھا تو تالا کھل گیا، اندر جا کر دیکھا کہ وہ چاروں نہریں قبہ کے چاروں پایوں سے بہ رہی ہیں، جن پر بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھا ہوا ہے، میں نے غور سے دیکھا کہ ''فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى '' کا منظر واضح ہو رہا ہے۔

پھر مزید غور سے دیکھا کہ یہ چاروں نہریں بسم اللہ الرحمان الرحیم کے چار حلقوں یعنی چار گول دائروں سے جاری ہیں، ایک نہر بسم اللہ کے میم کے حلقہ سے جاری ہے، جس کے بارے میں قرآن نے کہا ہے ''فیھا انھار من ماء غیر آسن '' اس میں نہریں جاری ہیں ایسے پانی کی جو پانی کبھی سڑتا نہیں، پھر دیکھا کہ اللہ کے ہ کے حلقہ اور گول دائرہ سے دودھ کی نہر جاری ہے، قرآن نے کہا ''وانھار من لبن لم یتغیر طعمہ '' یعنی اللہ کے حلقہ سے ایسے دودھ کی نہر جاری ہے کہ جس دودھ کا مزہ کبھی خراب نہیں ہوتا، پھر دیکھتا کیا ہوں کہ رحمان کے میم کے حلقہ سے شراب کی نہر جاری ہے، جسکے بارے میں قرآن نے کہا ''وانھار من خمر لذۃ للشاربین '' کہ اس میں شراب کی نہریں ہیں ایسی کہ پینے والوں کے لئے لذت محسوس ہوتی ہے، اس کے بعد دیکھتا کیا ہوں کہ رحیم کے میم کے حلقہ سے شہد کی نہر جاری ہے قرآن

نے کہا ''وانھار من عسل مصفی '' کہ اس میں ایسے صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں، پینے میں فرحت ہی فرحت محسوس ہوتی ہے۔

ایک حدیث قدسی

گرامئی قدر دوستو! ایک حدیث قدسی اور حضرت عیسی علیہ السلام کی مناجات بیان کر کے بات ختم کرتا ہوں، حدیث قدسی کا مضمون تو یہ ہے کہ حضور ﷺ نے قسم کھا کر حضرت جبرئیل امین سے اور انہوں نے قسم کھا کر حضرت میکائیل سے اور انہوں نے قسم کھا کر حضرت اسرافیل علیہم السلام سے روایت نقل کی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ''يَا إِسْرَافِيلُ بِعِزَّتِي وَجَلَالِي وَجُودِي وَكَرَمِي مَنْ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مُتَّصِلَةً بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ مَرَّةً وَاحِدَةً الخ '' اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اے اسرافیل میں اپنی عزت وجلال اور جود کرم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص بسم اللہ الرحمان الرحیم سورہ فاتحہ کے ساتھ ملا کر ایک مرتبہ پڑھیگا تم گواہ رہو میں اس کے گناہوں کو معاف کردوں گا، اور اس کی نیکیاں قبول کرلوں گا، اور اس سے درگذر کروں گا، اور اس کی زبان کو نہ جلاؤں گا، اور اس کو عذاب نار اور عذاب قبر سے پناہ دوں گا، اور اس کو قیامت کے عذاب اور اس کی ہولناکیوں سے پناہ میں رکھوں گا، سبحان اللہ کیا عظیم الشان فائدے بیان کئے جارہے ہیں۔

بسم اللہ کے ذریعہ عذاب قبر ہٹا دیا گیا

علامہ فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں حضرت عیسی علیہ السلام کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عیسی علیہ السلام کہیں سفر میں جاتے ہوئے ایک قبر کے پاس سے گذرے، تو انہوں نے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے اس مردے کو شدید عذاب دے رہے ہیں، ایک مدت کے بعد

Scanned by CamScanner

جب حضرت عیسی علیہ السلام اپنے کاموں سے فارغ ہوکر واپس ہوئے تو پھر اسی قبر کے پاس سے گذرے، انہیں یہ دیکھکر بہت تعجب ہوا، اب اس مردہ کے پاس رحمت کے فرشتے نور کے طباق لے کر آرہے ہیں، حضرت عیسی علیہ السلام نے حیرانی کے عالم میں نماز پڑھ کر دعا اور مناجات کی تو حق تعالی نے ان کے پاس وحی بھیجی، اور فرمایا اے عیسی یہ بندہ بہت گنہگار و بدکار تھا، اور میرے عذاب میں گرفتا تھا، اس نے مرتے وقت اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑا تھا، اس کے مرنے کے بعد اس عورت کے یہاں بچہ پیدا ہوا، جسے اس نے پال پوس کر بڑا کیا، اور پھر کسی مکتب یا مسجد میں پڑھنے بھیجا، تو استاذ نے اسے بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھائی، بچہ نے بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھی، اللہ کی رحمت جوش میں آئی کہ جس باپ کا معصوم اور چھوٹا سا بچہ زمین کے اوپر مجھے رحمان ورحیم کہکر پکار رہا ہے، تو کیا میں اس کو زمین کے نیچے عذاب قبر میں مبتلا رکھوں، یہ ہماری غیرت اور حمیت کے خلاف ہے، چنانچہ فوراً اس قبر سے عذاب کو ہٹا دیا گیا، اور اللہ تعالی نے اس مردے کے ساتھ رحم وکرم اور مہربانی کا معاملہ کیا۔

مسلمانوں سے اپیل

میرے محترم بزرگو اور دوستو اور مسلمان بھائیو! آپ حضرات سے میری گذارش یہی ہے کہ آپ اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں، آپ نے دیکھا کہ قرآن کی ایک چھوٹی سی آیت بسم اللہ الرحمان الرحیم میں کتنی عظیم الشان دولت اور عظیم ثواب چھپا ہوا ہے اور دنیا وآخرت میں کتنے اس کے فوائد وثمرات ہیں لہذا ان تمام فضائل وفوائد سے ہم اور ہماری اولاد اسی وقت مستفید ہوسکتی ہے جبکہ تعلیم حاصل کریں، قرآن پڑھیں اور علم سیکھیں، اور اس پر عمل کریں، جب قرآن کی ایک آیت میں اتنی برکت اور تاثیر ہے تو پورے قرآن کی برکت کا کیا ٹھکانہ ہوگا، اللہ تعالی ہمیں قدر دانی کی توفیق

عطا فرمائے۔ بسم اللہ اور قرآن مجید کی دولت سے مالا مال فرمائے ہر طرح کے عذاب سے حفاظت فرمائے۔

امت محمدیہ کے لئے خوشخبری

ایک حدیث میں محبوب رب العالمین سرکار دوعالم ﷺ نے اپنی امت کو خوشخبری سنائی ہے کہ اگر اللہ تعالی میری امت کو عذاب دینا چاہتے تو بسم اللہ الرحمان الرحیم نازل نہ فرماتے، گویا کہ بسم اللہ الرحمان الرحیم اگر آدمی کثرت سے پڑھے تو اللہ تعالی دنیا وآخرت کے مصائب اور عذاب سے چھٹکارا فرمادیتے ہیں، ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص تمام عمر میں ایک لاکھ مرتبہ بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھیگا اس کا سر، سینہ، دونوں ہاتھ اور منہ سب دوزخ پر حرام کردیئے جائیں گے، اللہ تعالی زیادہ سے زیادہ ہمیں بسم اللہ پڑھنے کی توفیق مرحمت فرمائے، اور بسم اللہ کی محبت، عظمت ہمارے قلوب میں موجزن فرمائے، اور آج اس مجلس میں جن بچوں کی بسم اللہ کا آغاز ہوا ہے اللہ تعالی خیر وخوبی کے ساتھ ان کی تعلیم کا اختتام بھی فرمائے، اور ان بچوں کو اپنے والدین عزیز واقارب اور ہم سب کے لئے قیامت کے دن سفارشی بنائے آمین۔ ثم آمین۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

نعمتوں کی قدر کیجئے

نحمده ونصلى على رسوله الكريم امابعد.
قال الله تعالى فى القرآن المجيد والفرقان الحميد.
فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم
بسم الله الرحمان الرحيم
فَاذْكُرُوْنِىْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِىْ وَلَاتَكْفُرُوْن.
صدق الله العلى العظيم.

زبان شکر قاصر ہے لغت میں دم نہیں اختر
میری امید سے زیادہ نظران کا کرم آیا

محترم بزرگو اور بھائیو! رب ذوالجلال نے قرآن پاک میں ذکر کے ساتھ شکر کو بھی شامل فرمایا ہے، جو بندہ منعم حقیقی کا شکر گذار ہوتا ہے رب کریم اس پر نعمتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں، ایک جگہ ارشاد فرمایا:

مَايَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ.
اگر تم ایمان لائے اور شکر گذار بن گئے تو اللہ تعالی تمہیں عذاب نہیں دیگا۔

اللہ تعالی کی نعمتوں کا شمار ممکن نہیں

میرے پیارو! باری تعالی کی نعمتیں بے حد وحساب ہیں، جس طرح ستاروں کا شمار ناممکن، بارش کے قطروں کی گنتی دشوار، اسی طرح اللہ تعالی کے انعامات کا شمار غیر ممکن اور دشوار ہے، فرمان الٰہی ہے:

''وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا'' اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو نہیں گن سکتے، سرکار دوعالم ﷺ جن کے صدقہ میں اس کائنات کو وجود ملا، ان کی شکر گذاری دیکھو، حضرت عطاؒ سے مروی ہے کہ ہم نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ ہمیں پیارے آقا حضور پرنور ﷺ کی کوئی عجیب بات سنائیں، حضرت عائشہؓ اشکبار ہوگئیں، اور فرمایا حضور ﷺ کی کونسی بات عجیب نہیں تھی، خیر سنو حضور ﷺ ایک رات تشریف لائے اور میرے پاس لیٹ گئے تب آپ نے فرمایا اے ابوبکرؓ کی بیٹی مجھے اجازت دے کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں، حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ضرور عبادت فرمائیں، چنانچہ آپ ﷺ اٹھ کر پانی کے مشکیزہ کے پاس گئے اور تھوڑے سے پانی سے وضو فرما کر آپ نے نماز شروع کردی، اور آپ ﷺ رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے آنسو سینہ پر بہنے لگے، پھر آپ ﷺ رکوع میں، سجدہ میں اور سجدے سے سر اٹھا کر بھی روتے رہے یہاں تک کہ حضرت بلالؓ فجر کی نماز کی اطلاع دینے کے لئے حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اس قدر گریہ کیوں فرماتے ہیں؟ اللہ تعالی نے تو آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ

Scanned by CamScanner

معاف کردیئے ہیں، آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں، اور کیا میں نہ روؤں، حالانکہ اللہ تعالی نے آج کی شب مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے،"اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ" بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے اختلاف میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان اللہ تعالی کی مخلوقات میں غور وفکر کرتا رہے اور اس کی قدرت کے عجائبات کا مشاہدہ کرتا رہے اس سے معرفت الٰہی میں اضافہ اور ایمان میں قوت پیدا ہوتی ہے۔

اللہ کے خوف سے پتھر رو پڑے

دوستو! اللہ تعالی کے پیارے نبی ﷺ کا ایک ایسے پتھر سے گذر ہوا جو خود چھوٹا تھا مگر اس سے پانی بہت نکل رہا تھا، اللہ کے نبی ﷺ کو بہت تعجب ہوا، اللہ تعالی نے پتھر کو قوت گویائی عطا کردی اور اس نے کہا جب سے میں نے اللہ تعالی کا یہ فرمان سنا ہے "وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" تو میں برابر اللہ کے خوف سے رو رہا ہوں، اللہ کے نبی نے اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ اس پتھر کو جہنم کی آگ سے بچالے، اللہ نے دعا قبول فرمائی، کچھ مدت گذرنے کے بعد آپ کا پھر اس طرف جانا ہوا دیکھا تو پتھر برابر روئے جارہا ہے، انہوں نے پوچھا کہ اب کیوں رو رہا ہے، پتھر نے جواب دیا اس وقت خوف کی وجہ سے رو رہا تھا اور اب خوشی اور شکرانہ میں رو رہا ہوں۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج انسان کا دل پتھر کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو چکا ہے یہ کسی حال میں رونے کو تیار نہیں حالانکہ دل کی سختی خوف اور شکر دونوں حالتوں میں گریہ وزاری کرنے سے ختم ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن کہا جائیگا کہ حمد کرنے والے کھڑے ہوجائیں، لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوجائیگا، ان کے لئے جھنڈا لگایا جائیگا، اور وہ تمام لوگ جنت میں چلے جائیں گے، پوچھا گیا یا رسول اللہ حمد کرنے والے کون ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا جو لوگ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

شکر رحمان کی چادر ہے

حدیث شریف میں فرمان نبوی ﷺ ہے کہ شکر رب رحمان کی چادر ہے، شکر زبان، دل اور اعضائے بدن سے ہوتا ہے، دل کا شکر نیکیوں کا ارادہ کرنا اور مخلوق سے اسے پوشیدہ رکھنا ہے، زبان کا شکر یہ ہے کہ ان کلمات کو ادا کرے جو شکر کے لئے مخصوص ہیں، مثلا الحمد للہ کہنا، اور اعضائے بدن کا شکر یہ ہے کہ ان کو عبادت الٰہی میں مصروف رکھے، اور برے کاموں میں استعمال نہ کرے، آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ وہ جس مسلمان کا عیب دیکھیں تو اسے ڈھانپ لیں، مال کا شکر یہ ہے کہ جائز طریقہ پر کمائیں، جائز طریقہ پر لگائیں، علم کا شکر یہ ہے کہ دوسروں تک پہنچائیں اور خود بھی اس پر عمل کریں، دوسروں سے بھی کرائیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ کے انعامات اس قدر ہیں کہ ان کا شکر ادا کرنا انسان کے بس میں ہے ہی نہیں۔

شکر کی ادائیگی کا طریقہ

دوستو! سوال ہوتا ہے کہ جب اللہ کی اتنی نعمتیں ہیں کہ ان کا شکر ادا کرنا ممکن ہی نہیں تو پھر انسان کیا کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے وقت میں آدمی عجز وانکساری کا اظہار کرے، چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام نے

Scanned by CamScanner

معاف کردیئے ہیں، آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں، اور کیا میں نہ روؤں، حالانکہ اللہ تعالی نے آج کی شب مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے، "اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ" بے شک آسمانوں اورزمین کی پیدائش اوررات دن کے اختلاف میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان اللہ تعالی کی مخلوقات میں غور وفکر کرتا ہے اور اس کی قدرت کے عجائبات کا مشاہدہ کرتا ہے اس سے معرفت الٰہی میں اضافہ اور ایمان میں قوت پیدا ہوتی ہے۔

اللہ کے خوف سے پتھر رو پڑے

دوستو! اللہ تعالی کے پیارے نبی ﷺ کا ایک ایسے پتھر سے گذر ہوا جو خود چھوٹا تھا مگر اس سے پانی بہت نکل رہا تھا، اللہ کے نبی ﷺ کو بہت تعجب ہوا، اللہ تعالی نے پتھر کو قوت گویائی عطا کردی اور اس نے کہا جب سے میں نے اللہ تعالی کا یہ فرمان سنا ہے "وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" تو میں برابر اللہ کے خوف سے رو رہا ہوں، اللہ کے نبی نے اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ اس پتھر کو جہنم کی آگ سے بچالے، اللہ نے دعا قبول فرمائی، کچھ مدت گذرنے کے بعد آپ کا پھر اس طرف جانا ہوا دیکھا تو پتھر برابر روئے جارہا ہے، انہوں نے پوچھا کہ اب کیوں رورہا ہے، پتھر نے جواب دیا اس وقت خوف کی وجہ سے رورہا تھا اور اب خوشی اور شکرانہ میں رورہا ہوں۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج انسان کا دل پتھر کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو چکا ہے یہ کسی حال میں رونے کو تیار نہیں حالانکہ دل کی سختی خوف اور شکر دونوں حالتوں میں گریہ وزاری کرنے سے ختم ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن کہا جائیگا کہ حمد کرنے والے کھڑے ہوجائیں، لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوجائیگا، ان کے لئے جھنڈا لگایا جائیگا، اور وہ تمام لوگ جنت میں چلے جائیں گے، پوچھا گیا یارسول اللہ حمد کرنے والے کون ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا جو لوگ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

شکر رحمان کی چادر ہے

حدیث شریف میں فرمان نبوی ﷺ ہے کہ شکر رب رحمان کی چادر ہے، شکر زبان، دل اور اعضائے بدن سے ہوتا ہے، دل کا شکر نیکیوں کا ارادہ کرنا اور مخلوق سے اسے پوشیدہ رکھنا ہے، زبان کا شکر یہ ہے کہ ان کلمات کو ادا کرے جو شکر کے لئے مخصوص ہیں، مثلاً الحمد للہ کہنا، اور اعضائے بدن کا شکر یہ ہے کہ ان کو عبادت الٰہی میں مصروف رکھے، اور برے کاموں میں استعمال نہ کرے، **آنکھوں کا شکر** یہ ہے کہ وہ جس مسلمان کا عیب دیکھیں تو اسے ڈھانپ لیں، **مال کا شکر** یہ ہے کہ جائز طریقہ پر کمائیں، جائز طریقہ پر لگائیں، **علم کا شکر** یہ ہے کہ دوسروں تک پہنچائیں اور خود بھی اس پر عمل کریں، دوسروں سے بھی کرائیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ کے انعامات اس قدر ہیں کہ ان کا شکر ادا کرنا انسان کے بس میں ہے ہی نہیں۔

شکر کی ادائیگی کا طریقہ

دوستو! سوال ہوتا ہے کہ جب اللہ کی اتنی نعمتیں ہیں کہ ان کا شکر ادا کرنا ممکن ہی نہیں تو پھر انسان کیا کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے وقت میں آدمی عجز وانکساری کا اظہار کرے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

Scanned by CamScanner

ایک مرتبہ اللہ رب العزت سے عرض کیا "كَيْفَ اَشْكُرُكَ" میں آپ کا شکر کیسے ادا کروں، کیونکہ آپ کی ایک ایک نعمت ایسی ہے کہ میں ساری زندگی بھی عبادت میں لگا رہوں تو میں صرف ایک نعمت کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا، اور آپ کی بے انتہا نعمتیں ہیں، میں ان سب نعمتوں کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہوں، جب انہوں نے یہ کہا تو اللہ تعالی نے اسی وقت ان پر وحی نازل کی اور فرمایا کہ اے موسیٰ اگر آپ کے دل میں یہ بات ہے کہ آپ ساری زندگی شکر ادا کریں تو پھر بھی شکر ادا نہیں کر سکتے، تو سن لیں کہ اَلْآنَ شَكَرْتَنِیْ اب آپ نے میرا شکر ادا کرنے کا حق ادا کر دیا ہے، اپنے عجز اور کوتاہی کا اقرار کر لینا ہی اصل شکر ہے۔

نعمتوں کا کوئی بدلہ نہیں

دوستو! حدیث کی کتاب بزار میں آپ ﷺ کا فرمان نقل کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن انسان کے تین دفتر نکلیں گے، ایک میں نیکیاں لکھی ہوئی ہوں گی، دوسرے میں گناہ ہوں گے، تیسرے میں خدا کی نعمتیں ہوں گی، اللہ تعالی اپنی نعمتوں میں سے سب سے چھوٹی نعمت سے فرمائیگا کہ اٹھ اور اپنا معاوضہ اس کے نیک اعمال میں سے لے لے، چنانچہ اس کے لینے سے اس کے سارے ہی نیک عمل ختم ہو جائیں گے، پھر بھی وہ یکسو ہو کر کہے گی کہ باری تعالی میری پوری قیمت وصول نہیں ہوئی، خیال کیجئے کہ ابھی گناہوں کا دفتر یونہی الگ تھلگ رکھا ہوا ہے، اور تمام نعمتوں کا دفتر بھی یونہی رکھا ہوا ہے، اگر بندے پر خدا کا ارادہ رحم و کرم کا ہوا تو اب وہ اس کی نیکیاں بڑھا دیگا، اور اس کے گناہوں سے تجاوز کر جائیگا اور اس سے فرما دیگا کہ میں نے اپنی نعمتیں تجھے بغیر کسی بدلے کے بخش دیں۔

نعمتوں کے بے شمار فائدے

دوستو! انسان مجبور ہے اور آخر کار اسے کہنا پڑتا ہے کہ اے اللہ! اگر میرا رواں رواں سراپا زبان بن جائے تو بھی تیری ایک نعمت کا شکر ادا نہیں ہو سکتا، اللہ کی طرح طرح کی بے شمار نعمتوں کو دیکھو، آسمان کو اس نے ہمارے لئے ایک محفوظ چھت بنا رکھا ہے، زمین کو بہترین فرش بنا رکھا ہے، آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع واقسام کے پھل، کھیتیاں، باغات تیار کر دیتا ہے، اسی کے حکم سے کشتیاں پانی کے اوپر تیرتی پھرتی ہیں، کہ تمہیں ایک کنارے سے دوسرے کنارے اور ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچائیں، تم وہاں کا مال یہاں، یہاں کا وہاں لے جاؤ یا لے آؤ، نفع حاصل کرو، تجربہ بڑھاؤ، نہریں بھی اسی نے تمہارے کام میں لگا رکھی ہیں، تم ان کا پانی پیو، پلاؤ، ان سے کھیتیاں سیراب کرو، نہاؤ، دھوؤ اور طرح طرح کے فائدے حاصل کرو، اسی طرح سورج چاند بھی تمہارے فائدے کے کاموں میں مشغول ہیں، مقررہ چال پر مقررہ جگہ پر گردش میں لگے ہوئے ہیں، نہ ان میں ٹکراؤ ہوتا ہے، نہ آگے پیچھے ہوتے ہیں، دن رات پے در پے آتے جاتے ہیں ستارے اسی کے حکم کے ماتحت ہیں، وہ رب العالمین بڑی ہی بابرکت ذات ہے، کبھی دنوں کو بڑا کر دیتا ہے، کبھی راتوں کو بڑھا دیتا ہے، ہر چیز اپنے کام میں سر جھکائے مشغول ہے، وہ خدا عزیز و غفار ہے، تمہاری ضرورت کی سب چیزیں اس نے مہیا کر دی ہیں، تم اپنے حال وقال سے جن جن چیزوں کے محتاج تھے اس نے سب کچھ تمہیں دے دیا، مانگنے پر بھی وہ دیتا ہے، اور بے مانگے بھی اس کا ہاتھ نہیں رکتا، تو بھلا ایسے کریم رب کی نعمتوں کا شکریہ ہم لوگ کیا ادا کر سکتے ہیں؟ ہم سے تو ان کی پوری گنتی بھی

محال ہے، شیخ طلق ابن حبیب ایک بڑے بزرگ اور اللہ والے گذرے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ خدا کا حق اس سے بھاری ہے کہ بندے اسے ادا کرسکیں، اور خدا کی نعمتیں اس سے بہت زیادہ ہیں کہ بندے ان کی گنتی کرسکیں۔

میرے پیارو! بس صبح وشام توبہ، استغفار کرتے رہو، صحیح بخاری میں ہے کہ رسول کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ خدایا! تیرے ہی لئے سب حمد وثنا ہے، اور ہماری حمد وثنا ناکافی ہے، پوری اور بے پرواہ کرنے والی نہیں، خدایا تو معاف فرما، بدن کے رُویں رُویں سے شکر ادا کیا جائے تب بھی تیری ایک نعمت کا شکر ادا نہیں ہوسکتا، تیرے احسانات اور انعامات بیشمار ہیں۔

نعمت کی ناقدری کا نتیجہ

پیارے دوستو! اللہ کا یہ فرمان دل میں بسالو "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ" جو بندہ شکر گذار ہوگا، پروردگار عالم انعام واکرام کی بارش برساتے رہیں گے، اور جو ناقدری کرتا ہے اس سے نعمت کو سلب فرمالیتے ہیں، جبلہ ابن ایہم غسانی شام کا مشہور رئیس اور بادشاہ تھا، وہ مسلمان ہوگیا، کعبہ کے طواف میں اس کی چادر کا ایک گوشہ ایک شخص کے پاؤں کے نیچے آگیا، جبلہ نے اس کے منہ پر تھپڑ کھینچ کر مارا، اس شخص نے بھی برابر کا جواب دیا، اور جواب میں اس کے منھ پر تھپڑ رسید کردیا جبلہ غصہ سے بے تاب ہوگیا، اور امیر المؤمنین حضرت عمر ؓ کے پاس آیا، حضرت عمر ؓ نے اس کی شکایت سن کر کہا تم نے جو کچھ کیا اس کی سزا پائی، اس کو سخت حیرت ہوئی اور اس نے کہا کہ ہم تو اس مرتبہ کے لوگ ہیں کہ کوئی آدمی ہمارے ساتھ گستاخی سے پیش آئے تو قتل کا مستحق ہوتا ہے، حضرت عمر ؓ نے فرمایا جاہلیت میں ایسا ہی تھا، لیکن اسلام نے پست وبلند کو ایک

کردیا، اس نے کہا اگر اسلام ایسا مذہب ہے جس میں شریف ورذیل کے درمیان کچھ تمیز نہیں ہے تو میں ایسے اسلام سے باز آتا ہوں۔

بہرحال وہ چھپ کر قسطنطنیہ چلا گیا، کچھ عرصہ بعد ایک صحابی کا قسطنطنیہ جانا ہوا تو جبلہ نے ان کے سامنے ندامت کا اظہار کیا اور کہا کہ میں دوبارہ اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہوں لیکن لوگوں کی ملامت سے ڈرتا ہوں، اگر حضرت عمر فاروق ؓ اپنی بیٹی کا رشتہ مجھ سے کردیں تو میں اسلام قبول کرلوں گا، تو اس صحابی نے کہا کہ تمہاری اس بات کا جواب امیر المؤمنین کی مرضی ہی سے دیا جاسکتا ہے، چنانچہ جب وہ صحابی مدینہ منورہ واپس آئے تو انہوں نے حضرت عمر ؓ کو سارا ماجرا سنایا، آپ نے فرمایا، اللہ کے بندے اگر میری بیٹی کا رشتہ لیکر ایک شخص مسلمان ہورہا تھا تو تم نے اسکی پیش کش کو قبول کیوں نہ کرلیا، مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی، یہ صحابی قسطنطنیہ واپس گئے مگر چونکہ جبلہ ایک دفعہ نعمت ایمان اور اسلام کی ناقدری کرچکا تھا اس لئے رب ذوالجلال نے اسے اس نعمت عظیم سے یوں محروم کیا کہ جب یہ صحابی داخل ہورہے تھے تو اس کا جنازہ نکل رہا تھا، حالت ارتداد ہی میں انتقال ہوگیا، اللہ ہمیں قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔

علم ایک عظیم نعمت ہے

محترم دوستو! جس طرح زمین وآسمان، چاند سورج، ستارے ہواؤں کی الٹ پلٹ رات دن کا اختلاف، کشتیوں کا سمندر میں چلنا یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں مگر دوستو سب سے بڑی نعمت علم ہے، علم ایک عظیم نعمت ہے بڑی دولت ہے، اسکی قدر کرنی چاہئے کہ ہمیں اللہ نے علم کی دولت سے نوازا ہے، جبکہ دوسروں کو مال دیا اور ان کو علم سے حصہ نہیں ملا، اب اگر علم والا اپنے

کو مال والے سے کم تر سمجھے تو اس نے علم کی ناشکری اور ناقدری کی بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس نے علم کی توہین کی۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ بعض طلباء کے ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ پڑھ لکھ کر کیا کریں گے؟ کہاں سے کمائیں گے، پیسہ کہاں سے ملے گا، یہ انتہائی ذلت نفس کی بات ہے جس کو اللہ تعالیٰ علم کی دولت دے اور اس کی سوچ یہ ہو کہ روٹی کہاں سے آئیگی یہ تو ''اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ'' کا مصداق ہے، کہ اعلیٰ اور اشرف چیز پاس ہے پھر ادنی کی طرف توجہ کر رہا ہے، میں کہتا ہوں کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ دنیا ملے گی، لیکن اگر وعدہ نہ ہوتا، اور نہ کبھی ملتی صرف علم مل جاتا تو بھی دنیا و مافیہا کی دولت میسر آ گئی تھی، علم کے مقابلہ میں اور کسی دولت کی ضرورت نہیں تھی، وہ انتہائی ناقدرا انسان ہے کہ اللہ تعالیٰ اعظم ترین اور اشرف ترین نعمت دے اور پھر وہ ارذل ترین چیز کو اس کے مقابلہ میں ترجیح دے یہ تو یہود کا سا قصہ ہو گیا کہ اللہ نے ''من وسلویٰ'' دیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں تو لہسن و پیاز چاہئے، اس کے مقابلہ میں ذلیل چیز چاہی۔

علم پاک ہے پاک ہی کو ملے گا

ایک طالب عالم اور طالب حق کی شان یہ نہ ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تو اس کو شرف وکمال عطا کرے اور وہ اس کے مقابلہ میں نقص وعیب اور بری اور گندی چیزوں کا طالب بنے، یہ تو انتہائی ناقدری ہوئی، لہذا ڈرنا چاہئے کہ کہیں مسلمان ہونے کا شرف بھی نہ چھن جائے، اس لئے کہ علم پاک چیز ہے، پاک ہی کو ملیگا، جس برتن میں گندگی ہو یعنی جو انسان غیر اللہ اور دنیا کا طالب بنا ہوا ہو تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی نے سونے کے ظرف میں نجاست

بھر دی ہو، لہذا محبت صرف ایک چیز کی رہے، یعنی علم کی اور دنیا تو استعمال کی چیز ہے محبت کی چیز نہیں، استعمال جتنا چاہے کرو، محبت ایک ذات سے ہی رہنی چاہئے، بس علم کے شرف کے بعد علم کے علاوہ کسی اور چیز کی طلب کرنا ایسا ہے جیسے کہ ایک عالم اس بات کو طلب کرے کہ میں جاہل بن جاؤں ظاہر ہے کہ یہ بات کسی کے نزدیک بھی معقول نہیں کہ خدا علم دے اور وہ جہالت کو چاہے۔

علم بہت اونچی چیز ہے

دوستو! حق تعالیٰ شانہ نے ہمارے چہرہ میں جو اعضاء بنائے ہیں وہ سب حصول علم کے ذرائع ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ علم اونچی چیز ہے اور جو علم کی طرف منسوب ہوں وہ بھی اونچے بن کر رہیں گے اسی طرح جو لوگ علم سے منسوب ہوں گے وہ بھی اونچے بن کر رہیں گے اور ان کے اونچے ہونے کا راز استغنا میں ہے، دنیا طلبی میں نہیں وہ نیچے بن کر نہیں رہ سکتے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو یہ شرف دیا ہے اور پھر علم عمل سے کہیں زیادہ افضل ہے، اسی لئے جو عملی اعضاء ہیں ان کو نیچے رکھا گیا، یعنی ہاتھ کا رخ نیچے کی طرف ہے، پیر کا رخ نیچے کی طرف ہے اور علمی اعضا جیسے زبان ناک، کان آنکھ وغیرہ کا رخ اوپر کی طرف جاتا ہے، تو عمل والی چیزوں کو حسی طور پر بھی پست رکھا گیا، اور ان کی وضع بھی ایسی جیسے وہ پستی کی طرف جا رہے ہوں، اور زبان، کان، ناک، آنکھ کو چہرہ میں لگا کر اونچا بنایا کیونکہ یہ علم کی طرف منسوب ہیں، ان کے ذریعہ علم حاصل کیا جاتا ہے۔

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے انعامات

حضرات گرامی! ایک قوم گذری ہے بنی اسرائیل جو آج بھی ہے، جن کو ہم یہودیوں کے نام سے جانتے ہیں، اللہ جل شانہ نے بنی اسرائیل پر

بہت زیادہ انعام واکرام فرمایا، خوشحالی میں بہت کم لوگ اللہ کو یاد رکھتے ہیں، بنی اسرائیل عیش وعشرت میں ایسے ڈوبے کہ جس ذات نے سب کچھ دیا اس کو بھلادیا، باغیانہ اور من مانی زندگی گذارنے لگے، حضرت دانیال علیہ السلام بنی اسرائیل میں اس وقت کے پیغمبر تھے، آپ برابر شب وروز تبلیغ کرتے رہے، سمجھاتے رہے کہ سرکشی چھوڑو، ورنہ اللہ تعالی کی پکڑ بہت سخت ہے، چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری ہے:

يٰبَنِىْ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ. (بقرہ پ ۱ آیت ۴۷)

اے بنی اسرائیل! میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعامات کئے، دنیا جہاں کی قوموں پر تم کو فضیلت دی، الغرض اپنے وقت میں بنی اسرائیل سے باعظمت کوئی قوم نہیں تھی، ہزاروں پیغمبر بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے، اللہ نے سب کچھ دیا، لیکن جب یہ دولت وثروت زیادہ آجاتی ہے تو پھر عیش پسندی کی طرف طبیعتیں مائل ہوجاتی ہیں، اور جتنا عیش بڑھتا جاتا ہے، اتنی ہی غفلت بڑھتی جاتی ہے، بنی اسرائیل غفلت میں مبتلا ہوئے، تو دولت کی کثرت کی وجہ سے عیاشی کی طرف مائل ہوگئے، بدکاری، عیاری، شراب خوری، زناکاری، تمام برائیاں ان میں شروع ہوگئیں۔

حضرت دانیالؑ کی تبلیغ اور کفران نعمت پر عذاب

حضرت دانیال علیہ السلام کو بڑی فکر ہوئی اور انہوں نے وعظ کہنے شروع کئے، فرمایا: اے لوگو! اس غفلت کو چھوڑو، اس غفلت کا نتیجہ بہت برا ہے، پوری قوم تباہ وبرباد ہوجائیگی، تمہاری نسلیں برباد ہوجائیں گی، تمہارے چاردن کے عیش سے نسلیں تک مبغوض ومعتوب ہوجائیں گی،

اپنے اوپر رحم کرو اور اپنی آنیوالی نسلوں پر بھی ترس کھاؤ، اس عیش وعشرت کو چھوڑدو، اس دولت کو حکم خداوندی کے ماتحت استعمال کرو، اپنی ذاتی ملک مت سمجھو، اور اس کے حکم کے مطابق اس کو خرچ کرو، نفس کے کہنے سے تصرفات مت کرو، لیکن جب کوئی قوم عیش میں مبتلا ہوجاتی ہے، تو انکی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجاتا ہے، پھر وہ یہ نہیں دیکھتی کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے، اور ہم کس طرف جارہے ہیں، یہی حالت بنی اسرائیل کی تھی، اندھے ہوکر عیاشی میں پڑے رہے، آخرکار اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بخت نصر مسلط ہوا، یہ عراق کا بادشاہ تھا سورج پرست تھا، توحید اس میں نہیں تھی، لیکن جب موحدین میں سے توحید نکل جاتی ہے اور جرائم بڑھ جاتے ہیں تو دلوں میں جان باقی نہیں رہتی، پھر مشرک موحدوں کے اوپر تسلط کرسکتے ہیں، ورنہ جب تک موحدوں میں توحید باقی رہے، ان کی قلبی قوت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم ان پر غالب نہیں آسکتی، جب خود میں جان نہ رہے تو دوسرے غالب آجاتے ہیں، تو بخت نصر نے زبردست حملہ کیا، اور ستر ہزار بنی اسرائیل کو قتل کیا، عورتوں کو تہ تیغ کیا، گھروں میں گھس کر عورتوں کے پیٹ چاک کئے، اور جو بچے تھے ان کو نیزوں کے اوپر لٹکادیا، تورات اور اس کے اوراق کو جوتوں سے روندا، بیت المقدس میں گندگی اور نجاست ڈالی، اور ستر ہزار بنی اسرائیل کو قیدی اور غلام بنا کر بغداد لے گیا، فلسطین جو یہود کا وطن بنایا گیا تھا اسپر قبضہ کرکے ستر ہزار کو قتل کیا، لاکھوں عورتوں کی آبروریزی کی، لاکھوں بچوں کو قتل کیا، جن ستر ہزار کو گرفتار کیا ان میں حضرت دانیال علیہ السلام بھی تھے، ان کی بھی مشکیں کسی گئیں، حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا: میں اسی دن سے تمہیں ڈراتا تھا، تم خود بھی تباہ ہوئے اور مجھے بھی برباد کیا، اب بنی اسرائیل کو ہوش آیا، اب معذرت کی اور کہا کہ اب ہم توبہ کرتے ہیں فرمایا:

Scanned by CamScanner

اب توبہ کرنے سے کیا ہوتا ہے توبہ کا وقت نکل گیا ع
اب پچھتاوے کیا ہووت ہے جب چڑیں چگ گئیں کھیت

حضرت دانیال علیہ السلام کی دعاء کا اثر

لیکن دوستو! انبیاء علیہم السلام کی شفقت اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ ہوتی ہے، کوئی قوم جب توبہ اور رجوع کر کے آتی ہے، تو پھر ان کا دل پگھلتا ہے پھر شفقت بڑھتی ہے، فرمایا کہ اچھا میں اللہ سے دعا کروں گا، میری جد وجہد ہوگی کہ اللہ تمہیں قید سے نکال کر پھر وہی عروج اور ترقی دے، یہ ستر ہزار قیدی بغداد کے بڑے جیل خانہ میں ڈال دیئے گئے، اور غلام بنائے گئے، حضرت دانیال علیہ السلام کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈالی گئیں، اس لئے کہ اس زمانے کی قید وبند آج کے ترقی یافتہ دور کی طرح تو نہ تھی کہ قیدیوں کے لئے، اے کلاس اور بی کلاس ہو کہ قیدیوں کو کوئی تکلیف نہ پہونچے، وہاں تو اندھے کوئیں میں ڈال دیتے تھے، کیڑے مکوڑے کاٹتے تھے، آدھے ریت اور آدھے آٹے کی روٹی دی جاتی تھی، جس سے آدمی مرنے سے پہلے مرجاتا تھا، کوئی بارکیں وہاں بنی ہوئی نہ تھیں، بہرحال قید میں ڈال دیئے گئے، مگر حضرت دانیال علیہ السلام پیغمبر تھے، چہرے پر نبوت کا جلال وجمال اور عبادت وزہد کا اثر تھا چنانچہ ان کی عبادت اور ریاضت کو دیکھ کر جیل کا سب سے بڑا حاکم انکا معتقد ہو گیا، اور اس نے ان کا احترام کرنا شروع کیا، کافر ہو یا مسلم مگر ہر انسان کے دل میں ایک نور رکھا گیا ہے جس سے وہ حق وباطل میں امتیاز کرتا ہے، تعصب کی وجہ سے اس کا نفس مانے یا نہ مانے، یہ الگ بات ہے، مگر دل قبول کرتا ہے کہ سچائی یہی ہے، بہرحال اس نے حضرت دانیال علیہ اسلام کی عظمت، عبادت، قناعت اور برکت دیکھی ادھر بنی

اسرائیل کو بھی ہوش آیا، جب دولت نہ رہی، عیش کے سامان بھی نہ رہے، تو خدا یاد آیا اور چونکہ ان کے نبی بھی ساتھ تھے تو انہیں بھی عبادت ہی کرنی تھی، قید وبند کی زندگی میں عیش کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہا تھا، وہ بھی رات دن عبادت میں مشغول ہو گئے، تو جیل خانہ کیا ہوا، وہ تو ایک خانقاہ بن گیا، ہر جگہ سے ذکر اللہ کی آوازیں آرہی ہیں تو جیل کے جتنے حکام تھے، سب معتقد ہو گئے، اور اس وجہ سے بنی اسرائیل کی بڑی رعایتیں کرنے لگے۔

بخت نصر کا خواب اور معبّر کی تلاش

ادھر حضرت دانیال علیہ السلام کی دعا جاری تھی کہ اے اللہ ان کو رہائی عطا فرما، آخر رہائی کے اسباب پیدا ہوئے، وہ ایسے کہ بخت نصر نے ایک خواب دیکھا اور دیکھ کر بھول گیا کہ میں نے کیا خواب دیکھا تھا مگر خواب کچھ ہیبت ناک تھا اور ڈراؤنا تھا، تو اس کے دل میں الجھن اور پریشانی پیدا ہوئی، اس نے اپنے دربار کے کاہنوں، منجموں، اور بڑے بڑے فاضلوں کو جمع کیا، اور کہا میرے خواب کی تعبیر بتاؤ، انہوں نے کہا خواب کیا ہے؟ کہا کہ خواب تو میں بھول گیا، انہوں نے کہا کہ پھر کس چیز کی تعبیر بتائیں، اس نے کہا کہ میں نے لاکھوں روپے تم پر خرچ کئے، تم غیب دانی کے دعوے کرتے تھے تم میرا ایک خواب بھی نہیں بتا سکتے، تو تم کیسے غیب داں ہو؟ یا تو تین دن کے اندر اندر خواب بتلاؤ ورنہ تمہارے ساتھ تمہارے خاندانوں کو بھی سولی پر لٹکا دوں گا، ان کو بڑی پریشانی ہوئی کہ یہ تو صرف تین دن کی میعاد ہوئی، ہمارا سب گھر بار ختم ہو جائیگا، اس لئے کہ وہ تو محض بناوٹی باتیں کرتے تھے، کوئی غیب دانی نہ تھی، نہ کچھ انکو معلوم تھا، بس پیسے وصول کرنے کے لئے سارے دعوے کیا کرتے تھے، جب وقت آپڑا تو ساری قلعی کھل گئی، خیر یہ خبر عام ہوئی

Scanned by CamScanner

اورحضرت دانیال علیہ السلام کے سامنے پہنچی۔

حضرت دانیال علیہ السلام کی داروغہ جیل سے ملاقات

حضرت دانیال علیہ السلام داروغۂ جیل کے پاس تشریف لائے، فرمایا: بادشاہ نے جوخواب دیکھا ہے اس کا خواب اور تعبیر مجھے معلوم ہے، تم جا کر اطلاع کرو، تاکہ بادشاہ مجھے بلائے اور میں خواب کی تعبیر دوں، اور فرمایا کہ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس میں میرا بھی نفع ہے اور تمہارا بھی نفع ہے، جب تم جا کر کہو گے کہ میرے قیدیوں میں ایک شخص ہے جو آپ کے خواب کو جانتا ہے اور خواب کی تعبیر بھی جانتا ہے، تو بادشاہ جو کہ پریشانی میں گرفتار ہے، اور خواب بھول گیا ہے، بہت خوش ہوگا، اور میرا یہ فائدہ ہوگا کہ میری رہائی ہو جائیگی اور رہا ہو کر میں اپنی قوم کی رہائی کی سعی کروں گا، تمہارا فائدہ یہ ہے کہ جب تم بادشاہ کو الجھن سے نکال دو گے تو تمہارا عہدہ بڑھیگا ترقی ہوگی، عزت ملے گی، تو دونوں کا فائدہ ہے، جیلر بہت خوش ہوا، کہ عجیب وغریب قیدی ہے، معتقد پہلے ہی سے تھا جب یہ غیب دانی دیکھی عقیدت اور بڑھ گئی جیلر نے کہا، یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ دنیا میں اگر کوئی بادشاہ کا خواب بتا سکتا ہے تو وہ آپ ہی ہیں، لیکن سچ بتائیے؟ آپ کو معلوم بھی ہے، یا ویسے ہی بات کہہ دی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بات واقعی نہ ہو اور میں اور آپ دونوں بادشاہ کے غصہ کا شکار ہوں، فرمایا کہ تم بلا خوف جا کر کہہ دو کہ مجھے خواب معلوم ہے اور تعبیر بھی معلوم ہے، اس نے خوشی خوشی میں جلدی سے جا کر بادشاہ کو اطلاع دی کہ حضور! آپ جس الجھن میں گرفتار ہیں کہ خواب دیکھ کر بھول گئے ہیں، میرے قیدیوں میں ایک بڑا بزرگ قیدی ہے، اور میں اس کی بزرگی سال بھر سے دیکھ رہا ہوں میں نے تو ایسا انسان نہیں دیکھا وہ آپ کا

خواب جانتا ہے، بادشاہ نے کہا: اچھا میرا خواب جانتا ہے اس کو جلدی رہا کرو، اور اس کی ہتھکڑیاں کاٹ کر اعزاز واکرام سے اسکو میرے دربار میں لیکر آؤ، اور اگر اس نے میرا خواب بتلا دیا تو تیرا عہدہ بلند کروں گا، تیری تنخواہ بڑھا دی جائیگی، تیرا اعزاز بڑھ جائیگا، چنانچہ حضرت دانیال علیہ السلام نے جو پیشین گوئی کی تھی وہ بات صحیح نکلی، جیلر کا تو دماغ آسمان پر پہنچ گیا، بہت خوش ہوا وہ دوڑا آیا آ کر حضرت دانیال علیہ السلام کی بیڑیاں کاٹیں، اور عمدہ خوبصورت لباس پیش کیا کہ اسے پہن کر تشریف لے چلیں میری تو زندگی بن گئی مجھے آپ نے بہت کچھ دلوا دیا، فرمایا: تمہارا ہی نہیں میرا بھی فائدہ ہوگا، حضرت دانیال علیہ السلام تشریف لے گئے، دربار شاہی میں امراء، وزراء، کاہن اور منجم بیٹھے ہوئے تھے ان کی جان میں جان آگئی کہ چلو ہماری جان بچ گئی، ورنہ تیسرے دن ہم تہ تیغ کئے جاتے، اور بادشاہ کے خواب معلوم ہونے کی ایک صورت پیدا ہوگئی۔

حضرت دانیال علیہ السلام بخت نصر کے دربار میں

دربار میں پہنچے تو حضرت دانیال علیہ السلام نے اپنے دین کے مطابق بادشاہ کو سلام کیا، بادشاہ نے تعظیم وتوقیر سے اپنے پاس برابر میں بٹھالیا، اس کے دل میں بے چینی اور اضطراب تھا فوراً دربار برخاست کیا، اور تنہائی میں صرف حضرت دانیال علیہ السلام بادشاہ اور وہ جیلر رہ گیا، تاکہ اگر بات سچی ہو تو جیلر کی عزت افزائی کی جائے، اور اگر غلط ہو تو پہلے اس کی گردن ماری جائے، اس نے آ کر جھوٹ کیوں بولا، بخت نصر نے کہا کہ سب سے پہلے میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میرے دربار کا قاعدہ یہ ہے کہ جو درباری آتا ہے وہ مجھے سجدہ کرتا ہے آپ نے مجھے سجدہ

کیوں نہیں کیا، آپ نے مجھے صرف سلام کیا، لیکن میرے دربار کا قانون سجدہ کرنا ہے، آپ نے کیوں نہ کیا، حضرت دانیال علیہ السلام پیغمبر ہیں اور پیغمبر جس طرح عارف کامل ہوتے ہیں، عالم کامل اور عاقل کامل بھی ہوتے ہیں، پیغمبر کی عقل اتنی بلند ہوتی ہے کہ ساری امت کی عقلیں ملا کے جمع کیجا ئیں تو بھی پیغمبر کے برابر نہیں ہوسکتیں، سبحان اللہ! کیا جواب دیا، فرمایا: میں نے قصداً سجدہ نہیں کیا، اس لئے کہ سجدہ نہ کرنے میں میرا بھی نفع تھا اور آپ کا بھی، اگر میں سجدہ کر لیتا تو آپ بھی مارے جاتے اور میں بھی مارا جاتا، بادشاہ نے کہا یہ کیا بات ہے، سجدہ کرنے میں میری عزت تھی میں کیسے مارا جاتا، فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ میرا ایک رب ہے، اس نے مجھے علم دے رکھا ہے، اور اسی نے مجھے خواب بھی بتایا، میرے ذہن میں جو آپ کا خواب ہے وہ میرا ذاتی علم نہیں وہ میرے رب کا بتلایا ہوا ہے، تو اگر میں آپ کو سجدہ کر لیتا تو وہ مجھ سے خفا ہو جاتا میرا علم مجھ سے چھین لیتا، تو میں ہلاک ہو جاتا اور جب علم ختم ہو جاتا تو میری حیثیت عرفی ختم ہو جاتی، اور میرے سوا آپ کو خواب بتلانے والا کوئی نہ ملتا تو آپ بھی الجھن میں گرفتار رہتے اور اس طرح آپ بھی مارے جاتے اس لئے میں نے سجدہ نہیں کیا تا کہ میرا علم باقی رہے اور میں آپ کو خواب بتا سکوں، میں بھی محفوظ رہوں اور آپ بھی محفوظ رہیں، اس نے ہاتھ چومے اور کہا میں نے دنیا میں اتنا بڑا حکیم اور دانشمند آدمی نہیں دیکھا جتنا کہ آپ ہیں اور اپنے رب کا ایسا خادم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ غائبانہ بھی اپنے رب کی خدمت کرے آپ کا رب یہاں نہ میرے سامنے ہے نہ آپ کے سامنے، اسکے باوجود آپ اپنے رب کی اتنی عظمت کرتے ہیں، میرا تو یہ حال ہے کہ جب تک میرا رب سامنے نہیں آتا پیٹھ پیچھے میں اس کو گالیاں

دیتا رہتا ہوں برا بھلا کہتا ہوں، اور جب سامنے آتا ہے تو ڈرتا ہوں مگر حقیقی معنی میں عابد تو آپ ہیں کہ آپ کی آنکھوں کے سامنے رب نہیں ہے اس کے باوجود آپ کے دل میں اس کی عظمت موجود ہے چنانچہ آپ سے زیادہ عقلمند اور آپ سے زیادہ امانتدار میں نے نہیں دیکھا تو کیا واقعی آپ کو میرا خواب معلوم ہے؟ فرمایا: ہاں واقعی مجھے آپ کا خواب معلوم ہے بادشاہ نے کہا میرے دل میں بڑی بے چینی ہے بس جلدی بتلاؤ تا کہ میں اس گھٹن سے نکل سکوں۔

تمہارا خواب یہ ہے

حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا: کہ سنو آپ نے خواب یہ دیکھا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک عظیم الشان بت ہے، جس کا سر آسمان پر پاؤں زمین پر لگے ہوئے ہیں، ایک مونڈھا مشرق میں ہے ایک مغرب میں، پوری فضا اس سے بھری ہوئی ہے آپ اس کو حیرانی سے دیکھ رہے ہیں کہ کتنا خوبصورت بنایا گیا ہے اور بنانے والا کیسا ماہر کاریگر ہے کہ اتنا بڑا بت بنا دیا جو زمین و آسمان کے درمیان ساری فضا گھیرے ہوئے ہے، پھر اس بت کی شان یہ ہے کہ چہرہ اس کا سونے کا ہے اور سینہ چاندی کا اور پیٹ پیتل کا ہے، رانیں تانبے کی ہیں، اور پنڈلیاں لوہے اور سیسے کی ہیں، اور قدم مٹی کے ہیں، ہر دھات الگ الگ چمک رہی ہے، سونا سب سے زیادہ قیمتی ہے اور وہ اوپر ہے چاندی اس سے کم قیمت ہے وہ اس سے نیچے ہے، پیتل اس سے کم قیمت ہے وہ اس سے نیچے ہے، تانبا اس سے کم قیمت ہے وہ اس سے نیچے ہے، لوہا اس سے کم قیمت ہے وہ اس سے نیچے ہے، اور مٹی کی کوئی قیمت نہیں اس لئے وہ سب سے نیچے ہے اور وہ پاؤں بنی ہوئی ہے، ہر دھات اپنی اپنی جگہ چمک رہی ہے، آپ ابھی اسی حیرت میں تھے، کہ آپ

Scanned by CamScanner

نے دوسری بات یہ دیکھی کہ آسمان سے ایک بھاری پتھر گرا اور اس زور سے اس بت کے سر پر آ پڑا کہ بت چکنا چور ہو گیا، صرف یہی نہیں کہ ٹوٹ گیا بلکہ اوپر سے لیکر نیچے تک ریت کی طرح زمین پر آ گرا اور وہ جتنی دھاتیں تھیں سب ملکر ایک جان ہو گئیں نہ سونا سونا رہا نہ چاندی چاندی، سب گڈمڈ ہو کر ایک مجموعہ بن گئیں، اب اس ذات میں سب کی تھوڑی تھوڑی چمک تھی، مگر الگ الگ نمایاں نہیں تھی چنانچہ اب آپ اور زیادہ حیرت میں ہیں کہ یہ پتھر کیا ہے؟ کہ ایک ضرب میں جس نے سارے بت کو توڑ دیا اور محض ٹکڑے ٹکڑے نہیں کیا بلکہ پیس کر ایک ذات کر دیا، آپ ابھی اسی حیرت میں تھے کہ آپ نے یہ دیکھا کہ وہ فضا جو بت سے خالی ہو گئی تھی چنانچہ اب وہ پتھر پھیلنا شروع ہوا اور پھیلتے پھیلتے اس ساری فضا میں پھیل گیا، جہاں تک وہ بت پھیلا ہوا تھا، اس پر آپ کی آنکھ کھل گئی، چنانچہ پورا خواب سن کر بادشاہ نے کہا میں اپنے رب کی قسم کھاتا ہوں میرا خواب یہی تھا تم نے بیان کرنے میں ذرہ بھر نہ کمی کی اور نہ زیادتی کی، ہو بہو یہی واقعہ ہے اور یہی میری پریشانی اور حیرت کی کیفیت تھی جو تم نے حل کر دی۔

خواب کی تعبیر یہ ہے

پھر بخت نصر بادشاہ نے کہا کہ خدا کے لئے تعبیر بھی بتا دو، میں تو مضطرب اور بے چین ہوں حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا: سنو یہ جو آپ نے بت دیکھا یہ دنیا کی قومیں ہیں، سب سے اوپر جو سونا دیکھا وہ آپ کی عراقی قوم ہے جس میں سب سے پہلے دنیا میں تمدن آیا تمدن کے متعلق مؤرخین دعوی کرتے ہیں کہ سب سے پہلی متمدن قوم عراق کی ہے، بغداد سے تمدن شروع ہوا ہے، تو یہ آپ کی قوم ہے جو اعلیٰ ترین تمدن لئے ہوئے ہے،

اور سونے کی طرح چمک رہی ہے، آپ کے گذرنے کے بعد دوسری قوم آئیگی جو آپ کے بیٹے کی ہوگی، وہ چاندی کی طرح سے ہوگی گویا اس کا رتبہ گھٹ جائیگا، اور یہ جو آپ نے پیتل دیکھا ہے یہ زرد رنگ کی قومیں ہیں، جیسے چینی جاپانی قومیں کہ ان کے چہرے کی رنگتیں زرد ہوتی ہیں، اور یہ جو آپ نے تانبا دیکھا یہ سرخ رنگ کی اقوام ہیں، جیسے عربی، حجازی اور شامی، ان کے چہرے سرخی مائل ہوتے ہیں، اور یہ جو آپ نے لوہا دیکھا یہ کالی قومیں ہیں جیسے سیاہ فام حبشی، اور جو آپ نے دونوں قدموں میں مٹی دیکھی یہ دو حکومتیں پیدا ہوں گی، جن میں دو عورتیں بادشاہ بنیں گی، جو بہت کمزور حالت میں ہوں گی، ان کی قومیں بھی کمزور ہوں گی، دنیا انہیں نیچ سمجھے گی، تو آپ کی قومیں سب سے اونچی اور مٹی کی یہ قوم سب سے نیچی جنہیں سب نے پامال کیا ہوگا، اور باقی دوسری قومیں درجہ بدرجہ فرق مراتب میں ہیں، تو آپ نے یہ دیکھا کہ دنیا کی قوموں میں اونچ نیچ ہے کوئی قوم کہتی ہے کہ میں سونا ہوں کوئی کہتی ہے کہ میں چاندی ہوں وغیرہ وغیرہ، تو دنیا میں اونچ نیچ اور برتری پھیلی ہوئی ہے، اوپر والی قوم نیچے والی قوم کو حقیر جانتی ہے، دنیا میں حقارت اور کبر و نخوت کا دور دورہ ہے کوئی قوم کہتی ہے کہ ہم برہما جی کے منہ سے نکلی ہیں ہم برہمن ہیں ہمارا مقام اونچا ہے، اور یہ جو اچھوت اقوام ہیں یہ نیچی ہیں، یہ برہما جی کے قدموں سے پیدا ہوئی ہیں، یہ ہمیشہ ذلیل ہونے ہی کے لئے پیدا کی گئی ہیں، تو ساری دنیا اونچ نیچ میں گرفتار ہے، اور سب قومیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں احساس برتری کا شکار ہیں پس اسی دوران اچانک آسمان سے ایک پتھر گرا یہ پتھر خاتم الانبیاء سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے، یہ دین اسلام ہے، جس نے آ کر قوموں

کے اوپر ضرب لگائی اور اس درجہ پامال کر دیا کہ اونچ نیچ ختم ہو کر سب یکساں ہو گیے، نہ سونا سونا رہا نہ چاندی چاندی بلکہ سب قومیں، خلط ملط ہو کر دنیا میں یکسانیت اور مساوات پیدا ہو گئی، اور مساوات قانونی طور پر ساری دنیا میں پھیل گئی اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ وہ پتھر پھیلنا شروع ہوا یہ اس دین کا انجام ہے کہ آخرکار دنیا کے تمام حصہ میں یہی دین پھیل کر رہیگا، اور پوری دنیا اسی کے سایہ میں آئیگی، تو اس وقت حالات اسی کی طرف جارہے ہیں کہ ایک دن سب قومیں ایک پلیٹ فارم پر آ کر رہیں گی سب کا دین و مذہب، مسلک اور نصب العین ایک ہوگا کہ تمام قوموں میں یکسانیت، مساوات اور وحدت قائم ہوگی بس یہی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہوگا جو انجام کار پورے عالم میں پھیل کر رہیگا یہ آپ کے خواب کی تعبیر ہے۔

بخت نصر نے حضرت دانیال علیہ السلام کے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ نے سچ فرمایا چنانچہ میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور آج سے اصل حکم آپ کا چلے گا قلمدان وزارت آپ کے پاس رہیگا، بہرحال اس طرح اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی رہائی کا سامان کر دیا۔

دوستو! حضرت دانیال علیہ السلام نے اللہ کی نعمتوں کی قدردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ بنا دیا اور دونوں جہاں کی ترقیات سے نواز دیا، پتہ چلا کہ اگر انسان نعمتوں کی قدر کرے تو اللہ تعالیٰ مزید نعمتیں بڑھا کر دیتے ہیں۔

حق تعالیٰ ہم تمام کو اپنی نعمتوں کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

Scanned by CamScanner

رحمت خداوندی سے مایوس نہ ہوں

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد. فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمان الرحيم.
قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔

ہم نے گناہ کئے اس نے نہ کی پکڑ
کتنے بڑے ہیں حوصلے پروردگار کے

گرامی قدر حضرات برادران اسلام اور میرے معزز ومکرم دوستو! اللہ تبارک وتعالی نے اس آیت شریفہ میں ایک عظیم الشان وضاحتی اعلان فرمایا: اے نبی آپ میرے ان بندوں سے فرما دیجئے جنہوں نے اپنے نفس پر زیادتیاں کی ہیں، یعنی چھوٹے بڑے گناہ کئے ہیں کہ وہ ناامید مت ہوں اللہ کی رحمت سے، بیشک اللہ تعالی سب گناہ معاف فرما دیتا ہے، اور وہ بڑا بخشنے والا اور بڑی رحمت کرنے والا ہے، اس کی رحمت بہت وسیع ہے، ”اِنَّ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ“

اللہ کی سو رحمتیں

دوستو! اللہ تبارک وتعالی کی وسیع رحمتوں کا اندازہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث سے لگایا جا سکتا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی سو رحمتیں ہیں جن میں سے ایک رحمت اللہ نے جن وانس چوپاؤں اور کیڑوں مکوڑوں کو تقسیم کی ہے، اس نازل کردہ رحمت ہی کی وجہ سے یہ آپس میں مہربانیاں اور رحم کرتے ہیں، وحشی جانور بھی اسی کی وجہ سے اپنے بچوں کو پیار کرتے ہیں، گویا کہ دنیا میں جو رحم وکرم کے معاملے صادر ہوتے ہیں یہ سب اللہ کی ایک رحمت کا نتیجہ ہے، باقی ننانوے رحمتیں اللہ نے اپنے لئے چھوڑ رکھی ہیں، وہ رحمتیں قیامت کے دن اپنے بندوں پر مبذول فرمائیگا (متفق علیہ)

دوستو! یہاں دنیا میں یہ جو کچھ بھی نظر آ رہا ہے، زمینی اشیاء کی تخلیقات، سونا چاندی، جواہرات، کوٹھی، بنگلے، محلات اور طرح طرح کی آسائش وآرائش اور نمائش کی چیزیں یہ سب ایک رحمت کا نتیجہ ہیں۔

آیت کا شان نزول

میرے محترم بزرگو اور دوستو! حضرات مفسرین نے اس آیت کا شان نزول لکھا کہ حضرت بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے قتل ناحق کئے اور بہت کئے، اور زنا کا ارتکاب کیا اور بہت کیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ جس دین کی طرف آپ ہم کو دعوت دیتے ہیں وہ ہے تو بہت اچھا لیکن فکر یہ ہے کہ جب ہم اتنے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کر چکے اب اگر ہم مسلمان بھی ہو گئے تو کیا ہماری توبہ قبول

Scanned by CamScanner

بھی ہو سکے گی، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (بخاری وقرطبی)

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

دوستو! آیت شریفہ کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آدمی مرنے سے پہلے بڑے بڑے گناہ یہاں تک کہ کفر وشرک سے بھی اگر توبہ کرلے تو توبہ قبول ہوجاتی ہے، اور سچی توبہ سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اس لئے کسی کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہئے، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ رجاء وامید کی آیت یہ ہے "اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ" اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کو بخش دیتے ہیں ان کے گناہوں کے باوجود۔

ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب یہ بندہ صدق دل سے اور عزم مصمم کے ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے، خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں، یا درختوں کے پتوں کے مانند ہوں، یا ریت کے ذرات کے برابر ہی کیوں نہ ہوں سب کو معاف فرمادیتا ہے۔

توبہ اور معافی کے لئے شرائط

البتہ توبہ اور معافی کے شرائط یہ ہیں کہ (۱) بندہ ماضی کے گناہوں سے معافی مانگے (۲) اور اپنی موجودہ حالت پر نادم وشرمندہ ہو (۳) اور آئندہ کیلئے عزم بالجزم کرے کہ کبھی گناہ نہ کروں گا، انشاء اللہ ثم انشاء اللہ پھر اس بندہ کا شمار اللہ کے نیک اور صالح بندوں میں ہوگا، اور اللہ کی رحمت کا مستحق ہوجائے گا، اور پھر اللہ تعالیٰ اسکو اپنی رحمت واسعہ اور بخشش تامہ میں ڈھانپ لے گا۔

اللہ کی رحمت واسعہ کا مستحق

دوستو! اللہ کی رحمت واسعہ اور بخشش تامہ کا اندازہ حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت سے ہوتا ہے، حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو ننانوے آدمیوں کا قتل کر چکا تھا پھر توبہ کی غرض سے ایک تارک الدنیا درویش کے پاس گیا، اور اس سے اپنی توبہ کے متعلق مسئلہ دریافت کیا، درویش نے کہا تیرے لئے توبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے، سائل نے یہ جواب سن کر اس درویش کو بھی قتل کردیا، اس کے بعد لوگوں سے دریافت کرتا پھرا کہ اب میں کس سے مسئلہ پوچھوں ایک شخص نے کہا کہ فلاں بستی میں جاؤ وہاں ایک بڑا عالم ہے اس سے دریافت کرو، حسب ہدایت یہ قاتل اس بستی کی طرف چل دیا لیکن راستہ میں اس کو موت آپہونچی، اور مرتے مرتے اس نے اپنا سینہ اس عالم کی بستی کی طرف بڑھادیا اور مرگیا، رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اس شخص کے متعلق اختلاف ہوگیا، اللہ نے عالم کی طرف والی بستی یعنی زمین کو حکم دیا کہ قریب ہوجا اور دوسری طرف والی زمین یعنی جہاں سے یہ چلا تھا اس کو حکم دیا کہ دور یعنی لمبی ہوجا، پھر اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ دونوں طرف کی زمین کو ناپو اور موازنہ کرو چنانچہ زمین کو ناپا گیا، عالم کی طرف والی زمین ایک بالشت کم ہوگئی، اسلئے اس قاتل کی مغفرت کا فیصلہ کردیا گیا (متفق علیہ)

تو دوستو معلوم ہوا کہ اگر آدمی پکی سچی توبہ کا ارادہ بھی کرلے اور توبہ بھی نہ کرپایا ہو تب بھی اللہ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور مغفرت ہوجاتی ہے

اللہ سے مایوس نہ ہوں

گرامی قدر حضرات! آپ سب سے میری یہی درخواست ہے کہ

Scanned by CamScanner

انسان کواللہ کی رحمت سے کبھی بھی مایوس نہ ہونا چاہئے، کیونکہ بندہ اللہ کے ساتھ جیسا گمان رکھتا ہے تو اللہ تعالی ویسا ہی معاملہ اس کے ساتھ فرمادیتے ہیں، اس لئے بندہ کو چاہئے کہ وہ کام میں لگا رہے جو بھی ہوسکے کرتا رہے اللہ تعالی کسی کی محنت اور طلب کو رائیگاں یا فراموش نہیں فرماتے کسی نے خوب کہا: کئے جاؤ اور لئے جاؤ یعنی جتنا کروگے اتنا ضرور ملیگا، ''مَنْ جَدَّ وَجَدَ''

ماضی اور مستقبل کی فکر نہ ہو

دوستو اور بزرگو! انسان کو اپنے ماضی اور مستقبل کی بھی زیادہ فکر نہ کرنی چاہئے کہ کل میں کیا تھا اب کیا ہوگیا اور آئندہ کیا بنوں گا، ان جھگڑوں میں پڑکر وقت ضائع ہوتا ہے۔

اللہ کا دربار تو عجیب ہے کوئی شخص کتنا ہی بڑا گناہ گار کیوں نہ ہو اگر اخلاص کے ساتھ وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوجائے تو ایک لحہ اور ایک منٹ میں کایاپلٹ ہوجاتی ہے، خواہ اس نے ساری عمر لہو ولعب میں برباد کی ہو، اس کے لئے بھی رحمت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اسی کو مولانا فرماتے ہیں:

بازآ بازآ آنچہ ہستی بازآ
گر کافر و گبر بت پرستی بازآ
ایں در گہ مادر گہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی بازآ

ترجمہ: تو جو کچھ بھی ہے حتی کہ اگر کافرو مشرک، زندیق وملحد، نصرانی، مجوسی، بدعتی، فاسق وفاجر اور بے دین ہے اگر تو توبہ کرلے تو ہم قبول کرلیں گے، یہ ہماری درگاہ ہے جہاں مایوسی نہیں ہے، اور اگر سو بار توبہ کرکے پھر توڑ دی ہو اور پھر توبہ کرلی ہو تب بھی قبول ہے۔ ان اللہ ھو التواب الرحیم۔

یحی ابن اکثم کا واقعہ

محترم بزرگو اور دوستو! رحمت حق تو ہر وقت اپنے بندوں کے لئے بخشش کا بہانہ ڈھونڈتی ہے، یحی ابن اکثم جو امام بخاری کے شیخ ہیں، ان کی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ حق تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا کہ مجھے حاضر کرکے کہا کہ اے بوڑھے تو نے فلاں عمل کیا فلاں معاملہ کیا اسکا کیا جواب ہے؟ میں خاموش رہا ارشاد ہوا بولتا کیوں نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کیا جواب دوں، سوچ رہا ہوں، ارشاد ہوا کہ کیا سوچ رہا ہے؟ کہا کہ اے اللہ میں نے ایک حدیث روایت کی ہے ''اِنَّ اللّٰهَ يَسْتَحْيِ مِنْ ذِی الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ '' کہ حق تعالی بوڑھے مسلمان سے شرماتے ہیں، لیکن یہاں اس کا عکس دیکھ رہا ہوں، اب حیران وپریشان ہوں کہ اگر حدیث صحیح ہے تو یہ کیا قصہ ہے کیوں کہ اللہ مجھ سے سوال وجواب کررہا ہے، جبکہ اللہ تعالی بوڑھے اور سفید ریش مسلمانوں سے شرماتے ہیں، اللہ تعالی نے فرمایا اے بوڑھے حدیث صحیح ہے، جاؤ تمہارے اعمال سے قطع نظر کرکے آج صرف تمہارے بڑھاپے پر رحم کرکے بخشش کئے دیتے ہیں، تو نے ہمارے محبوب ﷺ کی حدیث کا احترام کیا، نبی کے فرمان کو یاد رکھا اسی بنا پر تمہاری بخشش کا فیصلہ کردیا گیا۔

رحمت حق بہانہ می جوید

دوستو! اللہ کی رحمت تو بہانہ ڈھونڈتی ہے۔

ایک نوجوان کی حکایت

اسی طرح ایک نوجوان کی حکایت لکھی ہے یہ نوجوان اپنے اعمال بد کی وجہ سے ہر وقت ڈرتا تھا کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا، چنانچہ اس نے اپنے

Scanned by CamScanner

ایک دوست کو وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے، اور مجھے غسل دیا جائے تو میری داڑھی پر تھوڑا سا آٹا مل دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حالات گذرے، اس نے کہا کہ منکر نکیر نے تین سوال من ربک، من نبیک من دینک کے علاوہ حق تعالی کے حکم سے یہ سوال بھی کیا ہے کہ مرتے وقت تو نے یہ وصیت کیوں کی تھی کہ میری ڈاڑھی پر آٹا مل دینا اس کی کیا وجہ تھی، عرض کیا کہ کوئی نیک عمل میرے پاس نہ تھا مجھ کو خوف ہوا اور یہ حدیث میں نے علماء سے سنی تھی کہ ان اللہ یستحی من ذی الشیبۃ المسلم اللہ تعالی بوڑھے مسلمان سے حیا کرتے ہیں، میں بوڑھا بھی نہ تھا اور بوڑھا بننا اختیاری بھی نہ تھا، اس لئے میں نے وصیت کی تھی کہ میری ڈاڑھی کو آٹا مل دینا تا کہ بوڑھوں کے ساتھ تشبیہ ہو جائے، اور یہ اختیاری تھا، حکم ہوا کہ جاؤ اسی وجہ سے بخشش کی جاتی ہے، ہمیں یہی عمل تمہارا پسند آ گیا...... دیکھئے رحمت حق بخشش کے بہانے ڈھونڈتی ہے اسی کو مولانا فرماتے ہیں: ۔

من نکر دم تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگاں موجودے کنم

میں نے اپنے کسی نفع کے لئے مخلوق کو پیدا نہیں کیا، بلکہ بندوں پر بخشش اور کرم کرنے کے لئے پیدا کیا۔

دوستو! آپ نے دیکھ لیا کہ یحیٰ ابن اکثم امام بخاری کے شیخ ہیں، محدث ہیں مگر حدیث دانی، حدیث خوانی، حدیث رانی سب ختم ہو گئی، اگر بخشے گئے تو ڈاڑھی کے سفید ہونے پر اسی طرح وہ نوجوان جس نے بوڑھوں جیسی شکل بنالی، سفید ڈاڑھی کرالی، اسی عمل پر بخشش ہو گئی۔

بے پایاں رحمتیں

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ کی بے پایاں رحمتوں کو کون سمجھ سکتا ہے، حضرت جندبؓ کی روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک آدمی نے کہا خدا کی قسم اللہ تبارک وتعالی فلاں شخص کی مغفرت نہیں فرمائیگا، اللہ نے فرمایا کہ یہ کون ہے جو میری قسم کھا رہا ہے کہ فلاں شخص کی میں مغفرت نہیں کروں گا، میں نے اس شخص کو بخش دیا، اور کہنے والے تیرے اعمال کو اکارت کر دیا (رواہ مسلم) الہم بخشنا منہ۔

دوستو! کسی شخص کے واسطے عدم مغفرت کے جملے نہ نکالنے چاہئیں نا معلوم اللہ تعالی کو کس کی کیا ادا پسند آ جائے اور کس کا کیا عمل قبول ہو جائے، اس لئے دوستو چھوٹی سی نیکی کو حقیر نہ سمجھو اور چھوٹے گناہ کو معمولی نہ سمجھو۔

ایک لوہار کا واقعہ

کیوں کہ بخشش اور نجات کا مدار بڑے بڑے عمل کرنے پر نہیں ہے بلکہ چھوٹے چھوٹے اعمال پر بخشش کے فیصلے ہو جاتے ہیں، حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مکان کے سامنے ایک لوہار رہتا تھا، بال بچوں کی کثرت کی وجہ سے ہر وقت کام میں مصروف رہتا تھا، چنانچہ اس کی عادت یہ تھی کہ اگر اس نے ہتھوڑا ہاتھ میں اٹھایا ہے تا کہ لوہا کوٹ سکے اور اسی دوران اذان کی آواز آ گئی تو وہ ہتھوڑے کو بجائے لوہے پر مارنے کے زمین پر رکھ دیتا اور کہتا کہ اب میرے پروردگار کی طرف سے بلاوا آ گیا ہے، میں پہلے نماز پڑھوں گا، پھر کام کروں گا، جب اس کی وفات ہوئی تو کسی کو خواب میں نظر آیا اس نے پوچھا کہ کیا ملا کہنے لگا کہ امام احمد بن حنبل کے نیچے والا درجہ عطا کیا گیا، اس

Scanned by CamScanner

نے پوچھا کہ تمہارا علم وعمل اتنا تو نہیں تھا، اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کے نام کا ادب کرتا تھا، اور اذان کی آواز سنتے ہی کام روک دیتا تھا، تا کہ نماز ادا کروں، اس ادب کی وجہ سے اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمادی۔

معمولی خدمت پر مغفرت

میرے دوستو! اللہ تبارک وتعالی کی ذات بے نیاز ہے، ذرہ نواز ہے وہ چھوٹی چھوٹی خدمات پر نواز دیتے ہیں، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بدچلن عورت کی اس پر بخشش ہوگئی کہ اس کا ایک کتے پر گذر ہوا جو ایک کنویں کے کنارے پر زبان لٹکائے ہوئے تھا، پیاس سے ہلاک ہونے کو تھا، اس عورت نے اپنے پیر سے اپنا چمڑے کا موزہ نکالا اور اس کو اپنے دوپٹہ میں باندھا اور اس کے لئے پانی نکالا اور اس کو پلایا، اس سے اس کی بخشش ہوگئی، عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم کو جانوروں کی خدمت کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جتنے کلیجے والے ہیں یعنی جاندار ہیں، ان سب کی خدمت کرنے میں ثواب ہے (بخاری ومسلم)

دوستو اور بزرگو! انسان کو چاہئے کہ اپنا مزاج خدمت کرنے کا بنائے اس سے تواضع عاجزی انکساری پیدا ہوتی ہے، اور خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اور خدمت سے خدا مل جاتا ہے ۔

خلق خدا کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کردیاں

ملکہ زبیدہ کی بخشش

میرے دوستو! خلق خدا کے لئے بالخصوص حجاج کرام کے لئے زبیدہ ملکہ نے ایک اہم کام انجام دیا، تاریخی کتابوں میں لکھا ہے کہ زبیدہ

خاتون جو ہارون رشید کی بیوی تھی جب وہ حج کے لئے گئی تو انہوں نے ارادہ کیا کہ مکہ سے عرفات تک پانی کے لئے ایک نہر ہونی چاہئے تاکہ حاجیوں کے لئے پانی کی سہولت ہوجائے، بہت سے وقت کے ماہر انجینئروں کو بلایا، انجینئروں نے مشورہ دیا کہ بہت خرچ آئیگا زبیدہ ملکہ نے کہا کہ ایک پھاوڑے پر ایک اشرفی خرچ ہوگی ہونے دو، تم کام شروع کرو، چنانچہ کام شروع کردیا گیا، نہر تیار ہوگئی، پہلے زمانہ کے حاجی لوگ جو پانی کے جہاز سے جاتے تھے انہوں نے وہ نہر دیکھی ہے، میں نے بھی وہ نہر دیکھی ہے اور پانی پینے کا شرف حاصل ہوا ہے، آج کل کوئی نشان وغیرہ موجود نہیں ہے، نہر کے تیار ہونے کے بعد ملکہ زبیدہ کے پاس انجینئر لوگ حساب بنا کر یعنی فائل تیار کر کے لائے زبیدہ ملکہ نے کہا کوئی حساب وکتاب نہیں، اور سب کاغذات پھاڑ دیئے، کہ کہیں کل اللہ تعالی میرا حساب نہ لینے لگ جائیں، میرے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ میرا حساب نہ لیں، میں تمہارا حساب نہیں لیتی۔

بہر حال زبیدہ خاتون ایک نیک ملکہ تھی اس نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہونچایا، اپنی وفات کے بعد وہ کسی کے خواب میں نظر آئی، اس نے پوچھا کہ زبیدہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا، زبیدہ نے جواب دیا کہ اللہ رب العزت نے بخشش فرمادی، خواب دیکھنے والے نے کہا کہ آپ نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق کو فائدہ پہونچایا آپ کی بخشش تو ہونی ہی تھی، زبیدہ خاتون نے کہا کہ نہیں نہیں، جب نہر والا عمل پیش کیا تو پروردگار عالم نے فرمایا کہ یہ کام تو تم نے خزانہ کے پیسوں سے کروایا ہے اگر خزانہ نہ ہوتا تو نہر نہ بنتی، مجھے یہ بتاؤ کہ میرے لئے تم نے کیا عمل کیا، زبیدہ نے کہا کہ میں تو گھبرا گئی کہ اب کیا بنے گا، مگر اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمائی

Scanned by CamScanner

مجھ سے کہا گیا کہ تمہارا ایک عمل ہمیں پسند آ گیا ایک مرتبہ تم بھوک کی حالت میں دسترخوان پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کہ اتنے میں اللہ اکبر کے الفاظ سے اذان کی آواز سنائی دی، تمہارے ہاتھ میں لقمہ تھا اور سر سے دوپٹہ سرکا ہوا تھا، تم نے لقمہ کو واپس رکھا، پہلے دوپٹہ کو ٹھیک کیا پھر لقمہ کھایا، تم نے لقمہ کھانے میں تاخیر میرے نام کی وجہ سے کی، اس لئے ہم نے تمہاری مغفرت فرمادی..... دیکھئے ذرا سی تاخیر کی وجہ سے اللہ نے نواز دیا، لقمہ بعد میں کھایا پہلے اللہ کے نام کا ادب کیا، احترام کے ساتھ اللہ کے نام کو سنا۔

برکتوں والا گھر

میرے محترم بزرگو اور دوستو! آج کل ہماری مائیں اور بہنیں ننگے سر چلتی پھرتی رہتی ہیں، ننگے سر کھاتی پیتی رہتی ہیں، ننگے سر رہنا ایک فیشن بنالیا گیا ہے، ماں بھی خوش ہو رہی ہے ابا بھی خوش ہو رہا ہے، بھائی بھی خوش ہو رہا ہے، کہ ہماری بہن موڈرن بنی ہوئی ہے، حالانکہ اللہ کے نبی ﷺ نے بڑی سخت وعید فرمائی ہے فرمایا جو عورتیں گھروں میں ننگے سر رہتی ہیں ان گھروں میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، کتنی بڑی محرومی کی بات ہے، پھر گھر والے روتے ہیں کہ گھر میں برکت نہیں ہو رہی ہے، اللہ کی مہربانی نہیں ہو رہی ہے، دوستو! برکتوں اور رحمتوں کو ہم خود دور کر رہے ہیں، نبی کی سنتوں کا ہم جنازہ نکال رہے ہیں، نبی کی سنتوں کو ہم پامال کر رہے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی ادائیگی کی کوئی فکر نہیں ہو رہی ہے، ورنہ دوستو اگر ہم نبی کی سنتوں کے مطابق زندگی گذاریں تو ہم ہر اعتبار سے مالا مال ہو جائیں، ہمارے گھر رحمتوں اور برکتوں سے منور ہو جائیں۔

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

میرے محترم بزرگو اور دوستو اور میری ماؤ اور بہنو! ہم سب ارادہ کریں کہ سنت کے مطابق زندگی گذاریں گے، پھر دیکھو اللہ کی رحمتوں کا نظارہ کہ گھر میں کیسی رحمتوں اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

میرے محترم دوستو اور بزرگو! ان تمام واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ چھوٹی چھوٹی بات پر اور معمولی سی نیکی پر نجات اور بخشش کے فیصلے فرمادیتے ہیں، بہت بڑے عمل کے ساتھ چھوٹا سا عمل کافی ہو جاتا ہے، چھوٹی بات پر نجات تو ہو جاتی ہے، مگر مواخذہ نہیں ہوتا، مواخذہ بڑی بات پر ہوتا ہے، یہ خبر غلط مشہور ہے کہ چھوٹی بات پر مواخذہ ہو جاتا ہے، دراصل یہ دنیا میں ہے کہ رسی کا سانپ بن جاتا ہے، چھوٹی چھوٹی بات پر جیل خانے میں بھیج دیا جاتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں چھوٹی چھوٹی باتوں کو درگذر اور معاف کردیا جاتا ہے، بلکہ کفر وشرک کے علاوہ سب گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

خطیب کا پیغام

میرے محترم بزرگو اور دوستو اور نوجوان بھائیو! آج کے اس عظیم الشان اجلاس سے ایک پیغام لیکر جاؤ وہ پیغام یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال پر ہرگز بھروسہ نہ کریں بلکہ اس کی رحمت وبخشش پر نظر رکھیں، اپنے لئے بھی اور اپنے والدین واساتذہ کے لئے بھی، اعزہ واقرباء اور رشتہ داروں کے لئے بھی محسنین ومعاونین کے لئے بھی دعائے مغفرت کرتے رہیں، نامعلوم کس کا مانگنا دربار الٰہی میں مقبول ہو جائے۔

اس لئے دوستو آج کے اسٹیج سے یہ پیغام بھی لیکر جاؤ کہ ہمیں اپنے والدین کے لئے پنجگانہ نماز کے بعد دعائے مغفرت کرنی ہے، ان کا ہمارے اوپر بہت بڑا حق ہے، اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

Scanned by CamScanner

عن جابرؓ قال قال رسول
الله صلی الله علیه وسلم
مفتاح الجنة الصلوة و مفتاح
الصلوة الطهور (رواه احمد)

ترجمہ

جنت کی کنجی نماز اور نماز کی کنجی
وضو ہے۔

وضو کے دینی ودنیوی فائدے

الحمد لله رب العالمین . والصلوة والسلام علی سید المرسلین. وعلی آله واصحابه اجمعین. امابعد.

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم .بسم الله الرحمن الرحیم.

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَاقُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ.

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ.

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

گرامی قدر حضرات برادران اسلام اور معزز حاضرین!

گذشتہ ہفتہ جمعہ میں آپ حضرات کے سامنے اسلام کے ارکان اربعہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ پر بات چیت ہوئی تھی، آج کی اس مبارک مجلس میں مناسب سمجھتا ہوں کہ وضو کا طریقہ اور اسکے کچھ فوائد وفضائل بیان کئے جائیں

Scanned by CamScanner

اور وضو کے فرائض، سنن و مستحبات اور آداب پر بھی کچھ روشنی ڈالی جائے۔

آپ حضرات کے سامنے وضو سے متعلق قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی گئی جس میں وضو کے چار فرائض بتلائے گئے ہیں۔

وضو میں چار فرض ہیں

میرے محترم دوستو! قرآن مجید نے وضو کا پہلا فرض بتلایا ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ '' اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو پہلے اپنے چہرہ کو دھولو، چہرہ دھونے کا طریقہ حضرات فقہائے کرام نے اس طرح بتلایا کہ پیشانی کے بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک دھونا، ایک بال کے برابر بھی اگر جگہ خشک رہ گئی تو وضو نہیں ہوگا اور جب وضو نہیں ہوا تو نماز بھی نہیں ہوگی۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اس فرض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ کچھ چیزیں سنت اور مستحب بھی ہیں جب آدمی وضو کرنے کے لئے بیٹھے تو قبلہ رو ہوکر، کپڑے سمیٹ کر، اونچی جگہ پر بیٹھے، پانی کا برتن بائیں طرف رکھے اور اعضائے وضو کو دھوتے وقت وضو سے متعلق جو دعائیں ہیں ان کو پڑھے، وضو کے شروع میں بسم اللہ الرحمان الرحیم یا بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام پڑھے، اسی طرح وضو کی نیت کرنا، دونوں ہاتھ گٹوں سمیت دھونا، کلی کرنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی دینا، ناک صاف کرنا، داڑھی میں خلال کرنا، ہاتھ کی انگلیوں میں خلال کرنا، اور ہر ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا، کلی کرتے وقت اور ناک میں پانی دیتے وقت، چہرہ دھوتے وقت دعاؤں کا پڑھنا، یہ

سب اعمال سنت اور مستحب ہیں، حضرات ائمہ کرام، علمائے عظام سے پوچھ پوچھ کر یا کتابوں سے دعاؤں کو یاد کیا جائے، اور ان کو پڑھنے کا اہتمام کیا جائے، انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

دوسرا فرض

قرآن حکیم نے دوسرا فرض بتلایا ''وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ '' اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا، بہت سے آدمی اپنی بانہوں کو کہنیوں سے نیچے نیچے دھو لیتے ہیں، حالانکہ کہنی دھونے میں داخل ہے اگر کہنی بغیر دھوئے رہ گئی تو وضو نہیں ہوگا، اور جب وضو نہیں ہوا تو نماز بھی نہیں ہوگی، ہاں البتہ کہنیوں کو تین مرتبہ دھونا اور خوب مل کر دھونا یہ سنت ہے، اسی طرح دعاؤں کا پڑھنا، چنانچہ دایاں ہاتھ دھوتے ہوئے ''اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا '' بایاں ہاتھ دھوتے ہوئے ''اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَامِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ '' پڑھے یہ بھی سنت اور مستحب ہے۔

تیسرا فرض

باری تعالی نے قرآن پاک میں تیسرا فرض اس طرح بیان فرمایا ''وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ '' اپنے سروں کا مسح کرو، کتنے سر کا مسح کریں؟ اس بارے میں حضرات ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے، بعض ائمہ کہتے ہیں کہ پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے، اور بعض ائمہ کہتے ہیں کہ بعض سر پر مسح کرنے سے فرضیت ادا ہو جاتی ہے، چاہے ایک دو بال ہی کیوں نہ ہوں، ہمارے امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ پیشانی کی مقدار سر کے حصہ پر مسح کرنا فرض ہے، یعنی چوتھائی سر پر مسح کرنا فرض ہے، اگر کسی نے چوتھائی سر کا مسح پیچھے کی طرف

سے کرلیا، یاسر کے بیچ سے کرلیایا اگلے حصہ کی طرف سے کرلیا تو مسح درست ہوجائیگا، البتہ بہتر یہ ہے کہ سر کے اگلے حصہ پر مسح کریں، سارے سر کا مسح کرنا سنت ہے۔

سر کے مسح کا مسنون طریقہ

میرے محترم بھائیو! پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیاں اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اولاً تر کرے پھر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیاں سر کے اگلے حصہ پر رکھے، اور دونوں انگوٹھوں اور شہادت کی انگلیوں اور ہتھیلی کو جدا رکھے، پھر ان کو کھینچ کر پیچھے کی طرف لیجائے، پھر دونوں ہتھیلیوں کو سر کے دونوں طرف سے کھینچتا ہوا آگے کی طرف لے آئے، پھر دونوں انگوٹھوں سے دونوں کانوں کے پیچھے کا اور دونوں شہادت کی انگلیوں سے دونوں کانوں کے اندر کا مسح کرے، (فتح القدیر)

گردن کا مسح مستحب ہے

دوستو...... حنفیہ کی کتب میں گردن کے مسح کو مستحب لکھا ہے سر کا مسح کرتے ہوئے انگلیوں کی پشت باقی رہ گئی تھی انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرلیں الگ سے نیا پانی لینا ضروری نہیں ہے دعا بھی پڑھ لیجائے
"اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ"

مسح کی دعائیں

سر کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ.

اور کانوں کے مسح کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ.

دوستو! جب ہم صدق دل سے ان دعاؤں کو پڑھیں گے تو انشاء اللہ ضرور قیامت کے دن عرش کے سایہ میں جگہ پائیں گے، اور ہمارے کانوں کو اچھی اچھی باتیں سننے کی توفیق ہوگی۔

چوتھا فرض

میرے بھائیو! اب چوتھے فرض پر آجاؤ، قرآن پاک میں باری تعالی نے ارشاد فرمایا "وَاَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ" "تم اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھوؤ، ہمارے بہت سے احباب اور دوست پاؤں دھوتے ہوئے ٹخنوں کو چھوڑ دیتے ہیں، اور بعض کی ایڑیاں بھی خشک رہ جاتی ہیں، ایسے لوگوں کا وضو نہیں ہوتا، اور جب وضو نہیں ہوا تو نماز بھی نہیں ہوئی، اسی لئے احادیث میں وعید آئی ہے "وَیْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ" "جن لوگوں کی ایڑیاں خشک رہ جاتی ہیں ان کے لئے عذاب نار ہے، معلوم ہوا کہ ایڑیاں اور ٹخنے دھونا نہایت ضروری ہے، البتہ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا یہ سنت اور مستحب ہے۔

ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ

ہاتھ کی انگلیوں میں خلال کرنیکا طریقہ تو اس طرح ہے کہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال لے اور پیروں میں اس طرح کرے کہ بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی کو پہلے داہنے پاؤں کی چھنگلی کے گرد نیچے کی طرف نکال کر گھمائے پھر اسی طرح کرتا چلا جائے حتی کہ بائیں پیر کی چھنگلی پر ختم کرے، نیز اگر ہاتھ میں انگوٹھی وغیرہ ہو اس کو بھی ہلالے، عورتیں اپنی چوڑیاں اور زیور وغیرہ ہلالیں، پاؤں کو خوب مل مل کر تین

Scanned by CamScanner

تین مرتبہ دھوئیں، اور دعائے ماثورہ پڑھیں، داہنا پاؤں دھوتے ہوئے "اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَیَّ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ" اور بایاں پاؤں دھوتے ہوئے یہ دعا پڑھیں "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ" -

وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا چاہئے

گرامی قدر بزرگو اور دوستو ! جب وضو سے فارغ ہو جائیں تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھیں "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ" اس کے بعد وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پئیں، اسی طرح آب زم زم بھی کھڑے ہو کر پینا چاہئے، یہ آداب میں سے ہے، اور پانی پیتے وقت یہ دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے "بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اشْفِنِیْ بِشِفَائِكَ وَدَاوِنِیْ بِدَوَائِكَ وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الْوَھْنِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ" اے اللہ اپنی رحمت سے مجھ کو کامل شفا اور بہترین علاج عنایت فرما اور ضعف سے، بیماری سے اور تمام تکالیف سے مجھے محفوظ فرما۔

وضو نماز کی کنجی ہے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! جب ہم فرائض، سنن، مستحبات اور آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے وضو کریں گے تو ہمارا وضو کامل و مکمل ہوگا، اور جب وضو کامل و مکمل ہوگا تو اس وضو اور نماز سے دل میں نور پیدا ہوگا، نماز عنداللہ مقبول ہوگی، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے "لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ" نماز بغیر وضو کے مقبول نہیں ہوتی۔

دوستو! وضو کے ساتھ جو کام بھی کیا جاتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے، خواہ دنیوی کام ہو یا دینی کام ہو، جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ باوضو آدمی روزہ دار کی طرح ہوتا ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وضو کو نماز کی کنجی سمجھا کرتے تھے، اور یہ حدیث ان کے پیش نظر تھی "مفتاح الصلوۃ الطھور" اسی وجہ سے ان کی نمازوں میں جان تھی، اور اسی وجہ سے وہ رھبان اللیل فرسان النھار یعنی رات کے عبادت گذار اور دن کے شہسوار کے مصداق تھے، علامہ اقبال نے ہماری حالت کا نقشہ کھینچا ہے ۔

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی کہ وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

دوستو! آج مسجدیں نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہیں نمازیوں کی کوئی کمی نہیں، ماشاءاللہ تبلیغی جماعت کے ذریعہ اور مدارس و مکاتب کے ذریعہ نمازیوں میں روز افزوں ترقی ہے، مگر ہماری نمازیں ان اوصاف سے خالی ہیں جو صحابہؓ کو حاصل تھے، اسلئے کہ ہم تمام سنن و مستحبات اور آداب کا خیال نہیں کرتے، حضرات صحابہ نبی پاک ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل کرتے تھے، اسی لئے ان کی عبادتیں مقبول اور منور ہوتی تھیں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرات صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انساں کے بس کی بات نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

تمام انبیائے کرام اور نبی کریم ﷺ کا وضو

گرامی قدر دوستو! حضور ﷺ نے ایک مرتبہ اعضائے وضو کو دھو کر فرمایا: یہ وہ وضو ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی نماز کو قبول نہیں کرتا اور آپ نے

دو دو مرتبہ اعضائے وضو کو دھو کر فرمایا کہ جس نے دو دو مرتبہ اعضائے وضو کو دھویا اسے دوہرا ثواب ملے گا، پھر آپ نے تین تین مرتبہ اعضائے وضو کو دھویا اور فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیائے کرام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

دوستو! ایک سوال دل میں آتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کا وضو کیسا ہوتا تھا جو اللہ تعالی کے یہاں مقبول ہوتا تھا لہذا ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ آپ کا وضو یہ ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرات صحابہ آپ ﷺ کا نمونہ تھے، وہ کوئی بھی عمل آپ ﷺ کے خلاف نہیں کرتے تھے گویا کہ صحابہ کا وضو نبی ﷺ جیسا وضو ہوتا تھا، میں آپ لوگوں کے سامنے ایک واقعہ پیش کرتا ہوں جس سے نبی ﷺ کا وضو سمجھ میں آجائے گا۔

نواسہ رسول حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا وضو

حضرت حسنؓ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے ہیں حضرت بی بی فاطمہؓ کے دلارے اور آقا و مولیٰ کے چہیتے نواسے ہیں ان کا واقعہ ہے کہ بچپن میں ایک دفعہ بیٹھے ہوئے تھے، دیکھا کہ ایک بڑی عمر کا آدمی وضو کر رہا ہے، اور غلط وضو کر رہا ہے، حضرت حسنؓ گھبرائے اور دل میں احساس پیدا ہوا کہ جب اس آدمی کا وضو درست نہیں ہے تو اس کی نماز کیسے صحیح ہوگی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس آدمی کو متنبہ کروں، اس کو بتاؤں اور خبردار کروں کہ تمہارا وضو صحیح نہیں ہے، مگر خیال آیا کہ یہ شخص عمر میں بہت بڑا ہے، خفا ہو جائے گا، برا مان جائے گا، کہ یہ لڑکا مجھے وضو سکھانے چلا ہے، لہذا انہوں نے اور اصلاح کرنے میں ان کی ناراضگی کا خطرہ ہے، اور اگر اصلاح نہ کی

جائے تو کل قیامت میں اللہ تعالی پکڑ فرمائیں گے، کہ تم نے ایک صاحب کو غلط وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا تم نے اس کا وضو صحیح کیوں نہیں کرایا، اس کی اصلاح کی فکر کیوں نہیں کی، دونوں طرف سے مشکل ہے، اگر اس کی اصلاح کریں تو اس کے برا ماننے کا خطرہ اور اگر اصلاح نہ کریں تو کل قیامت میں عذاب ہوگا، اللہ پکڑ فرمائیں گے، بہرحال حضرت حسن رضی اللہ عنہ پریشان ہیں، کچھ دیر کے بعد ایک ترکیب سمجھ میں آگئی، جب وہ شخص وضو کر کے کھڑا ہوا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا چچا جان میں نے اپنے ابا کو ایک بار وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا مگر بہت زمانہ ہوگیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اب کچھ بھول گیا ہوں، لہذا میں آپ کو وضو کر کے دکھاتا ہوں ذرا دیکھ لیجئے اگر کچھ غلطی ہو تو بتلا دیجئے بڑی مہربانی ہوگی، اس نے کہا کہ بھائی میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں اس کے بعد دیکھ لوں گا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بڑی عاجزی کے ساتھ کہا کہ چچا جان کوئی زیادہ دیر نہیں لگے گی، میں وضو کر کے دکھاتا ہوں آپ دیکھ لیجئے، آپ مجھ سے بڑے ہیں، آپ میرے باپ کے درجہ میں ہیں، آپ کی عنایت ہوگی، اس شخص نے کہا کہ اچھا دکھلائیے، پھر کیا تھا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا، دوڑتے ہوئے گئے اور پانی کا لوٹا بھر کر لے آئے، قبلہ کی طرف منہ کر کے کپڑے سمیٹ کر اونچی جگہ بیٹھے بائیں طرف لوٹا رکھ کر بسم اللہ پڑھی دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے، کلی کی، مسواک کی، ناک میں پانی دیا، بائیں ہاتھ سے ناک صاف کیا، چہرہ دھویا، دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے، سنت کے مطابق سر کا، کانوں کا، گردن کا مسح کیا اس کے بعد دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے، چھوٹی انگلی سے پیروں میں خلال کیا، اس کے بعد بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا، پھر دعا پڑھی:

''اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین''

Scanned by CamScanner

اس کے بعد اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے جس نے وضو غلط کیا تھا، اور کہا کہ چچا جان میں نے اپنے ابا کو ٹھیک ٹھیک اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا اگر کچھ غلطی ہو تو بتلا دیجئے، وہ شخص شرم سے پانی پانی ہو گیا، اور حضرت حسن ﷛ کو گود میں اٹھا لیا اور کہنے لگا کہ تو نے مجھے ایسی نصیحت کی ہے کہ آج تک زندگی میں مجھے کسی نے اس طرح کی نصیحت نہیں کی ہے، درحقیقت میرا ہی وضو غلط تھا، دوستو اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو نصیحت کرنی ہو تو خوبصورت اور اچھے انداز میں کرنی چاہئے، تاکہ بات دل میں اتر جائے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اعضائے وضو کی حکمتیں

دوستو اور بزرگو! وضو کے فرائض سنن و مستحبات اور وضو کا طریقہ معلوم ہو جانے کے بعد وضو کی کچھ حکمتیں بھی سماعت فرمالیجئے۔

وضو کے ذریعہ اعضاء کی نہ صرف ظاہری بلکہ باطنی صفائی بھی مقصود ہوتی ہے، وضو سے اکثر و بیشتر چھوٹے چھوٹے روحانی امراض کا ازالہ بخوبی ہو جاتا ہے، کیونکہ ہاتھ، زبان، کان، ناک، وغیرہ سے جس قدر چھوٹے چھوٹے گناہ سرزد ہوتے ہیں، وہ سب وضو کے ذریعہ سے ترتیب وار دھل جاتے ہیں۔

ایک عارف کی عارفانہ اور حکیمانہ بات

حضرت عبد اللہ بن عباس ﷛ نے اعضائے وضو کے سلسلہ میں ایک بڑی عارفانہ اور حکیمانہ بات ارشاد فرمائی، وہ فرماتے ہیں، کہ وضو کرتے ہوئے سب سے پہلے ہاتھ دھونے میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ وضو کرنے والا شخص جنت کے دسترخوان سے ضرور بالضرور لذت یاب ہوگا، دوسرے

نمبر پر کلی کرنا یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ شخص اپنے پروردگار سے ہمکلامی کا شرف حاصل کریگا، تیسرے نمبر پر ناک میں پانی ڈالنا جنت کی روح پرور خوشبوئیں سونگھنے کے لئے ہے۔

چوتھے نمبر پر چہرہ دھونا، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کل قیامت میں انشاء اللہ باری تعالی کا دیدار نصیب ہوگا، روئے جلال و جبروت کا منظر ظاہر ہوگا، پانچویں نمبر پر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا، یہ کنگن پہننے کی طرف اشارہ ہے، چھٹے نمبر پر سر کا مسح کرنا، سونے کا تاج پہننے کے لئے ہے، یعنی وہ لوگ جو نماز پڑھنے کے لئے وضو کرتے ہیں اور سر کا مسح کرتے ہیں کل ان کے سر پر سونے کا تاج رکھا جائے گا، ساتویں نمبر پر کانوں کا مسح، مقدس کلام الٰہی کو سننے کی طرف اشارہ ہے، یہاں بھی سنے گا اور وہاں بھی سننے کی توفیق ہوگی۔

آٹھویں پاؤں کا دھونا، جنت میں داخل ہونے اور فرش مخمل پر چلنے کی طرف اشارہ ہے، انشاء اللہ ثم انشاء اللہ جو لوگ صحیح معنی میں وضو کرتے ہیں وہ اللہ سے ہمکلام بھی ہوں گے، جنت کی خوشبوؤں میں رچے بسے ہوں گے، اور سر پر سونے کا تاج ہاتھوں میں سونے کے کنگن اور پاؤں مخملی فرش پر ہوں گے، اللہ تعالی ہم سب کو کامل و مکمل وضو کرنے والا بنائے۔

سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس

محترم دوستو! آج کل ہم جدید سائنسی علوم کی طرف دوڑ رہے ہیں، اسی میں اپنی کامیابی سمجھ رہے ہیں، اور سائنسی علوم پر ہی ہمارے دانشوروں کا یقین ہوتا جا رہا ہے، سائنس جو کہتی ہے وہ صحیح ہے، چنانچہ جرمن، جاپان، اور امریکہ کے ڈاکٹر ایم، بی، بی، ایس، ایم ڈی وغیرہ ہمارے جسم کی ساخت کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے آج متفقہ طور پر یوں کہتے ہیں کہ اپنے جسم کے

Scanned by CamScanner

کھلے اعضا ہاتھ، پاؤں، چہرہ، منھ، ناک، کان، سر، گردن وغیرہ کو مٹی، دھول، ریت، دھواں وغیرہ سے محفوظ رکھنا چاہیے، بار بار کھلے ہوئے اعضاء کو دھوتے رہنا چاہئے اس سے بہت سی بیماریاں دور ہوجائیں گی۔

دوستو سائنس کی روشنی میں اگر ہم اپنے محبوب ﷺ کی سنتوں کا جائزہ لیں تو چمکتے ہوئے ستاروں اور نگینوں کی طرح نظر آئیں گی، سائنسدان جس بات کو آج کہہ رہے ہیں ہمارے نبی ﷺ نے ساڑھے چودہ سو برس پہلے اس بات کو بتلا دیا تھا۔

چنانچہ اہل سائنس کہتے ہیں کہ اپنے ہاتھوں کو پہنچوں تک دھوؤ، ہاتھوں کے جراثیم ختم ہوجائیں گے، کلی کرو، برش کرو، منھ صاف شفاف ہوجائے گا، منھ کی بدبو دانتوں کا میل کچیل ختم ہوجائے گا، دانت مضبوط رہیں گے، ناک صاف رکھو، کیونکہ ناک کے ذریعہ بہت سی گندی چیزیں اور جراثیم اندر چلے جاتے ہیں، سائنسداں یوں کہتے ہیں کہ ناک کے اندر اللہ نے بال رکھے ہیں، وہ فلٹر کا کام کرتے ہیں، جسطرح ہم اپنی کاروں کے فلٹر کو تبدیل کراتے رہتے ہیں، اور صاف کراتے رہتے ہیں، اسی طرح ناک کے بالوں کا صاف کرنا بھی ضروری ہے، ان بالوں کو پانی کے ذریعہ صاف کرتے رہو تاکہ اچھی ہوا اندر جائے، گندی اور خراب ہوا باہر آجائے۔

اس کے بعد چہرہ دھوتے ہیں، چہرہ کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی دھل جاتی ہیں، ڈاکٹر اور اطباء کہتے ہیں کہ آنکھوں کو تازہ پانی سے دھونا چاہئے کیونکہ یہ انسان کو بہت سی بیماریوں سے بچا دیتا ہے، یہاں تک کہ سفید اور کالا موتیا سے حفاظت ہوجاتی ہے۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہمارے آقا و مولی جناب محمد رسول اللہ ﷺ

نے یہ سب باتیں ساڑھے چودہ سو برس پہلے بتلا دی تھیں، آپ نے فرمایا تھا کہ ہاتھوں کو تین تین مرتبہ دھوؤ، کلی تین مرتبہ کرو، اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالو اور مسواک کرو، ناک صاف کرو چہرہ اور اپنی آنکھوں کو تین تین مرتبہ دھوؤ۔

دنیا کا کوئی بھی صاف ترین آدمی لے لیجئے جو کہ مسلمان نہ ہو وہ دن میں اپنے ہاتھوں اور چہرہ کو کتنی بار دھوئے گا، زیادہ سے زیادہ دو مرتبہ صبح اور شام اور زیادہ ہی پیر ماریگا، کبھی کبھار دوپہر میں دھولے گا، اسی طرح منھ کا اندرونی حصہ اور ناک کے اندرونی حصہ کو آدمی دن میں ایک دو مرتبہ صاف کرسکتا ہے، مگر دوستو پابندی کے ساتھ دن میں اور رات میں پانچ مرتبہ ہاتھوں کو دھونا اور کلی کرنا، مسواک کرنا، اور ناک میں پانی دینا، اور چہرہ دھونیکی سعادت صرف اور صرف اس مسلمان کو حاصل ہے جو پنجگانہ نماز ادا کرتا ہے۔

آج دانت کے ماہر ڈاکٹر یہ بات کہتے ہیں کہ رات کو سوتے وقت برش ضرور کرنا چاہیے اسلئے کہ رات میں جراثیم کو پھلنے پھولنے کا موقع زیادہ ملتا ہے، کیونکہ منھ بند رہتا ہے، دن میں منھ چلتا رہتا ہے، اسلئے دن میں جراثیم کو پھلنے پھولنے کا موقع نہیں ملتا۔

میرے بزرگو اور دوستو! دنیا کے سائنسدانوں نے آج کہنا شروع کیا ہے میرے محبوب پیارے نبی ﷺ نے ساڑھے چودہ سو برس پہلے فرمایا تھا کہ باوضو ہوکر سویا کرو، آپ ﷺ باوضو سوتے تھے، اور پنجگانہ وضو میں دانت صاف کیا کرتے تھے، دن اور رات میں پانچ مرتبہ برش یعنی مسواک کرنیکی سعادت بھی مسلمان نمازی ہی کو حاصل ہے، حضرات علماء نے لکھا کہ مسواک کے ستر ۷۰ سے زیادہ فائدے ہیں، جن میں سے ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب ہوتا ہے، اور مسواک کے ساتھ پڑھی گئی نماز بغیر

Scanned by CamScanner

مسواک کے پڑھی گئی نماز سے پچیس گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا، ڈاکٹر اور اطباء کہتے ہیں کہ اگر ان کو نہ دھویا جائے تو جلد (کھال) خراب ہوجائیگی، اور طرح طرح کے مرض جنم لے لیں گے، قربان جایئے آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر کہ اب سے ساڑھے چودہ سو برس پہلے آپ نے یہ عمل کیا اور روزانہ پانچ مرتبہ ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونے کا حکم صادر فرمایا، دوستو اور بزرگو آج کل کے ہمارے ڈاکٹر جو دماغ کے اسپیشلسٹ (ماہر) ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سر، کان، گردن کو تری پہنچاتے رہو، کیونکہ انسان کو دماغی، ذہنی ٹینشن ہوتی رہتی ہے، اگر انسان اپنی گردن کو تر کرتا رہے تو اس جگہ نہ تو کھنچاؤ محسوس ہوگا، اور نہ ہی ٹینشن پیدا ہوگی اسلئے کہ دماغ سے جتنے بھی سگنل (احکام) جاری ہوتے ہیں وہ اسی جگہ سے ہوکر گذرتے ہیں، دوستو دنیا میں کتنے آدمی ہونگے جو روزانہ اس گردن کو تر کرتے ہوں اور اس پر مسح کرتے ہوں، جب آدمی غسل کریگا تب ہی اس پر عمل درآمد ہوگا، اور سردیوں کے دنوں میں آدمی جب نہائے گا تب ہی یہ جگہ تر ہوگی، سردیوں کے موسم میں آدمی ہفتوں میں جاکر نہاتا ہے، گویا کہ ہفتوں کے بعد اس جگہ کو تری نصیب ہوگی، قربان جایئے آقائے نامدار محبوب رب العالمین ﷺ پر کہ ساڑھے چودہ سو برس پہلے فرماگئے تھے کہ گردن کا مسح کرو اور دن رات میں پانچ مرتبہ کرو۔

وضو کے روحانی فوائد

میرے محترم بزرگو اور نوجوان بھائیو! وضو کے فرائض اور سنن و مستحبات نیز جدید سائنس کی روشنی میں اعضائے وضو کے ظاہری اور جسمانی فوائد آپ کے سامنے بیان کئے گئے، وضو کے روحانی و باطنی فوائد بھی بہت

زیادہ ہیں، وقت کے پیش نظر کچھ فوائد پر روشنی ڈالتا ہوں۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ جب بندۂ مسلم وضو کرتے ہوئے کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں، اور جب وہ ناک صاف کرتا ہے تو اس کے ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں، اور جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ کے گناہ دھل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی پلکوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں، اور جب وہ سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ کانوں کے نیچے تک کے گناہ بھی گر جاتے ہیں، اور جب وہ پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے ناخنوں کے نیچے تک کے تمام گناہ نکل جاتے ہیں۔ (رواہ النسائی)

دوستو روایات میں آتا ہے کہ باوضو آدمی روزہ دار کی طرح ہوتا ہے، ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وضو کیا اور بہترین طریقہ سے کیا، پھر دو رکعتیں ادا کی اور اس کے دل میں دنیاوی خیالات نہیں آئے تو وہ گناہوں سے اس دن کی طرح نکل گیا کہ جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔ (مکاشفۃ القلوب امام غزالی)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بہترین وضو شیطان کو دور بھگا دیتا ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کا مقولہ

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ وہ باوضو ذکر اور استغفار کرتے ہوئے رات گذارے تو اسے ایسا کرنا چاہیے، کیونکہ روحیں جس حالت میں قبض کی جاتی ہیں اسی حالت میں اٹھائی جائیں گی۔

Scanned by CamScanner

وضو آدمی کو بارعب بنادیتا ہے

باوضو آدمی بادشاہوں جیسی ہیبت کا مالک ہوتا ہے، دوستو ایک باوضو صحابی کا واقعہ نقل کر کے بات ختم کرتا ہوں امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو کعبہ کا غلاف لانے کے لئے مصر بھیجا، پہلے زمانہ میں کعبہ کا غلاف دیگر ممالک میں تیار ہوتا تھا، آج الحمدللہ یہ مکۃ المکرمۃ ہی میں تیار ہوتا ہے، جس کا صرفہ ایک کروڑ ستر لاکھ ریال ہے، اس پر سورہ اخلاص اور چھ قرآنی آیات لکھی ہوتی ہیں، بہرحال یہ صحابی شام کے ایک علاقہ میں ایک ایسی جگہ قیام پذیر ہوئے جن کے قریب اہل کتاب کے ایک بڑے عالم کی عبادت گاہ تھی کہ کوئی اور عالم اس سے زیادہ باعلم نہیں تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاصد کے دل میں اس عالم سے ملنے اور اس کی علمی باتیں سننے کی خواہش پیدا ہوئی، چنانچہ وہ اس کی عبادت گاہ کے دروازہ پر آئے، اور دروازہ کھٹکھٹایا، مگر بہت دیر بعد دروازہ کھولا گیا، پھر اس سے علمی گفتگو شروع ہوئی، اس کے علمی تبحر سے بڑا تعجب ہوا، آخر میں پھر صحابی رسول ﷺ نے دیر سے دروازہ کھولنے کی وجہ پوچھی، وہ یہودی عالم بولا کہ جب آپ آئے تو ہم نے آپ پر بادشاہوں جیسی ہیبت، رعب اور دبدبہ دیکھا، اس لئے ہم خوف زدہ ہوگئے، اور ہم نے آپ کو دروازہ پر اس لئے روک دیا تھا کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اے موسی جب تجھے کوئی بادشاہ خوف زدہ کردے تو تو وضو کر اور اپنے گھر والوں کو بھی وضو کا حکم دے لہذا تو جس سے ڈر رہا ہے اس سے میری امان میں آجائیگا، چنانچہ ہم نے دروازہ بند کردیا، یہاں تک کہ میں نے اور اس میں رہنے والے تمام آدمیوں نے وضو کرلیا، پھر ہم نے نماز پڑھی،

لہذا ہم تجھ سے بے خوف ہوگئے، پھر ہم نے دروازہ کھول دیا۔

سنتوں کا احیا ضروری ہے

برادران اسلام! آج کے اس پرفتن دور اور بدعات وخرافات کے زمانہ میں اگر حضور ﷺ کی سنت پر عمل کیا گیا تو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا، آپ ﷺ سے محبت کا بھی یہی تقاضہ ہے کہ آپ کی سنتوں پر عمل کیا جائے، آپ نے صاف اور واضح ارشاد فرمایا "مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ (ترمذی) "جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا، دوستو ہمارے بزرگان دین نے ایک ایک سنت پر عمل کر کے دکھایا۔

حضرت امام شبلی رحمہ اللہ کا وضو

میرے دوستو! حضرت امام شبلیؒ کا آخری وقت ہے، بے ہوشی کی کیفیت طاری ہے، مگر اس کے باوجود وضو کے لئے اصرار کر رہے ہیں، متوسلین، مریدین کہہ رہے ہیں کہ حضرت اس حالت میں آپ کو وضو سے تکلیف ہوگی، مگر ماننے کے لئے تیار نہیں، بہرحال وضو کرادیا گیا، پھر بھی فرمارہے ہیں وضو کراؤ کیونکہ وضو میں حضور ﷺ کی ایک سنت انگلیوں میں خلال کرنا بھی ہے، تم نے مجھے خلال نہیں کرایا، کیا میں دنیا سے اس حال میں جاؤں اور قبر میں حضور ﷺ کا سامنا اس طرح کروں کہ آپ ﷺ کی ایک سنت کو چھوڑنے کا الزام ہو یہ کبھی نہیں ہوسکتا، دوستو جب دوبارہ انگلیوں کے خلال کی رعایت کے ساتھ وضو کرادیا گیا تو وضو کی تکمیل کے ساتھ ہی ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

Scanned by CamScanner

دی کس طرح سے جان تہہ تیغ واغ نے
لب پر تبسم اور نظر یار کی طرف

اہتمام وضو

ایک مجلس میں ہمارے شیخ ومرشد حضرت اقدس مفتی مظفر حسین صاحبؒ نے فرمایا کہ وضو اہتمام سے کرنا چاہئے، وضو جتنا اہتمام اور خشوع وخضوع اور استحضار سے ہوگا، نماز میں اسی قدر خشوع خضوع اور استحضار پیدا ہوگا، آج کل ہمارا وضو ہی اہتمام سے نہیں ہوتا، وضو کے آداب وسنن کی رعایت نہیں کرتے، وضو کرتے ہوئے دنیوی باتوں میں مشغول ہوجاتے ہیں، جب ہمارا وضو ایسا ہے تو نماز میں استحضار کہاں سے آئیگا، نماز میں نورانیت اور روشنی کہاں سے پیدا ہوگی، اس لئے دوستو وضو کا اہتمام بہت ضروری ہے۔

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ صبح کی امامت فرمارہے تھے، سورہ روم پڑھتے ہوئے اچانک تلبیس واقع ہوگئی، تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور طہارت (وضو) اچھی طرح نہیں کرتے اس کا اثر یہ ہوا کہ قرأت میں تلبیس ہونے لگی، یعنی جب مقتدی حضرات اچھی طرح وضو کا اہتمام کریں گے تو امام کے قلب پر اس کا اچھا اثر ہوگا، اگر وضو میں اہتمام نہ کیا گیا تو امام کتنا ہی بڑا متقی کیوں نہ ہو وہ بھی ہمارے اثر کا شکار ہوسکتا ہے، کمالات اشرفیہ میں لکھا ہے کہ گنہ گار کے گناہ کا اثر بے گناہوں کو بھی پہونچتا ہے۔

عَنْ خَبِیْبِ بْنِ رَوْحٍ عَنْ رَّجُلٍ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃَ الصُّبْحِ فَقَرَءَ الرُّوْمَ فَالْتَبَسَ عَلَیْہِ فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ مَابَالُ اَقْوَامٍ یُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَایُحْسِنُوْنَ الطُّھُوْرَ

وَاِنَّمَا یَلْبِسُ عَلَیْنَا الْقُرْآنَ اُولٰئِکَ (رواہ النسائی مشکوۃ ص ۶۳۹)

طہارت کی فکر کیجئے

اس لئے میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہمیں اہتمام کے ساتھ وضو کرنا چاہئے، نبی اکرم ﷺ ہر وقت باوضو رہتے تھے چنانچہ ایک حدیث میں ہے "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُھْرِیْقُ الْمَاءَ فَیَتَیَمَّمُ بِالتُّرَابِ فَاَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَّ الْمَاءَ مِنْکَ قَرِیْبٌ یَقُوْلُ مَا یُدْرِیْنِیْ لَعَلِّیْ لَا اَبْلُغُہٗ (شرح السنۃ مشکوۃ ۴۵۰) "حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پیشاب سے فارغ ہوجاتے تھے تو فوراً تیمم فرماتے تو ہم کہتے کہ یارسول اللہ پانی قریب ہے آپ فرماتے مجھے معلوم نہیں کہ پانی تک پہنچوں گا یا نہیں، دوستو یہ تھا وضو کا اہتمام اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے طفیل میں ہمیں بھی باوضو رہنے کی توفیق عطا فرمائے، پیرومرشد حضرت اقدس مفتی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کوئی اہم اور مہتم بالشان کام شروع کرے تو باوضو ہوکر کرے۔

سب سے پہلے طہارت کا حساب ہوگا

محترم دوستو آج کل ہمارے قلوب میں عبادات کی تو اہمیت ہے انکی طرف دھیان بھی دیتے ہیں مگر طہارت وپاکیزگی کی طرف بالکل توجہ نہیں، حالانکہ بعض احادیث میں طہارت کو آدھا ایمان بتلایا گیا (الطہارۃ شطر الایمان) دوستو یاد رکھو حساب وکتاب کا آغاز بھی طہارت وپاکیزگی ہی سے کیا جائیگا "اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ الْعَبْدُ طُھُوْرُہٗ فَاِذَا حَسُنَ طُھُوْرُہٗ فَصَلَاتُہٗ کَنَحْوِ طُھُوْرِہٖ وَاِنْ حَسُنَتْ صَلَاتُہٗ فَسَائِرُ عَمَلِہٖ کَنَحْوِ صَلَاتِہٖ (کنز العمال بحوالہ مراسیل ابوداؤد عن ابی العالیہ)"

بندہ کا سب سے پہلے پاکی وطہارت کا حساب لیا جائیگا تو اگر پاکی وصفائی اچھی رہی (ان کا حساب اچھا رہا) تو نماز بھی اچھی رہیگی اور اگر نماز اچھی رہی تو دیگر اعمال بھی نماز کی طرح اچھے رہیں گے۔

محترم دوستو! وضو کا طریقہ اور اس کے فضائل وفوائد کسی حد تک آپ حضرات کے سامنے بیان کردیئے گئے ،اور طہارت کے دینی ودنیوی فائدے ذکر کیے گئے بس اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم کہاں تک سنت کے نور سے اپنی خلوت وجلوت اور رزم وبزم کو منور کرتے ہیں، کسی نے سچ کہا ہے ؎

کافی نہیں کہ بیٹھ کے مدح وثنا کریں
اٹھو کہ آج حقِ محبت ادا کریں

حضرت اقدس مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ نے کہا تھا ؎

خدا شاہد کہ ہم سارے جہاں پر حکمراں ہوتے
رسول پاک کی سنت پر اگر اپنا چلن ہوتا

اللہ تعالی مجھے بھی اور آپ کو بھی سنت کے مطابق وضو کرنے اور ہمہ وقت پاک صاف اور باوضو رہنے کی توفیق وہمت عطا فرمائے ، آمین ،ثم آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

قرض دینا عبادت ہے

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد:

فقد قال الله تعالىٰ فى القرآن المجيد. والفرقان الحميد.

اعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم.

مَنْ ذَاالَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ.

سلام ان پر جنہوں نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام ان پر جنہوں نے دین کی آبیاری کی
سلام اللہ کے ان نیک بندوں حق پسندوں پر
جنہوں نے دین کو ترجیح دی دنیا کے دھندوں پر

میرے محترم بزرگو، دوستو اور دین دار بھائیو! آج کی اس نورانی اور پررونق مجلس کو دیکھ کر میرے دل میں ایک بات بار بار آرہی ہے جو مجھے مجبور

کررہی ہے کہ اپنے مخلص بھائیوں کے اس دینی اجتماع میں ایک دوسرے کو قرض دینے اور اپنے بھائی کی ضرورت میں اس کے کام آنے کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں کچھ عرض کروں اس لئے کہ آج کل ہمارے معاشرہ میں قرض کے لین دین سے بالکل غفلت برتی جارہی ہے، اور اس سنت پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے سود جیسی مہلک وبا میں مسلم معاشرہ مبتلا ہوتا جارہا ہے۔

قرض کی دو قسمیں

دوستو! قرض کی دو قسمیں ہیں، ایک قرض حقیقی دوسرے قرض مجازی۔

قرض حقیقی یہ ہے کہ ایک آدمی اپنا مال کسی دوسرے آدمی کو اس شرط پر دیدے کہ میرا مال برابر سرابر مجھے واپس مل جائے گا۔

قرض مجازی یہ ہے کہ اپنا مال آدمی اللہ کے راستے میں خرچ کرے اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عوض اجر وثواب عطا فرمائیں گے۔

دوستو! آج کی اس مجلس میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ آپ حضرات کے سامنے قرض حقیقی پر روشنی ڈالی جائے، کیونکہ کسی نہ کسی قدر ہم لوگ قرض مجازی یعنی اللہ کے راستے میں تو خرچ کردیتے ہیں مثلاً مساجد میں مدارس میں، فقراء ومساکین کو کچھ نہ کچھ دیتے رہتے ہیں، اور اس خرچ کے اثرات بھی ہم لوگ اپنی زندگی میں دیکھتے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مالوں میں برکت عطا فرمادیتے ہیں، قرآن میں ہے "یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَیُرْبِی الصَّدَقَاتِ" اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں، چنانچہ صدقات وخیرات کے فضائل قرآن واحادیث میں بے شمار بیان کئے گئے ہیں، انشاء اللہ آئندہ ہفتہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے فضائل...... آپ حضرات کے سامنے بیان

کئے جائیں گے، اس وقت میرے دل میں بار بار یہ خیال آرہا ہے کہ قرض کے لین دین کی فضیلت بیان کی جائے اس لئے کہ آج امت مسلمہ نے قرض لینے دینے سے منھ موڑ لیا ہے، حالانکہ ایک دوسرے کو قرض دینا اصلاح معاشرہ اور حسن معاشرت کا ایک اہم جزو ہے، کیونکہ اس سے ایک دوسرے کی ہمدردی اور خیر سگالی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، خاندان پروان چڑھتے ہیں، اولوالعزمی کا داعیہ پیدا ہوتا ہے، آپس میں محبت والفت کا حسین درس ملتا ہے، ایک دوسرے کی ضروریات آسانی سے پوری ہوجاتی ہیں۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! جب سے ہم لوگوں میں قرض کا لین دین ختم ہوا ہے تبھی سے ہم میں سود کا رواج عام ہوا ہے، اور جس قوم میں سودی لین دین عام ہوجائے، وہ قوم لعنت کا شکار ہوجاتی ہے، اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔

آنحضور ﷺ کی زندگی میں قرض کا لین دین

میرے محترم بزرگو اور دوستو! جب ہم تاریخ کے اوراق پلٹتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ایک دوسرے کو قرض دینا کوئی نئی بات نہیں ہے، بلکہ ہمارے پیارے آقا ومولیٰ فخر موجودات محبوب رب العالمین ﷺ نے اپنی زندگی میں قرض لیا بھی ہے، اور دیا بھی ہے۔

اہل بیت کے لئے قرض

چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی زرہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھی اور اپنے اہل بیت کے لئے کچھ جو بطور قرض لئے۔ (بخاری شریف)

مہمان کے لئے قرض

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے یہاں ایک مہمان آیا تو آپ ﷺ نے ایک یہودی کے یہاں سے آٹا اُدھار منگوایا، اورر جب کا چاند دیکھنے تک واپسی کا وعدہ فرمایا، معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ نے بار بار ادھار لیا ہے۔

ایک یہودی عالم سے قرض

میرے بھائیو...... ہمارے آقا ومولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ ایک یہودی عالم سے کچھ دینار قرض لئے، اس یہودی عالم نے اچانک مطالبہ کرلیا، اور نبی ﷺ کو پکڑ کر بٹھا لیا، اور کہا کہ جب تک قرض کی ادائے گی نہ ہوگی، تمہارے پاس سے نہیں ہٹوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اچھا بھائی اگر یہی بات ہے تو میں بیٹھ جاتا ہوں، فی الحال ادائیگی کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ اس یہودی کے پاس بیٹھ گئے، اور آپ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور اگلے دن کی فجر بھی وہیں پڑھی، صحابۂ کرامؓ یہ صورت حال دیکھ کر سخت طیش میں آرہے تھے، اور اس یہودی کو کہہ رہے تھے، کہ اگر تو باز نہ آیا، اور نبی کریم ﷺ کو اسی طرح پابند بنائے رکھا تو ہم مجبوراً تجھے اٹھا کر نکال دیں گے یا قتل کردیں گے، جب آنحضور ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ کرامؓ اس یہودی کو ڈرا دھمکا رہے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے سختی سے منع فرمایا، اور غضبناک نگاہوں سے دیکھ کر ناراضگی کا اظہار فرمایا، صحابہؓ نے کہا یارسول اللہ! ہم اس یہودی کی گستاخانہ حرکت کو کیسے برداشت کریں آنحضور ﷺ نے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات سے منع

فرمایا ہے کہ میں کسی معاہد یا غیر معاہد پر ظلم کروں، دوستو! جب دن نکلا تو وہ یہودی آنحضور ﷺ کے اخلاق وکردار کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، چنانچہ جب ایمان کا نور اس کے دل میں اچھی طرح گھر کر گیا، تو اس نے نہ صرف کل مال اللہ کی راہ میں دینے کا فیصلہ کیا بلکہ اپنی جان تک کے پیش کرنے کا ارادہ کرلیا۔

چنانچہ پھر اس یہودی الم نے سارا قرضہ معاف کردیا، اور پکے سچے مسلمان بن گئے لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرضہ دے کر معاف بھی کیا جاسکتا ہے، سارا کا سارا بھی معاف کرسکتے ہیں، اور کم بھی معاف کیا جاسکتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کی زندگی میں قرض کا لین دین

میرے محترم دوستو...... جس طرح ہمارے نبی ﷺ نے قرض لیا اور دیا ہے، اسی طرح حضرات صحابہؓ نے بھی قرض لیا اور دیا ہے، چنانچہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد غزوۂ احد میں شہید ہوگئے، اور کچھ رقم قرض کی چھوڑ کر گئے، جب قرض خواہوں نے حضرت جابرؓ سے قرض کی ادائے گی کا مطالبہ کیا اور ان کو تنگ کرنا شروع کیا، تو وہ مدد چاہنے کے لئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اس قرض کی ادائیگی کا کوئی نظم ہو اور قرض خواہوں سے نجات مل جائے، اس وقت حضرت جابرؓ کے پاس تھوڑی سی کھجوروں کے علاوہ کچھ نہ تھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان تھوڑی سی کھجوروں میں برکت کی دعا فرمادی، جس میں اتنی برکت ہوئی کہ سارا قرضہ بے باق ہوگیا، یعنی کچھ بھی نہ رہا، اور پھر جتنی کھجوریں تھیں وہ جوں کی توں باقی رہیں، دوستو اللہ نے ایسی برکت فرمائی کہ حضرت جابرؓ کے والد محترم جو قرض چھوڑ کر گئے تھے، وہ سب ادا ہوگیا۔

Scanned by CamScanner

اکابرین اور اتباع سنت

دوستو! جس طرح آنحضرت ﷺ کی مبارک زندگی میں قرض کے لین دین کا دستور تھا وہ دستور برابر حضرات صحابہ، تابعین اور حضرات علماء کے درمیان بھی جاری رہا، اور آج بھی جاری ہے، ہمارے شیخ و مرشد حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے دور نظامت میں مظاہر علوم کے لئے بارہا قرض لیا، اور باقاعدہ قرض کی رقم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے رجسٹر میں تحریر فرماتے تھے، اسی طرح اپنے استاذ محترم فخر ملت حضرت الحاج مولانا شریف احمد صاحب خلیفہ اجل حضرت شیخ عبد الغفور جودھپوری سابق مہتمم جامعہ کاشف العلوم چھٹمل پور کو بارہا دیکھا کہ والد مرحوم مولانا حکیم عبد المجید صاحب مرزاپوری سے کاشف العلوم کے لئے قرض لے رہے ہیں، ہمارے حضرات بوقت ضرورت قرض لیتے اور مدت معینہ پر واپس فرما دیتے تھے۔

قرض کی فضیلت

محترم بزرگو اور دوستو! ہمارے اکابر اور مشائخ قرآن و احادیث پر نظر رکھتے تھے اس لئے کسی کا حق ذرہ برابر بھی رکھنے کے خواہاں نہیں تھے، قرض کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں، ایک حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ" یعنی ہر قرضہ صدقہ ہے، حضرت ابن مسعود سے ایک دوسری روایت بھی ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّةً إِلَّا كَانَ كَصَدَقَتِهَا مَرَّتَيْنِ" (ابن ماجہ) "یعنی جو مسلمان کسی مسلمان کو ایک مرتبہ قرضہ دیتا ہے تو وہ اس کی طرف سے دو مرتبہ صدقہ کرنے کے مانند ہوتا ہے۔

قرض پر اجر عظیم

حضرات گرامی! قرض کا دینا کوئی معمولی چیز نہیں، بلکہ قرض دینے میں بڑا اجر ہے، کیونکہ ایک مسلمان بھائی کی پریشانی اس سے دور ہوتی ہے، ابن ماجہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا: "الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ" صدقہ کا اجر دس گنا ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا، حضور ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ قرضہ کو صدقہ سے افضل قرار دیا گیا، جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ سائل جب سوال کرتا ہے تو اس وقت اس کے پاس کچھ نہ کچھ ہوتا ہے اور قرض مانگنے والا بغیر حاجت کے قرض نہیں مانگتا (تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۲۴۲)

قرض دینے پر جنت کا وعدہ

دوستو اور بزرگو! قرض کے ذریعہ ضرورت مندوں اور ناداروں کی مدد اور نصرت کرنا، غریبوں اور بے سہاروں کو سہارا دینا، اور ہر طرح سے ان کی ضرورتیں پوری کرنا، گویا کہ اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کے مانند ہے، جو بڑے منافع کے ساتھ آخرت میں انسان کو واپس مل جائیگا، حدیث قدسی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: "يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي وَاسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي وَاسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَالِكَ عِنْدِي (بخاری) "اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی، میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے

مجھکو کھانا نہیں دیا، میں نے تجھ سے پانی مانگا، تو نے مجھ کو پانی نہیں دیا، بندہ عرض کرے گا اے پروردگار میں آپ کو کیسے پلاتا آپ تو تمام عالم کے پالنہار اور کھلانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا، تو نے اسے کھانا نہیں دیا، اگر تو اس کو کھانا دیتا تو اس کو ضرور میرے پاس پاتا۔

دوستو! محتاج بندوں کی خدمت کرنا، ضرورت مندوں کو قرض دینا، اہل علم کی مدد کرنا، اور مدارس ومساجد کا تعاون کرنا یہ اللہ تعالیٰ کو قرض دینا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عوض بھرپور اجر عطا فرمائیں گے اور اس کے بدلے جنت میں بیش قیمت نعمتیں عطا فرمائیں گے۔

قرض کی ادائیگی ضروری ہے

میرے بھائیو اور دوستو! یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آ گئی کہ قرض دینا بڑی عبادت ہے مگر یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ قرض کی ادائیگی کی فکر ہمہ وقت رہنی چاہئے، حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ قرض خواہ کو یہ حق ہے کہ مقروض دار سے اپنا حق وصول کرنے تک موقع بموقع محبت ونرمی کے ساتھ مطالبہ کرتا رہے۔

قرض ادا کرنے سے غفلت نہ برتو

حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ فرماتے ہیں کہ جس پر قرضہ ہو اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ زیتون کا سالن بنائے، جب تک کہ قرض ادا نہ کرے، معلوم ہوا کہ آدمی جب تک قرض ادا نہ کرے تو معمولی درجہ کا سالن بنائے، اور قرض ادا کرنے کی فکر میں لگا رہے، کیونکہ یہ حق العباد میں سے ہے، اللہ تعالیٰ اپنا حق معاف فرما سکتے ہیں، بندوں کا نہیں، اس لئے قرض

لینے کے بعد ہر وقت یہ فکر دامن گیر ہونی چاہئے، کہ مجھے قرض واپس کرنا ہے، واپسی کے اسباب تلاش کرتا رہے۔

قرض کے سلسلہ میں حضرت تھانویؒ کا فرمان

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ ایک عجیب وغریب مضمون نظر سے گذرا ہے کہ گناہ کم کرو یعنی نہ کرو، موت آسان ہو جائے گی، اور کسی سے قرض مت لو دنیا میں آزاد رہ کر زندگی بسر ہوگی، گناہوں کے چھوڑنے میں یہ خاصہ ہے کہ موت کے وقت آسانی ہو جاتی ہے، ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ قرض لینا صرف ضرورت شدیدہ میں جائز ہے، جیسے جہاد کے لئے، یا کفن ڈالنے کے لئے، یا کپڑے پھٹ گئے ہوں، اور ستر ظاہر ہونے لگا ہو، اس کے چھپانے کے لئے قرض لینا جائز ہے، اور ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ قرض کی ادائیگی کے کفیل بن جاتے ہیں۔

مقروض کی نماز جنازہ میں حضور ﷺ کا طرز عمل

میرے محترم دوستو! بغیر ضرورت کے قرض لینا کوئی اچھی چیز نہیں ہے، ہاں اگر انسان نے کسی مجبوری کے تحت قرض لے ہی لیا تو اس کو ہر وقت اس کے ادا کرنے کی فکر میں رہنا چاہئے، پتہ نہیں موت کب آ جائے، اور دوسرے کا بوجھ بار اپنے سر پر رہ جائے اور پھر آخرت میں ان چند ٹکوں کے بدلہ بیش قیمت اور انمول نیکیاں دینی پڑیں، حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ قرض کی ادائیگی کی ہمیشہ تاکید فرماتے تھے، حتی کہ جب کوئی جنازہ نماز کے لئے آتا تو پہلے دریافت فرماتے کہ کیا اس میت کے ذمہ قرض ہے؟

اگر قرض ہوتا تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھاتے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمادیتے کہ تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ خود پڑھ لو، اور اگر کوئی صاحب استطاعت صحابی اس کے قرض ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کر لیتا تو آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھادیتے، فتوحات سے پہلے تنگی کے دور میں حضور ﷺ کا یہی طرز عمل رہا، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسعت عطا فرمادی اور فتوحات کا زمانہ آیا تو پھر آپ نے اعلان فرمادیا کہ جو آدمی قرض چھوڑ کر مرے اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے، اور جو کچھ مال چھوڑ کر مرے وہ اس کے ورثاء کے لئے ہے،

(نسائی شریف ص ۲۱۵)

قرض ادا نہ کرنے پر سخت وعید

گرامی قدر مسلمانو! حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ قرض چھوڑ کر مرنا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی ناپسند تھا، اس لئے میرے دوستو قرض کی ادائیگی کی فکر ہر وقت دامن گیر رہنی چاہئے، بعض لوگ وسائل ہوتے ہوئے بھی قرض ادا کرنے میں حیلے بہانے کرتے رہتے ہیں، حالانکہ احادیث میں سخت ترین وعیدیں آئی ہیں، نسائی شریف میں ایک حدیث ہے

”عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُصَلِّیْ عَلٰی رَجُلٍ عَلَیْہِ دَیْنٌ فَاُتِیَ بِمَیِّتٍ فَسَأَلَ اَعَلَیْہِ دَیْنٌ قَالُوْا نَعَمْ عَلَیْہِ دِیْنَارَانِ قَالَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ قَالَ اَبُوْقَتَادَةَ ھُمَا عَلَیَّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَصَلّٰی عَلَیْہِ الخ (نسائی شریف ۲۱۵)“

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے آدمی کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے کہ جس کے ذمہ قرض ہو۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جنازہ لایا گیا، تو نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا اس کے اوپر دین یعنی قرض ہے؟ تو حضرات صحابہؓ نے فرمایا: کہ ہاں اس کے اوپر دو دینار قرض ہیں، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم لوگ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو میں نہیں پڑھوں گا، تو حضرت ابو قتادہؓ آگے بڑھے اور کہا کہ ”ھُمَا عَلَیَّ“ یعنی ان دونوں دینار کی ادائیگی میرے ذمہ ہے، تب حضورؐ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

دوستو! اس حدیث میں ہمارے لئے عبرت کا مقام ہے کہ ہم اسباب کے باوجود لوگوں کا لاکھوں کا قرضہ روکے رکھتے ہیں حالانکہ موت کا کچھ پتہ نہیں کب اور کس وقت آجائے، اللہ تعالیٰ قرض کی مصیبت سے ہم تمام کو محفوظ رکھے۔

قرض کی مدت متعین نہیں ہوتی

دوستو...... یہ بات بھی یاد رہے کہ ایک ہوتا ہے قرض اور ایک ہوتا ہے دین، دین میں مدت متعین ہوتی ہے، اور قرض میں نہیں ہوتی، چنانچہ ادائے قرض کی مدت اگر مقرر بھی کردی جائے، تو مقرر نہیں ہوتی، قرض خواہ کو ہر وقت مطالبہ کا حق رہتا ہے، آجکل ہمارے معاشرہ میں یہ ہوگیا کہ قرض لیکر دینا نہیں چاہتے، ہزاروں روپے غیر ضروری کاموں میں خرچ کرتے رہتے ہیں، مگر قرض ادا نہیں کرتے، بلکہ جب مانگو تو برا مانتے ہیں، اور لڑنے کو تیار ہوجاتے ہیں، حالانکہ جس طرح خوشامد سے قرض لیا تھا، اسی طرح خوشی سے ادا بھی کرنا چاہئے۔

قرض محبت کی قینچی ہے

اسی لئے کہا گیا کہ قرض دے کر محبت ختم ہوجاتی ہے عربی میں کہاوت ہے، ”اَلْقَرْضُ مِقْرَاضُ الْمَحَبَّةِ“ یعنی قرض محبت کی قینچی ہے،

Scanned by CamScanner

حالانکہ اگر گہری اور عمیق نظر سے دیکھا جائے، اور دل کی گہرائیوں سے سوچا جائے، تو معلوم ہوگا کہ قرض سے محبت بڑھتی ہے، آپسی تعلقات میں اضافہ ہوتا ہے، ایک دوسرے کی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے لیکن قرض لیکر دینے میں حیلے بہانے کرے تو پھر وہ محبت کو ختم کردیتا ہے اور پہلے تعلقات بھی خطرہ میں پڑجاتے ہیں، زندگی کا مزہ بگڑ جاتا ہے حالانکہ قرض حسنہ تو محبت اور تعلقات پیدا کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

قرض حسنہ کسے کہتے ہیں

دوستو! قرض حسنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قرض کو بغیر سود کے دیا جائے، حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی مشکلوں میں سے دنیا کی کوئی مشکل دور کردیگا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی مشکل دور کردیگا، اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا کام بنائے گا اللہ اس کا کام بنائیگا، اسی لئے کہا گیا ہے کہ اگر کوئی قرض دار وقت پر قرض ادا نہ کرے تو اس کو مہلت دو اور اس کی مشکل آسان کردو۔

قرض کی مہلت

دوستو! اگر ہم کسی کا قرض وقت پر ادا کرنے سے قاصر ہیں، مجبور ہیں، تو قرض خواہ کے پاس جاکر معذرت کرنی چاہئے، نہ یہ کہ اس سے راہ فرار اختیار کرے، یا قرض خواہ سے بچ بچ کر اور چھپ چھپ کر چلے، ملنا جلنا بھی چھوڑ دے، اس سے بجائے محبت کے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

دوستو! اللہ تعالیٰ اپنے مفلس، محتاج بندوں پر بڑا مہربان ہے، ارشاد ربانی ہے: "وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْـرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ" "قرض خواہوں سے کہا گیا، کہ اگر مقروض مفلس اور تنگ دست ہو تو اس کو مہلت دو، اور توفیق و وسعت ہو

تو بخش دو، یعنی سب قرض معاف ہی کردو، مشہور حدیث ہے کہ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

حضرت ابوقتادہ ﷺ نے سارا قرضہ معاف کردیا

حضرت ابوقتادہ ﷺ کسی شخص سے اپنا قرض طلب کرتے تھے، وہ آدمی چھپ، جاتا تھا، حضرت ابوقتادہؓ نے اس سے پوچھا تو ایسا کیوں کرتا ہے اس نے جواب، دیا تنگدستی کی وجہ سے، ابوقتادہ نے اس سے تنگدست ہونے کی قسم لی، اس نے قسم کھالی، آپ نے اس کی تحریر منگوا کر اس کو دیدی، اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص تنگدست کو مہلت دے یا اس کے قرض کو معاف کردے، تو اللہ تعالیٰ اس کو روز قیامت کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا (مسلم)

رسول ﷺ کے فرمان کی شہادت

دوستو! ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے کہ قیامت کے دن جس شخص پر سب سے پہلے اللہ کا سایہ ہوگا وہ شخص ہوگا جس نے کسی تنگدست کو ادائے قرض کی مہلت اس وقت تک دی ہو جب تک اس کو میسر آئے، یا اپنا مطالبہ بالکل صاف کردیا ہو، اور کہہ دیا ہو میں اپنے حق سے اللہ کے واسطے تجھے سبکدوش کرتا ہوں، اور معافی کے بعد تحریر بھی جلادی ہو، بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ جو آدمی قرض دار سے قرض کو دور کریگا یا مٹائیگا تو قیامت کے دن وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔

Scanned by CamScanner

قرض کی بدولت مغفرت

دوستو..... قرض کا دینا اور اس کا معاف کرنا بہت خوش نصیبی کی بات ہے، حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ گذشتہ قوموں میں سے فرشتوں نے ایک آدمی کی جان قبض کی، اور روح سے پوچھا کیا کبھی تو نے نیک کام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں، ملائکہ نے کہا یاد کر لے، اس نے کہا کہ اور تو نیکی نہیں کی، ہاں اتنی بات ضرور تھی کہ میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا، اور میں نے اپنے کارندوں سے کہہ دیا تھا کہ فراخ دست کو ادائیگی کی مہلت دیا کرو، اور تنگدست سے بالکل ہی درگذر کر لیا کرو، اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم بھی اس شخص سے درگذر کرو (مسلم)

معلوم ہوا کہ قرض دار سے درگذر کرنا بھی مغفرت کا سبب ہے، اور بڑی خیر اور بھلائی کا ذریعہ ہے۔

حضرت امام اعظمؒ نے اپنا سارا قرض معاف کر دیا

دوستو! ایک عجیب وغریب عبرت آموز واقعہ حضرت شقیق بلخیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک روز حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ساتھ جا رہا تھا، دیکھتا کیا ہوں کہ سامنے سے ایک آدمی آ رہا ہے، اس نے ہمیں دیکھ کر راستہ بدل دیا، اور دوسری گلی میں مڑ گیا، حضرت امام اعظمؒ اس کو پکار رہے ہیں کہ تم نے راستہ کیوں بدل دیا؟ سیدھے چلے آؤ، وہ بے چارہ مارے شرم کے کھڑا ہو گیا، حضرت امام اعظمؒ نے اس سے پوچھا کہ تم نے راستہ کیوں بدل دیا تھا اس نے کہا کہ حضرت دس ہزار کی رقم میرے ذمہ باقی ہے، ادا کرنے میں تاخیر ہو گئی ہے، اس لئے آپ کو دیکھ کر سخت ندامت ہوئی، اور نظر ملانے کی

ہمت نہیں ہوئی، اسی بنا پر دوسری گلی کی طرف مڑ گیا تھا۔

حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا سبحان اللہ بس اتنی سی بات کے لئے تم نے مجھے دیکھ کر راستہ بدل دیا، اور مجھ سے چھپنے کی کوشش کی، جاؤ میں نے تمہارا سارا قرضہ معاف کر دیا اور مزید برآں اس مقروض سے معافی مانگی کہ تمہارے دل میں میری وجہ سے ندامت یا دہشت کی جو کیفیت پیدا ہوئی ہے خدا کے واسطے اسے معاف کر دو۔ (مناقب موفق ص ۲۳۹)

دوستو یہ تھے اللہ کے مقبول بندے کہ قرض بھی معاف کر دیا اور خود مقروض سے معافی بھی مانگ لی، قرض ہی کے سلسلے میں ایک دوسرا واقعہ سماعت کیجئے۔

ایک مقروض کی جیل سے رہائی

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ اپنے زمانہ کے مشہور امام اور برگزیدہ عالم شیخ ابراہیم بن عیینہ کو لوگوں نے اپنے قرضوں کی وجہ سے گرفتار کر کے جیل بھیج دیا، امام اعظمؒ کو ان کے قید ہونے کی خبر پہونچی تو بے حد رنجیدہ ہوئے ان کے متعلقین سے پوچھا کہ کتنا قرض ہے؟ بتایا گیا کہ چار ہزار درہم سے بھی زیادہ ہے، امام اعظمؒ نے پھر معلوم کیا کہ قرضہ کی ادائیگی کے لئے کسی اور سے بھی کچھ رقم لی گئی ہے؟ بتایا گیا کہ ہاں لی ہے، آپ نے فرمایا کہ سب کی رقم واپس کر دو ابراہیم بن عیینہ کا سارا قرضہ میں تنہا ادا کروں گا، چنانچہ امام اعظمؒ نے ان کی ساری رقم ادا کر دی اور ان کو جیل سے رہا کرا دیا۔

قرض لینے میں کمال احتیاط

دوستو اور بزرگو قرض خواہ کو چاہئے کہ وہ قرض وصول کرنے میں احتیاط سے کام لے، چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند نہیں تھا کہ کسی مسلمان سے قرض لیکر پھر اس سے کوئی مالی فائدہ حاصل کریں

Scanned by CamScanner

"قُلْ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ" حضور ﷺ کے کمال احتیاط کی ایک نظیر ہمارے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی زندگی میں بھی ملتی ہے چنانچہ ان کے بارے میں منقول ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کی دیوار کے سایہ میں بھی نہیں چلتے تھے جس پر ان کا کوئی قرض ہوتا تھا ان کی یہ احتیاط اس حدیث کے پیش نظر ہوتی تھی "كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبٰوا" یعنی جو بھی قرض کوئی منفعت کھینچ کر لائے تو وہ سود ہے۔

اس لئے دوستو! قرض دار کو چاہئے کہ وہ قرض کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی سے کام نہ لے، اللہ تبارک وتعالیٰ سے بھی دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ادائیگی کے اسباب مہیا فرمادے۔

ادائے قرض کی دعا

میرے محترم دوستو! حضرات انبیاء، صحابہ، اولیاء اور علماء نے قرض لیا بھی ہے، اور دیا بھی ہے، اور قرض کے ادا کرنے کی دعائیں بھی سکھی ہیں، حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک دن مسجد میں تشریف لے گئے، وہاں دیکھا کہ ایک انصاری صحابی جن کو ابو امامہ کہا جاتا تھا بیٹھے ہیں، حضور اقدس ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے ابو امامہ کیا بات ہے میں تم کو نماز کے وقت کے علاوہ مسجد میں بیٹھا دیکھ رہا ہوں، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بہت سے تفکرات اور قرضے میرے ذمے پڑ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا کلام نہ بتادوں جسے پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے تفکرات دور فرمادے گا اور تمہارے قرضے ادا فرمادے گا، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور ارشاد فرمایئے، اس پر حضور ﷺ نے یہ دعا بتائی "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ

مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ" اور فرمایا کہ اس کو صبح وشام پڑھا کرو، ان صاحب کا بیان ہے کہ میں نے اس پر عمل کیا تو اللہ پاک نے میری فکرمندی دور فرمادی، اور قرض بھی ادا فرمادیا (سنن ابی داؤد)

تفسیر طبرانی میں ایک روایت ہے کہ ایک جمعہ کو نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو نماز میں نہ دیکھا تو آپ از خود ان کے گھر تشریف لے گئے، اور فرمایا اے معاذ کیا بات ہے، آج میں نے تم کو نہیں دیکھا، عرض کیا یا رسول اللہ ایک یہودی کا میرے ذمہ ایک اوقیہ (چالیس درہم) قرض تھا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے گھر سے نکلا، راستہ میں اس یہودی نے مجھ کو روک لیا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے معاذ کیا میں تمہیں ایسی دعاء نہ بتاؤں کہ اگر تمہارے ذمہ پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ادا کردیں دعاء یہ ہے "اللهم مالك الملك الخ (آل عمران)" پڑھے اس کے بعد رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَللّٰهُمَّ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ عَنِ الْفَقْرِ، وَتَوَفَّنِيْ فِيْ عِبَادَتِكَ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِكَ (تفسیر قرطبی ص ۵۲ ج ۱)

ادائے قرض کی ایک اور جامع دعا

حضرت علیؓ کے پاس ایک مکاتب غلام آیا اور اس نے آکر کہا کہ میرے پاس مال نہیں ہے اور میں بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوں، لہٰذا میرا تعاون کیجئے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو رسول ﷺ نے مجھے سکھائے تھے کہ اگر تمہارے اوپر پہاڑ کے

برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی کی شکل پیدا فرمادیں گے۔

چنانچہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کہو "اَللّٰهُمَّ اكْفِنِىْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (ترمذی ص ۱۹۶ ابواب الدعوات)"۔

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہمارے اکابر، بزرگانِ دین اور علمائے کرام نے قرض کی ادائیگی کے لئے بہت سے عمل تحریر فرمائے ہیں، چنانچہ حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ نے اپنے مریدین و متعلقین کی درخواست پر کچھ عمل تحریر کئے ہیں۔

ادائے قرض کا ایک اہم وظیفہ

ایک صاحب نے قرض کی زیادتی اور پریشانی کی شکایت کی، اور لکھا کہ ادائیگی قرض کا کوئی وظیفہ بتادیجئے! حضرت نے فرمایا کہ ادائیگی قرض کے لئے روزانہ ہر نماز کے بعد اول آخر درود شریف اور ایک سو گیارہ مرتبہ یافتاح پڑھکر دعا کریں۔

قرض وصول کرنے کا عمل

اسی طرح حضرت قاری صاحبؒ کے پاس کسی مرید نے لکھا کہ حضرت میری کچھ رقم ایک صاحب کے پاس ہے، وہ دینے میں ٹال مٹول کررہا ہے، کوئی عمل ارشاد فرمایئے، حضرت نے جواب دیا یَا عَزِیْزُ یَا لَطِیْفُ پڑھتے ہوئے اس سے بات کیجئے، انشاء اللہ تمہاری رقم واپس ہوجائیگی۔

آخری پیغام

حاضرین جلسہ...... بس آخر میں آپ حضرات کی خدمت میں یہ گذارش اور التماس کرنا چاہتا ہوں کہ ہر کلمہ پڑھنے والا مسلمان آپس میں

ایک دوسرے کی خیر خواہی، بھلائی اور ہمدردی کرے، اور قرض حسنہ دینے سے گریز نہ کرے، اللہ پر توکل و اعتماد کرتے ہوئے اپنی ہمت و وسعت کے مطابق قرض حسنہ دینے کا مزاج بنائیں اور اپنے مؤمن محتاج بھائیوں کی مدد کرکے اللہ کی رحمت کے مستحق بنیں، اور "مَنْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً" کا مصداق بنیں، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ اگر توفیق نہ دے تو انسان کے بس کی بات نہیں
فیضانِ محبت عام تو ہے عرفانِ محبت عام نہیں

وماتوفیقی الا باللہ

Scanned by CamScanner

بسم الله الرحمن الرحيم

انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت

الحمد لله و كفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد.

فاعوذ با لله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم.

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰى فِيْ مَقَامٍ آخَرَ: لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ.

گر جاں طلب کنی مضائقہ نیست
گر زر طلب کنی سخن دریں است

گرامی قدر حضرات برادران اسلام اور راہ خدا میں خرچ کرنے

والے دوستو اور بزرگو اور میرے نوجوان بھائیو! آج کی اس مبارک محفل میں قرض مجازی یعنی اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی فضیلت پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا ثواب اور اس کے فوائد و ثمرات کیا ہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں آپ حضرات کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح بات کہنے اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

قرض حسنہ کی تفسیر

عزیزان ملت فرزندان توحید۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا ہے" من ذی الذی یقرض الله قرضا حسنا" جو شخص اللہ تعالیٰ کو قرض دے گا قرض حسنہ تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب بڑھادیں گے بہت زیادہ بڑھانا، اور یاد رہے کہ اس کے بڑھانے کی کوئی حد متعین نہیں، اس لئے کہ خداوند ذوالجلال معاذ اللہ حاجت کی بنا پر تو قرض نہیں مانگتے، بلکہ تم سے اس لئے قرض مانگتے ہیں تا کہ ایک پیسہ کے بیشمار پیسے اس کے عوض عطا کریں، جیسے باپ اپنے چھوٹے سے بچے کو ایک پیسہ دیتا ہے، اور پھر کہتا ہے کہ بیٹا یہ ایک پیسہ ہم کو قرض دیدو، جب وہ بچہ باپ کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے تو باپ بصد ہزار محبت و پیار اس کے ہاتھ پر اس سے زیادہ یعنی ایک دینار رکھ دیتا ہے، اسی طرح اگر بندہ خلوص و محبت کے ساتھ اللہ کی راہ میں تھوڑا سا مال بھی خرچ کرے تو اس کے اجر و ثواب کی کوئی حد مقرر نہیں، حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک کھجور یا چھوارہ بھی کوئی آدمی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر احد پہاڑ کے برابر بڑھا دیتے ہیں۔

مذکورہ آیت کا شان نزول

دوستو حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب قرآن کریم میں یہ آیت

''مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ'' نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے امت کے لئے سات سو گنا سے بھی زیادہ اضافہ کی درخواست کی، تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ''۔

میرے محترم دوستو...... یہ بات بھی یادر کھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی سے قرض لینے کی ذرہ برابر بھی حاجت اور ضرورت نہیں ہے، وہ اپنے خزانے سے جس کو چاہے کم دے، اور جس کو چاہے وسعت اور کشادگی کے ساتھ مرحمت فرمادے، جس طرح تم دنیا میں خالی ہاتھ آئے تھے، اسی طرح خالی ہاتھ اس کی طرف لوٹ جاؤ گے، اس آیت شریفہ کا تقاضا تو یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم سے قرض کے نام سے بھی نہ مانگتا اور نہ کسی معاوضہ کا وعدہ فرماتا تب بھی اپنے تمام مال کو اس کے لئے حاضر کر دیتے، کیونکہ یہ مال اور یہ جان اور یہ وجود سب اسی کا دیا ہوا ہے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

قرض کے مجازی معنی

میرے دوستو...... آیت شریفہ کا اصل مضمون یہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں خوب اجر و ثواب عطا فرمائیں گے، گویا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا نام مجازاً قرض رکھ دیا، جس طرح قرض کو واپس لوٹانا ضروری ہوتا ہے، اسی طرح راہ خدا میں خرچ کرنے کا عوض بھی ضرور بالضرور ہم کو واپس لوٹا دیا جائے گا، ہم جو کچھ بھی خرچ کریں گے وہ اللہ کے بینک میں محفوظ

ہو جائیگا، ہمارے دنیاوی بینک میں تو چوری بھی ہو جاتی ہے، کھاتوں میں گڑبڑی، گھپلہ بازی اور دھوکہ دھڑی بھی ہو جاتی ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے بینک میں کسی طرح کی خرد برد نہیں ہوتی، نہ کسی کو اس کی طرف انگشت نمائی کی مجال ہے۔

لوگوں کے تین فرقے

امام محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ جب یہ آیت ''من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا'' نازل ہوئی تو اس آیت کو سن کر لوگوں کے تین فرقے ہو گئے۔

پہلا فرقہ

پہلا فرقہ ان بدنصیب لوگوں کا ہوا جنہوں نے یہ آیت سن کر کہا کہ نعوذ باللہ محمد ﷺ کا رب ہمارا محتاج ہے، اور ہم غنی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب قرآن کی آیت ''لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ '' سے دیا، دوسرا فرقہ ان لوگوں کا ہوا جنہوں نے اس آیت کو سن کے اس کے خلاف کیا، اور بخل ہی کو اختیار کئے رہے، مال کی طرف زیادہ رغبت اور اس کی حرص نے ان کو اس طرح باندھے رکھا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کی توفیق ہی نہیں ہوئی، تیسرا فرقہ ان مخلص مسلمانوں کا ہوا جنہوں نے فوراً اس آیت پر عمل کیا، اور اپنا پسندیدہ مال اللہ کے راستے میں بے دریغ خرچ کیا۔

حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز واقعہ

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب یہ آیت ''من ذی الذی یقرض اللہ قرضا حسنا'' نازل ہوئی، تو حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ نے بطور مسرت اور لذت عرض کیا یا رسول اللہ...... کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض لینا

Scanned by CamScanner

چاہتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اے ابوالدحداح! حضرت ابوالدحداح نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے پاس دو باغ ہیں، اور ان دو باغوں کے علاوہ میری ملکیت میں کچھ بھی نہیں، میں دونوں باغ اللہ کو قرض دیتا ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک باغ خدا کے لئے دیدو، اور ایک باغ اپنے اہل وعیال کے گذر بسر کے لئے رہنے دو، حضرت ابوالدحداح ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان دونوں باغوں میں سے جو سب سے بہتر باغ ہے، جس میں چھ سو کھجور کے درخت ہیں، وہ اللہ کے لئے دے دیا، حضور ﷺ نے فرمایا: ''اِذَنْ یَجْزِیَكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ'' تب تو اللہ تعالیٰ تم کو جنت میں باغ دیگا، حضرت ابوالدحداح ؓ آپ ﷺ کے پاس سے اٹھے، اور اپنے اس بڑے اور عمدہ باغ میں پہنچے جس کو اللہ تعالیٰ کی نذر کر آئے تھے، ابوالدحداح ؓ کی بیوی ام دحداح اور ان کے بچے اسی باغ میں تھے، اور پھل کھا رہے تھے، بچے درختوں کے سایہ میں کھیل رہے تھے، حضرت ابوالدحداح ؓ باغ میں داخل ہوئے، بیوی سامنے آئیں، تو ابوالدحداح ؓ یہ شعر پڑھنے لگے۔

هَدَاكِ رَبِّیْ سُبُلَ الرَّشَادِ

اِلٰی سَبِیْلِ الْخَیْرِ وَالسَّدَادِ

وَبِیْنِیْ مِنَ الْحَائِطِ بِالْوَدَادِ

فَقَدْ مَضٰی قَرْضًا اِلَی التَّنَادِ

جن کا ترجمہ یہ تھا (اے میری محبوب بیوی) اللہ تعالیٰ تجھ کو رشد وہدایت اور خیر اور درستگی کے راستے پر چلائے، اس باغ سے خوشی ومسرت کے ساتھ ابھی علیحدہ ہوجاؤ، اور باہر چلی جاؤ، یہ باغ اللہ تعالیٰ کو

قیامت تک کے لئے قرض دیدیا ہے، جس کا نہ کوئی احسان ہے، اور نہ اس کو واپس لینا ہے، صرف اضعافا مضاعفۃ ثواب کی امید پر قرض دیا ہے، لہذا اسی وقت بچوں کے ساتھ اس باغ سے باہر نکل جاؤ، یہ باغ اللہ تعالیٰ کا ہوچکا ہے، ہمارا نہیں رہا۔

ام دحداح نے شوہر کا یہ کلام سنا تو پہلے ان کو مبارکباد دی، اور پھر کہا ''رَبِحَ بَیْعُكَ بَارَكَ اللّٰهُ فِیْ مَا اشْتَرَیْتَ'' کہا کہ آپ کی تجارت نفع بخش ہو، اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے اس چیز میں جس کو آپ نے خریدا ہے، اس کے بعد شوہر کی نظم کا جواب نظم ہی میں دیا اور یہ شعر پڑھنے شروع کئے۔

بَشَّرَكَ اللّٰهُ بِخَیْرٍ وَفَرَحِ

مِثْلُكَ اَدّٰی مَا لَدَیْهِ وَنَصَحِ

قَدْ مَتَّعَ اللّٰهُ عَیَالِیْ وَمَنَحِ

بِالْعَجْوَةِ السَّوْدَاءِ وَالزَّهْوِ الْبَلَحِ

جن کا ترجمہ یہ تھا کہ آپ کو خیر اور فرحت کی بشارت ہو آپ جیسا ہی ایسے حوصلہ کا کام کرسکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے میرے بچوں کو قسم قسم کی کھجوریں دی ہیں، اگر ایک باغ خدا کو دیدیا تو کیا ہوا، بندہ جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع اور آخرت کی درستگی کے لئے کرتا ہے، یعنی خدا تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں، نیکی کرنے سے خود بندہ کو اس کا نفع ملتا ہے، اور گناہوں کا وبال دور ہوتا ہے۔

اس کے بعد ام دحداح بچوں کی طرف متوجہ ہوئیں، بچوں نے جو کھجوریں دامنوں میں لے رکھی تھیں وہ دامن جھٹک دئے، اور جو کھجوریں بچوں کے منہ میں تھیں وہ انگلی ڈال کر نکال دیں، اور بچوں سے کہا کہ اس باغ سے نکلو، اور پھر اسی وقت دوسرے باغ میں منتقل ہوگئیں، آپ ﷺ کو جب اس کی

Scanned by CamScanner

اطلاع ہوئی، تو فرمایا: کہ ابوالدحداح کے لئے جنت میں نامعلوم کتنے بیشمار لمبے لمبے کھجور کے درخت ہیں اور کتنے وسیع اور کشادہ مکانات ہیں، (تفسیر قرطبی)

حضرات صحابہؓ خرچ کرنے میں پیش پیش تھے

گرامی قدر دوستو! حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے دین کے ہر موقع پر اپنے مال اور جان کی بازی لگادی، چنانچہ غزوۂ تبوک کے موقع پر آنحضور ﷺ نے چندہ کی اپیل کی تو حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمان غنی ؓ نے حیرت انگیز مقدار میں صدقات پیش کئے، حضرت ابوبکر نے تو سارا کا سارا مال پیش کردیا، حضرت عمر ؓ نے گھر کا آدھا مال پیش کیا، اسی موقع پر حضرت عمر ؓ کے دل میں یہ بات آئی کہ شاید میں آج حضرت ابوبکر ؓ سے بڑھ جاؤں گا، چنانچہ ابوبکر ؓ سے معلوم کیا گیا کہ آپ کتنا مال لیکر آئے ہو؟ فرمایا کہ گھر کا سارا مال لیکر آیا ہوں، اور گھر میں صرف اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑ کر آیا ہوں، حضرت عمر ؓ نے دیکھ کر کہا کہ میں حضرت ابوبکر ؓ سے ہرگز نہیں بڑھ سکتا، میں تو صرف گھر کا آدھا مال لایا ہوں، بہرحال حضرت عثمان ؓ اس موقع پر اپنی آستین میں دینار بھر کر لائے، اور نبی کریم ﷺ کے سامنے ڈال دیئے، اور آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو خوب دعائیں دیں۔

راہ خدامیں مالی ایثار

صاحب مشکوۃ نے باب مناقب عثمان کے تحت ایک روایت نقل کی ہے کہ آنحضور ﷺ جب غزوۂ تبوک کے موقع پر مالی امداد کے لئے لوگوں کو شوق اور رغبت دلارہے تھے تو حضرت عثمان ؓ آپ کی پر جوش تلقین سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ: اللہ کی راہ میں کام آنے کے لئے

سواونٹ مع سازوسامان کے میں اپنے ذمہ لیتا ہوں، پھر اللہ کے رسول نے اسی مجلس میں مزید جوش اور رغبت دلائی کہ جنگ کے لئے امداد وتعاون کی ضرورت ہے، تو حضرت عثمان ؓ دوبارہ کھڑے ہوئے اور دوسواونٹ مع سازوسامان کے پیش فرمائے، اس کے بعد آقائے نامدار ﷺ نے پھر رغبت دلائی، تیسری مرتبہ حضرت عثمان ؓ کھڑے ہوئے اور تین سواونٹ مع سازوسامان کے اپنے ذمہ لئے، گویا کہ حضرت عثمان غنی ؓ نے چھ سواونٹ مع سازوسامان کے غزوۂ تبوک میں پیش کئے۔

دوستو ہمارے علمائے کرام نے اسی حدیث سے مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ جس طرح نبی ﷺ نے دینی نشرواشاعت کے لئے چندہ کی اپیل کی ہے ہم لوگ بھی دینی کاموں کی اشاعت کے لئے جوش اور شوق رغبت اور ترغیب دلاکر چندہ کی اپیل کرسکتے ہیں، البتہ لینے اور دینے میں اخلاص پیش نظر رہنا چاہئے۔

اخلاص کے ساتھ خیرات کرنا

دوستو اور بزرگو...... ہم لوگ خیرات کرتے ہیں، صدقات دیتے ہیں، زکوۃ وفطرات ادا کرتے ہیں، غرباء وفقراء کا خیال رکھتے ہیں، مگر دوستو آج ہم دیکھا دیکھی اور رسم ورواج سمجھ کر تنگدلی سے ناک بھوں چڑھا کر امداد تو کردیتے ہیں، مگر خوشدلی سے نہیں کرتے، زکوۃ فرض ہے بس زکوۃ دے کر فرض کی ادائیگی سمجھ لیتے ہیں اسی طرح ہم لوگ صدقہ وخیرات بھی نکالتے ہیں، لیکن غربا، فقراء کو دے کر سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے ان پر بہت بڑا احسان کردیا، دوستو ایسی صورت میں مکمل ثواب نہیں ملتا، بلکہ ہمیں اپنے اندر اخلاص پیدا کرنا چاہئے اور خوش دلی سے دینا چاہئے، لہذا جب ہم زکوۃ دیں، صدقہ فطر ادا کریں تو اخلاص کے ساتھ خوش دلی سے ادا کریں، اخلاص کا

Scanned by CamScanner

مطلب یہ ہے کہ اپنی ذاتی کوئی غرض اور مفاد نہ ہو بلکہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم اور فرمان سمجھ کر خرچ کریں۔

اخلاص کے تین درجے

حضرات علماء نے لکھا ہے کہ اخلاص کے ساتھ خیرات کرنے کے تین درجے ہیں، ادنی درجہ، متوسط درجہ، اعلی درجہ، ادنی درجہ ''الحسنة بعشر امثالها'' ہے یعنی اگر ادنی درجہ کے اخلاص کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو ایک روپیہ خرچ کرنے پر دس روپیہ کا ثواب ملیگا، غرضیکہ کوئی بھی نیک کام ادنی درجہ کے اخلاص کے ساتھ کیا تو دس گنا ثواب ملیگا، قرآن کریم نے کہا ''مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا''

اور متوسط درجہ ہے ''سبع مائة ضعف'' یعنی اگر متوسط درجہ کے اخلاص کے ساتھ کوئی بھی نیک کام کرے تو اس کا ثواب سات سو گنا بڑھ کر ملیگا، قرآن کریم میں اس کی مثال بیان فرمائی ''مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ'' اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی آدمی ایک روپیہ خرچ کرے تو اس کو سات سو روپے خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

اخلاص کا تیسرا درجہ اور یہ اعلی درجہ ہے کہ اگر آدمی اعلیٰ درجہ کے اخلاص اور حسن نیت کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کریگا تو اعلیٰ درجہ کا ثواب ملیگا، اور اس کی کوئی انتہا نہیں، قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''واللہ یضعف لمن یشاء'' اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بہت زیادہ بڑھا کردیتے ہیں، اور اس کے بڑھانے کی کوئی حد نہیں۔

اعلی درجہ کا صدقہ

دوستو! ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ سب سے زیادہ ثواب والا صدقہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سب سے اعلی درجے کا صدقہ یہ ہے کہ تم اپنی صحت کی حالت میں صدقہ کرو اور ایسے وقت صدقہ کرو جب تمہارے دل میں مال کی محبت ہو اور دل میں یہ خیال ہو کہ یہ مال ایسی چیز نہیں ہے کہ اسے یوں ہی لٹا دیا جائے اور مال خرچ کرنے میں تکلیف بھی ہورہی ہو، اس حالت میں یہ بھی اندیشہ ہے کہ اس صدقہ کرنے کے نتیجے میں بعد میں فقر کا شکار ہوجاؤں گا، اور بعد میں معلوم نہیں کیا حالات ہوں؟ اس وقت صدقہ کروگے تو وہ بڑا اجر والا ہوگا، اس کے بعد فرمایا کہ صدقہ دینے کا دل میں خیال آیا ہے تو اس کو ٹالو نہیں اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بعض لوگ صدقہ کرنے کو ٹالتے رہتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ جب مرنے کا وقت بالکل قریب آجائے گا اس وقت کچھ وصیت کرجائیں گے کہ مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلاں کو دیدینا، اور اتنا مال فلاں کو دیدینا، اور اتنا مال فلاں کام میں لگادینا وغیرہ وغیرہ، تو حضور اکرم ﷺ فرمارہے ہیں کہ تم تو یہ کہہ رہے ہو کہ اتنا مال فلاں کو دیدینا، ارے اب تو وہ تمہارا مال ہی نہیں، وہ تو کسی اور کا ہوگیا، کیوں؟ اس لئے کہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بیماری کی حالت میں کوئی صدقہ کرے یا صدقہ کرنے کی وصیت کرے کہ اتنا مال فلاں کو دے دیا جائے یا ہبہ کرے اور اسی بیماری میں اس کا انتقال ہوجائے، اس صورت میں صرف ایک تہائی مال کی حد تک صدقہ نافذ ہوگا اور باقی دو تہائی ورثہ کو ملے گا، اس لئے کہ وہ وارثوں کا حق ہے، مرنے سے پہلے بیماری ہی میں اس مال کے ساتھ ورثاء کا حق متعلق ہوجاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

سوچا یہ تھا کہ آخری عمر میں جا کر صدقہ جاریہ میں لگا دیں گے، تو ساری عمر ثواب ملتا رہے گا، حالانکہ وہ تو حالت مجبوری کا صدقہ ہے اور اجر وثواب والا صدقہ تو وہ ہے جو صحت کی حالت میں مال کی ضرورت، محبت اور اس کے جمع کرنے کے خیال کے وقت کیا جائے۔

یہاں یہ بات سمجھ لیجئے کہ بعض لوگ وصیت کے خواہش مند تو ہوتے ہیں کہ صدقہ جاریہ میں کوئی چیز لگ جائے اور مرنے کے بعد بھی اسکا ثواب ملتا رہے، لیکن اگر وہ اپنی زندگی میں صحت کی حالت میں یہ وصیت لکھ گئے کہ میرے مرنے کے بعد اتنا مال فلاں ضرورت مند کو دیا جائے تو یہ وصیت صرف ایک تہائی کی حد تک نافذ ہوگی، ایک تہائی سے زیادہ میں نافذ نہیں ہوگی، اسی لئے نبی کریم ﷺ فرمارہے ہیں کہ جب نیکی اور صدقہ کرنے کا داعیہ دل میں پیدا ہوتا ہے اسی وقت اس پر عمل بھی کرلو۔

اپنی آمدنی کا ایک حصہ صدقہ کرنے کے لئے علیحدہ کردو اور اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اگر انسان اس پر عمل کرلے تو پھر صدقہ کرنے کی توفیق ہوجاتی ہے، ورنہ ہم تو نیک کام کو ٹالنے کے عادی بن چکے ہیں، وہ طریقہ یہ ہے کہ آپ کی جو آمدنی ہے اس کا ایک حصہ مقرر کرلیں کہ یہ حصہ اللہ کی راہ میں صدقہ کریں گے، اللہ تعالی جتنی توفیق دے چاہے وہ دسواں حصہ مقرر کریں یا بیسواں حصہ وغیرہ، اور پھر جب آمدنی آئے اس میں سے وہ مقرر حصہ نکال کر علیحدہ رکھ دیں اور اس کے لئے کوئی لفافہ بنالیں، اس میں ڈالتے جائیں، اب وہ لفافہ خود یاد دلاتا رہیگا کہ مجھے خرچ کرو، کسی صحیح مصرف پر لگاؤ اس کی برکت سے اللہ تبارک وتعالی خرچ کرنے کی توفیق دیدیتا ہے، ورنہ اگر خرچ کرنے کا موقع سامنے آتا ہے تو آدمی سوچتا رہتا ہے کہ خرچ کروں یا نہ کروں، لیکن

جب وہ لفافہ موجود ہوگا پہلے سے اس کے اندر پیسے ہوں گے وہ خود یاد دلائیگا اور موقع سامنے آنے کی صورت میں سوچنے کی ضرورت پیش نہیں آئیگی، اسی طرح اگر ہماری مائیں اور بہنیں صبح شام آٹا گوندھتے وقت ایک مٹھی آٹا نکال کر کسی برتن میں جمع کرتی رہیں اور ہر ہفتہ اس کو خیرات کردیا کریں تو بڑے ہی اجر وثواب کی بات ہوگی پھر انشاء اللہ ثم انشاء اللہ گھر میں خیر وبرکت کا ظہور ہوگا، دوستو اگر ہر انسان اپنی حیثیت کے مطابق یہ معمول بنالے تو اس کے لئے خرچ کرنا آسان ہوجائیگا، خرچ کرنے کا جذبہ اس کے اندر پیدا ہوجائیگا، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی برکت سے کبھی وہ کسی کا حق نہیں دبائیگا، بلکہ حضرات صحابہؓ جیسا اخلاص اس کے اندر پیدا ہوجائیگا۔

حضرات صحابہ کا بے پناہ اخلاص

میرے محترم بزرگو اور دوستو...... اگر اخلاص دیکھنا چاہتے ہو تو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے صدقات وخیرات دینے کا مطالعہ کرو، ایک دفعہ کچھ حضرات صحابہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول: ہم اللہ کے راستہ میں کتنا مال خرچ کریں، تو اللہ تبارک وتعالی نے یہ آیت نازل فرمائی "وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ" "میرے بندے آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کتنا مال خرچ کریں، آپ ان سے فرمادیجئے کہ جو ضرورت سے زائد ہو اس کو خرچ کرو، حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ عفو سے مراد یہ ہے کہ جسکے لئے جتنا آسان ہو اتنا خرچ کردے، عفو کے معنی اوسط درجہ کے بھی آتے ہیں، یعنی خرچ کرنے میں نہ تو اسراف ہو اور نہ بخل ہو، خلاصہ یہ ہے کہ آدمی راہ خدا میں اتنا خرچ کرے کہ جس کے خرچ کرنے سے تکلیف نہ اٹھانی پڑے، حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

Scanned by CamScanner

فرمایا کہ سب سے بہتر صدقہ وہی ہے جو مالداری کے ساتھ ہو، یعنی آدمی اتنا بھی خرچ نہ کرے کہ خود فقیر ہو کر بیٹھ جائے، بلکہ درمیانی راہ اختیار کی جائے، قربان جایئے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے کہ بعض بعض صحابہ اپنا پورا مال خرچ کر دیا کرتے تھے، یہ ان کا اپنا ایثار تھا۔

حضرات صحابہ میں خرچ کرنے کا جذبہ

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک اشرفی ہے کسے دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جان پر خرچ کرو، عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور ہے فرمایا کہ اپنی اولاد پر خرچ کرو، عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور ہے تو فرمایا کہ وہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرو، پھر اس نے کہا کہ میرے پاس ایک اور ہے فرمایا کہ اپنے خادم کو دے دینا، اس نے کہا کہ میرے پاس ایک اور بھی ہے، فرمایا کہ اب تجھے اختیار ہے (رواہ ابوداؤد) گویا کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے پاس کچھ رکھنا ہی نہیں چاہتے تھے۔

تمام مال کو صدقہ کرنے کا جذبہ

چنانچہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی سونے کی خود (ٹوپی) لے کر جو کسی غنیمت میں اس کے ہاتھ لگی تھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میری طرف سے صدقہ لے لیجئے، تو حضور ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، پھر اس نے کئی مرتبہ اسی طرح کہا، تب آپ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ لا...... اور لیکر اس زور سے پھینکا کہ اگر اس کے سر میں لگ جاتی تو سر پھٹ جاتا، پھر فرمایا کہ تم لوگ اپنا سارا مال صدقہ کرنے

کے لئے آجاتے ہو اور پھر بیٹھ کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہو، یاد رکھو صدقات وہی مقبول ہوتے ہیں جو مالداری کے ساتھ ہوں، یعنی آدمی اپنا سارا مال خرچ نہ کرے کہ خود فقیر ہو جائے، (ابوداؤد) بلکہ اپنی ہمت اور وسعت کے مطابق خرچ کرے۔

میرے محترم دوستو! یہ تھا حضرات صحابہ کا جذبہ کہ اپنا سارا مال خرچ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے، چنانچہ امہات المؤمنین میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس خیرات کرنے کو کچھ بھی نہ تھا، صرف انگور کا ایک دانہ تھا وہی خیرات میں دے دیا، بعض سلف سے منقول ہے کہ ایک موقع پر انہوں نے صرف ایک پیاز کا صدقہ کیا گھر میں پیاز کے علاوہ کچھ بھی نہ ملا مجبوراً وہ پیاز جو سالن، ترکاری، سبزی میں ڈالتے ہیں وہی اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا، یہ تھیں ہماری مائیں اور اللہ کی نیک بندیاں۔

اللہ کے راستے میں بیشمار خرچ کرنا چاہئے

دوستو ایک مرتبہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماءؓ سے فرمایا، اے اسماء خیر کے راستہ میں خرچ کیا کرو اور گن گن کر نہ دیا کرو ورنہ اللہ بھی تمہارے حق میں گننا شروع کر دیگا، اور انفاق فی سبیل اللہ سے بچنے کے لئے بہت زیادہ حفاظت نہ برتو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی حفاظت کرنا شروع کر دیگا، اور کم از کم جو تجھ سے ہو سکے اس کے دینے سے دریغ نہ کرو، دوستو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ اگر تم اللہ کے راستے میں کثرت اور زیادتی کے ساتھ خرچ کرو گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اپنی رحمت کے دروازے کھول دیگا، اور اگر تم نے خرچ کرنے سے اپنا ہاتھ روک

Scanned by CamScanner

لیا ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اپنی رحمت اور نصرت کے دروازے بند کر دیگا۔

عَنْ اَسْمَاءؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَنْفِقِيْ وَلَاتُحْصِ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَاتُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَارْضَخِيْ مَااسْتَطَعْتِ (بخاری ومسلم)

صدقات کی ترغیب

تفسیر کبیر میں امام رازیؒ نے صدقات کی ترغیب میں حدیث نقل کی ہے کہ ایک روز حضور ﷺ نے لوگوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی تو جن کے پاس سونا چاندی تھا انہوں نے وہ صدقہ میں دیدیا، چنانچہ ایک شخص کھجور کے چھلکے لایا کہ میرے پاس اور کچھ نہیں ہے، بہرحال اس شخص نے اخلاص اور محبت کے ساتھ چھلکے ہی صدقہ میں دے دیئے، اسی طرح ایک اور شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ: میرے پاس کوئی چیز صدقہ کرنے کے لئے نہیں ہے البتہ میں اپنی قوم میں عزت دار آدمی سمجھا جاتا ہوں، میں اپنی عزت کی خیرات کرتا ہوں، کہ آئندہ مجھے کوئی آدمی کتنا ہی برا بھلا کہے میں اس سے ناراض نہیں ہوں گا۔

دوستو اور بزرگو! رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات اور صحابہ کرام کے طرز عمل سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ انفاق فی سبیل اللہ صرف مالداروں اور امیروں ہی کا حصہ نہیں ہے، بلکہ غریب اور فقیر بھی اس فضیلت کے حامل ہوسکتے ہیں، اپنی اپنی طاقت کے موافق اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کر کے اس عظیم فضیلت کو حاصل کرسکتے ہیں۔

انفاق فی سبیل اللہ کا مفہوم بہت وسیع ہے

دوستو! قرآن مجید میں انفاق فی سبیل اللہ کے مضمون کو بڑی وسعت کے ساتھ بیان فرمایا "اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ" کہ جو لوگ اپنے مالوں کو مالداری اور تنگی کی حالت میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کردیتے ہیں وہ اللہ کے محسنین بندوں میں سے ہیں آیت شریفہ میں مطلقا کہا گیا کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرو کیا خرچ کریں اس کو متعین نہیں کیا۔

دوستو! آیت کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں مال ودولت کا خرچ کرنا ضروری نہیں بلکہ جو کچھ بھی محبت اور اخلاص کے ساتھ خرچ کیا جائیگا وہی عند اللہ مقبول ہوجائیگا، اور اجر وثواب مرتب ہوگا۔

مثلا جو شخص اپنا وقت اپنی محنت اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو وہ بھی انفاق فی سبیل اللہ کی صفت کے ساتھ متصف کیا جاتا ہے، میرے شیخ ومرشد حضرت اقدس مفتی شاہ مظفر حسین صاحبؒ ناظم اعلیٰ مظاہر علوم وقف فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایک آدمی روپیہ پیسے سے مدارس ومساجد کی امداد نہیں کرسکتا تو اچھے مشوروں سے باہمی میل جول سے اور محبت ومودت سے تو تعاون کرسکتا ہے، لہذا مخالفت بالکل نہ کرے، مدارس، مساجد کی مخالفت سے دین کی مخالفت لازم آتی ہے، اور دین کی مخالفت کرنے والے لوگ اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں، اللھم احفظنا منہ۔

صدقات وخیرات کے مقبول ومردود ہونے کی پہچان

گرامی قدر بزرگو اور دوستو! آپ حضرات نے صدقات وخیرات کے فضائل قرآن وحدیث کی روشنی میں سماعت فرمالئے، یہ بھی جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کونسے صدقات وخیرات کو قبول کرتے ہیں اور کونسے صدقات وخیرات کو قبول نہیں کرتے، چنانچہ حضرات علمائے کرام نے لکھا ہے کہ انفاق فی

Scanned by CamScanner

سبیل اللہ کی مقبولیت کے لئے تین شرطیں ہیں، پہلی شرط یہ ہے کہ جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ پاک اور حلال ہو کیونکہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک اور حلال مال کے علاوہ کسی مال کو قبول نہیں فرماتے، دوسری شرط یہ ہے کہ خرچ کرنے والا نیک نیت اور صالح ہو، بدنیت نہ ہو، تیسری شرط یہ ہے کہ جس پر خرچ کرے وہ بھی صدقہ کا مستحق ہو، کسی نااہل اور غیر مستحق پر خرچ کر کے صدقہ کو ضائع نہ کرے، بہرحال اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے کو ثواب اسی وقت ملیگا جب تمام شرائط کی رعایت کے ساتھ خرچ کرے یعنی مال بھی حلال ہو خرچ کرنے والا بھی نیک نیت اور صالح ہو اور جس پر خرچ کیا جارہا ہے وہ بھی مستحق ہو، جس طرح ہم زمین میں بیج ڈالیں تو بیج بھی عمدہ ہو اور زمین بھی عمدہ ہو اور کاشت کار بھی فن سے واقف ہو اگر یہ تینوں چیزیں ہیں تو خوب پیداوار ہوگی۔

صدقات وخیرات کو برباد کرنے والی چیزیں

دوستو جس طرح صدقات وخیرات کے مقبول ہونے کی تین شرطیں ہیں اسی طرح صدقات وخیرات کو برباد کرنے والی بھی تین چیزیں ہیں جن کی وجہ سے چاہے آدمی پہاڑوں کے برابر مال ودولت خرچ کردے مگر وہ اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوتا، اور اس پر کوئی اجر وثواب مرتب نہیں ہوتا (۱) ریاکاری کہ اگر آدمی خیرات کر کے یہ چاہے کہ میری ناموری ہوگی، شہرت ہوگی، لوگ مجھے حاتم طائی کہیں گے تو اس نے اپنا اجر برباد کردیا، اسی طرح دوسری چیز ہے دل آزاری کہ اگر صدقہ وخیرات کے ذریعہ آدمی اپنے مقابل کو نیچا دکھانا اور اس کو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے تو اس پر بھی کوئی اجر نہیں ملیگا، اور تیسری چیز ہے احسان سے زیرباری یعنی صدقہ دیکر احسان رکھنا چاہتا ہو اور دوسرے کو

دبانا اور اپنے ہاتھ تلے رکھنا چاہتا ہو تو ایسے آدمی کے صدقات وخیرات اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوتے ہیں، قرآن نے کہا ''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَہٗ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ''

صدقہ وخیرات کے آداب وشرائط

میرے بھائیو اور دوستو! صدقہ وخیرات میں ریاکاری دل آزاری، احسان سے زیرباری نہ ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ نے صدقہ وخیرات کے بھی کچھ آداب بیان کئے ہیں جن کی رعایت ضروری ہے، چنانچہ قرآن پاک میں ہے ''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ'' باری تعالیٰ نے ایمان والوں کو خطاب فرمایا کہ جو چیز تم اپنی تجارت یا صنعت وحرفت کے ذریعہ حاصل کرتے ہو، اس میں سے پاکیزہ اور عمدہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اسی طرح جو چیزیں ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہیں ان میں سے بھی پاکیزہ اور عمدہ چیز ہی خرچ کرو، اپنے سے بیکار خراب اور گندی چیز دینے کا ارادہ بھی نہ کرو، اس لئے کہ اگر تمہارا حق کسی کے ذمہ ہو اور وہ تم کو کوئی خراب چیز دینے لگے تو تم ہرگز اس خراب چیز کو نہیں لوگے، بلکہ تم اس کے لینے میں چشم پوشی سے کام لوگے، دوستو...... جب تم اپنے حقوق میں خراب چیز لینا پسند نہیں کرتے تو اللہ کی راہ میں خراب چیز دینے کو کیسے پسند کرتے ہو؟ حدیث میں ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرو وہی چیز دوسروں کے لئے پسند کرو، یہ نہیں کہ مری بھیڑ خواجہ کے نام، اور پھر اللہ تعالیٰ تو غنی ہیں، بے نیاز اور بے پرواہ ہیں، اللہ کو تو درحقیقت

Scanned by CamScanner

عمدہ اور پاکیزہ مال کی بھی ضرورت نہیں ہے، وہ تو صرف ہمارے فائدہ کے لئے ہی ہم سے مطالبہ کرتے ہیں، تاکہ میرے بندے دس گنا اور سات سو گنا اور اضعافا مضاعفہ ثواب کے مستحق ہوجائیں۔

ایک عالم کی حکایت

دوستو اور بزرگو.... ہم جو کچھ بھی صدقہ وخیرات کرتے ہیں یہ سب اپنے ہی فائدہ کے لئے ہے، نہ کہ کسی اور کے فائدہ کے لئے، چنانچہ ایک عالم کی حکایت لکھی ہے کہ وہ بڑی خیرات کیا کرتے تھے، اور کوئی پوچھتا تو قسم کھاتے کہ خدا کی قسم میں نے کسی کے ساتھ کوئی خیر نہیں کی، کسی نے ان عالم صاحب سے دریافت کیا کہ آپ خیرات بھی کرتے ہیں اور پھر یہ قسم کھاتے ہیں کہ میں نے خیرات نہیں کی تو فرمایا کہ خدا کی قسم میں کسی کے ساتھ خیر کا معاملہ نہیں کرتا، جو خیر کا کام کرتا ہوں اپنے ہی لئے کرتا ہوں، اور پھر یہ آیت تلاوت کی "وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ" یعنی تم جو بھی کچھ خرچ کرتے ہو اپنی ہی ذات کے لئے کرتے ہو، دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے "وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ" اللہ کے بندے جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں اللہ اس کا بدلہ دے دیتے ہیں یعنی اور زیادہ عطا فرمادیتے ہیں۔

صدقہ علانیہ بہتر ہے یا پوشیدہ

گرامی قدر دوستو...... ہمارے ذہنوں اور دماغوں میں بار بار یہ بات آتی رہتی ہے کہ اللہ کے راستے میں پوشیدہ طور پر خرچ کرنا چاہئے یا علی الاعلان، حدیث پاک میں ہے کہ داہنے ہاتھ سے دو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو، عوام الناس میں بھی پوشیدگی کے ساتھ دینے کو بہتر سمجھا جاتا ہے، اور

علانیہ صدقہ کو ریاکاری، ناموری اور شہرت پر محمول کیا جاتا ہے، اس بارے میں قرآن مجید کا کیا فیصلہ ہے؟

قرآن مجید کا فیصلہ

دوستو! قرآن مجید نے اس کا جواب بہت اچھے انداز میں دیا، "اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ" اگر تم اپنے صدقات وخیرات کو ظاہر کرو یعنی سب کے سامنے دو تو کیا ہی اچھی بات ہے، اس لئے اگر تم اپنے صدقات کو ظاہر کرکے دوگے تو تمہارے اس نیک عمل کو دیکھ کر تمہارے دوسرے بھائی بھی اتباع کریں گے، اور نیک دل لوگ تمہاری اس سخاوت کو دیکھ کر تمہارے لئے دعا کریں گے، کہ اے اللہ ایسے سخی کو زندہ رکھ! جو تیری راہ میں خرچ کرتا ہے، اسی طرح جب دوسرے مستحقین کو تمہاری اعانت اور امداد کا علم ہوگا تو وہ بھی تمہارے وجود اور سخاوت کو اپنے لیے سہارا سمجھیں گے، اور تمہارے لئے دعا کریں گے، اور اگر تم اپنے صدقات کو چھپاؤ اور پوشیدہ طور پر فقرا کو دو تو وہ بھی تمہارے لئے بہتر ہے، کیونکہ تمہارا صدقہ ریا اور نام ونمود سے محفوظ رہا، اور فقیر ندامت اور شرمندگی سے بچ گیا، اور تم نے پوشیدگی کے ساتھ دیکر فقیر کی پردہ پوشی کی، اس لئے اللہ تعالیٰ کل قیامت میں تمہارے اس صدقہ کی وجہ سے تمہارے گناہوں اور عیوب کی پردہ پوشی کریگا، خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر صدقات واجبات وفرائض میں سے ہیں تو بنسبت اخفاء کے اظہار پچیس گنا بڑھا ہوا ہے، اور اگر صدقات نافلہ ہیں تو اخفاء بنسبت اظہار کے ستر گنا بڑھا ہوا ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر زکوۃ دینے والا مالدار ہے تو ادائے زکوۃ

علانیہ افضل ہے، تاکہ لوگ متہم بھی نہ ٹھہرائیں کہ فلاں آدمی مالدار ہوکر بھی زکوۃ نہیں دیتا اور اگر زکوۃ دینے والا مالدار نہیں تو ادائے زکوۃ خفیہ بہتر ہے، کیونکہ اس صورت میں لوٹ ماری اور ڈاکہ زنی سے حفاظت رہتی ہے۔

حسن بصریؒ کا قول

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ نفلی اور فرضی صدقات میں تمام پہلوؤں پر نظر کرتے ہوئے اخفا ہی بہتر ہے کیونکہ اخفا میں دینی ودنیوی مصلحت دونوں ہیں، دینی مصلحت تو یہ ہے کہ ریاکاری سے حفاظت ہے، اور لینے والا بھی نہیں شرماتا، اور دنیوی مصلحت یہ ہے کہ اپنے مال کی مقدار عام لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتی، بہرحال جہاں تک ممکن ہو پوشیدہ طور پر ہی خرچ کرنا چاہئے۔

خرچ کرنے کے لئے کوئی وقت متعین نہیں

میرے محترم بزرگو اور دوستو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا کوئی وقت متعین نہیں ہے، جب بھی ضرورت مند سامنے آئیں ان پر خرچ کرنا چاہئے، قرآن میں ہے کہ رات میں بھی خرچ کرو اور دن میں بھی خرچ کرو، پوشیدہ طور پر بھی خرچ کرو اور علانیہ طور پر بھی خرچ کرو، خرچ کرنے والوں پر کوئی خوف اور کوئی غم نہ ہوگا، بلکہ صدقات کے انعامات کو دیکھ کر یہ تمنا کریں گے کہ کاش خدا کی راہ میں سارا گھر ہی لٹا دیا ہوتا، جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے غزوہ تبوک میں گھر کا پورا مال لٹا دیا تھا ارشاد ربانی ہے ”اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ“

آیت کا شان نزول

حضرات مفسرین نے اس آیت مبارکہ کا شان نزول لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی، جبکہ انہوں نے چالیس ہزار درہم اللہ کی راہ میں خرچ کر دیئے، دس ہزار رات میں اور دس ہزار دن میں، دس ہزار علانیہ اور دس ہزار خفیہ، بعض حضرات نے کہا کہ حضرت علی ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی، ان کے پاس صرف چار درہم تھے، انہوں نے ایک دن میں خرچ کیا ایک رات میں، ایک علانیہ خرچ کیا ایک خفیہ، بعض حضرات یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ آیت غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمان بن عوف کے متعلق نازل ہوئی، جب انہوں نے بہت سارا مال دن اور رات کے اندر غزوہ تبوک میں پیش کیا۔

صدقات کے اصل مستحقین

دوستو اور بزرگو.....صدقات وخیرات کے فضائل اور فوائد آپ حضرات کے سامنے تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکے، ضرورت ہے اس بات کی کہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ صدقات کے اصل مستحقین کون لوگ ہیں، اس میں بڑی غفلت ہوتی ہے، مستحقین رہ جاتے ہیں اور غیر مستحقین ہاتھ مار لیجاتے ہیں، اس لئے اس بارے میں بھی کچھ ضروری وضاحت سن لیجئے۔

دوستو! صدقات نافلہ اور عام خیرات کا دینا گرچہ کافروں کو بھی جائز ہے، البتہ زکوۃ سوائے مسلمان کے کسی اور کو دینا جائز نہیں، چنانچہ آنحضور ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل ﷺ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ وہاں لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اور جب اسلام قبول کر لیں تو ان کو یہ بتا دینا کہ اللہ نے تم پر زکوۃ فرض کی ہے جو ان ہی کے مسلمان مالداروں سے لی جائیگی، اور

Scanned by CamScanner

ان ہی کے غریبوں کو دی جائیگی، لہذا اس حدیث سے پتہ چلا کہ جس طرح زکوۃ مسلمانوں ہی کے امیروں پر فرض ہے، اسی طرح ان سے لیکر ان ہی کے غریبوں پر تقسیم کی جائیگی، کافر فقیروں پر اس کا تقسیم کرنا جائز نہ ہوگا۔

قرآن کریم کی خصوصی توجہ

دوستو! زکوۃ کی تقسیم ایک اہم چیز ہے اور اس کے مصارف کا جاننا بھی ضروری ہے، اس زمانہ میں صدقات وخیرات کا ایک ضروری مصرف ایسا بھی ہے کہ جس کی طرف ہماری ظاہری نگاہیں متوجہ نہیں ہوتی، یعنی جو لوگ دنیا کا کام دھندا چھوڑ کر خدمت دین کے لئے وقف ہیں، نہ انہیں تجارت وزراعت کی فرصت ہے، نہ ہی کوئی دوسرا ذریعہ معاش رکھتے ہیں، دن رات دین وملت کی خدمت میں مشغول ومنہمک رہتے ہیں، کہ جن کی حالت حقیقت میں حاجت مندوں اور فقیروں کی سی، مگر صورت بے نیازوں اور خودداروں کی سی ہے، لہذا قرآن کریم نے ایسے افراد کی خبر گیری کو جماعتی فرض قرار دیا ہے، اور اس کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے، چنانچہ ارشاد گرامی ہے "لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَايَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ لَايَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا" فرمایا کہ صدقات ان لوگوں کے لئے بھی ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیئے گئے ہیں، یعنی جہاد یا تعلیم قرآن کی مشغولیت نے ان کو حصول معاش سے روک رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ زمین میں چل پھر کر تجارت ومزدوری وغیرہ نہیں کر سکتے، اور ناواقف لوگ ان کی حالت دیکھ کر ان کو مالدار گمان کرتے ہیں، جیسا کہ آج بھی عوام حافظوں اور مولویوں کے سفید، چٹے لباس دیکھ کر ان سے بدگمان رہتے ہیں، اور ان کو

دولت مند خیال کرتے ہیں، حالانکہ ان کی جیب خالی ہوتی ہے، وجہ یہ ہے کہ وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے، چنانچہ اس آیت میں اس جماعت کی طرف مالداروں کو خصوصی توجہ دلائی گئی ہے۔

عصر حاضر میں آیت کا بہترین مصداق

دوستو...... ہمارے زمانہ میں اس آیت کا بہترین مصداق اور صدقات کا ایک اچھا مصرف وہ طلباء اور علماء بھی ہیں جو علوم دینیہ کی تحصیل اور نشر واشاعت میں لگے ہوئے ہیں، عام طور پر لوگ خیر خیرات کا مستحق ان ہی لوگوں کو سمجھتے ہیں جن کا شیوہ بھیک مانگنا ہو، یا پیشہ ورانہ طور طریق اختیار کر کے اس فن میں ماہر ہوں لیکن ایک خوددار حاجت مند کو کوئی نہیں پوچھتا، حالانکہ سب سے زیادہ مستحق ایسے ہی لوگ ہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی رائے گرامی

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ آیت پاک سے اصل صدقات کے مستحقین طلبائے عزیز ہی ہیں، ہاں اگر ان سے بھی زیادہ کوئی اور محتاج نکل آئے تو ان کی خدمت کرنا بھی باعث ثواب ہے، حضرت تھانویؒ نے بیان القرآن میں اپنے قلم سے لکھا ہے کہ ہمارے ملک میں اس آیت کے مصداق سب سے زیادہ وہ حضرات ہیں جو علوم دینیہ کی اشاعت میں مشغول ہیں، پس اس بنا پر سب سے اچھا مصرف طالب علم ٹھہرے، اور ان پر جو بعض ناتجربہ کاروں کا یہ طعن ہے کہ ان سے کمایا نہیں جاتا، اس کا جواب قرآن میں دیدیا گیا، "اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَايَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ الخ" جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص ایک وقت میں دو کام نہیں کر سکتا، اگر کریگا تو ایک میں یا دونوں میں نقصان ضرور

Scanned by CamScanner

واقع ہوگا، جولوگ دینی ذوق رکھتے ہیں اور جن کوعلم کا چسکہ لگا ہوا ہے وہ مشاہدہ سے سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں انتہائی مشغولی وانہماک کی حاجت ہے اس لئے اس کے ساتھ اکتساب مال کا شغل جمع نہیں ہوسکتا، اور اس کے جمع کرنے سے علم دین کی خدمت ناتمام رہ جاتی ہے۔

طالبان علوم کی خبر گیری

دوستو! مالدار اہل علم حضرات اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ وہ اپنے زکوۃ وصدقات طلباء اور علماء پر ہی خرچ کرتے ہیں، چنانچہ متقدمین علماء میں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں مشہور تابعی عبداللہ بن مبارک کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اپنی زکوۃ مستحق علماء پر خرچ کرتے تھے، ایک دفعہ فرمایا کہ میں تجارت اس وجہ سے نہیں کرتا کہ مال جمع کروں، بلکہ میرا منشاء یہ ہوتا ہے کہ مال حاصل ہوتو میں اس کو علماء اور صلحاء پر خرچ کروں، اس لئے کہ جب دیندار اہل علم پر ہم اپنا روپیہ خرچ کریں گے تو اس میں دوہرا ثواب ملیگا، ایک تو دیندار پر خرچ کرنیکا اور دوسرے دین کی اشاعت کا۔

اس لئے میرے دوستو! ان طالبان علوم اور علمائے کرام کی زیادہ سے زیادہ خبر گیری کرنی چاہئے، کیونکہ اگر یہ گروہ ختم ہوجائے تو لوگوں کی دینی رہنمائی کرنے اور ان کو احکام ومسائل بتانے والا کوئی نہ رہیگا، اور اس طرح لوگ بے دین اور گمراہ ہوجائیں گے، جس طرح اگر علم طب باقی نہ رہے، اور نہ اس کی کوئی درسگاہ باقی رہے تو پوری دنیا بیماروں سے بھر جائیگی، اور کوئی طبیب اور معالج بھی نہیں ملے گا، اسی طرح اگر روحانی علوم اور ان کی یہ درسگاہیں باقی نہ رہیں تو ساری دنیا روحانی بیماروں سے بھر جائے گی، کفر وشرک، الحاد وارتداد اور معصیت جیسی روحانی بیماریاں پوری انسانیت کو اپنی گرفت میں

لے لیں گی، اور کوئی طبیب ومعالج بھی نہیں رہیگا، اور ایمان وکفر اور طاعت ومعصیت میں فرق بتلانے والا بھی کوئی نہ ملیگا۔

اس لیے میرے دوستو ان طالبان علوم کی ضرورتوں کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھو تا کہ یہ یکسو اور فارغ البال ہوکر حصول علم میں لگے رہیں، اور امت کے لئے روحانی امراض کے معالج تیار ہوتے رہیں، اور اس طرح روحانی بیماریوں پر کنٹرول ہوتا رہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ صدقہ خیرات کرنے کی اور اخلاص کے ساتھ دین کے کاموں میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

Scanned by CamScanner

موت کی یاد اور قبر کے تین سوال

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد.

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمان الرحیم.

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ.

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ لَهُ دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ لَهُ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ الخ (رواہ احمد وترمذی)

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج ان کی کل ہماری باری ہے

موت کا پیغام

محترم بزرگو اور دوستو...... ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک تقریبا ۶۵۷۸/ چھ ہزار پانچ سو اٹھتر سال کا عرصہ گذر چکا ہے، ان گنت اور بے شمار لوگ اس دار فانی میں آئے اور دار البقاء کی طرف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منتقل ہو گئے۔

بڑے بڑے قطب، ابدال، اتقیاء، صوفیاء، اولیاء، علماء، صلحا حتی کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام تک اس روئے زمین پر تشریف لائے اور چلے گئے، اہل علم، فقہاء، ادبا، مفکرین، مدبریں، محدثین، مفسرین اور بڑے بڑے متکلمین حضرات تشریف لائے، مگر کوئی نہ رہا سب اس دنیا کو خیر باد کہکر چلے گئے، اسی طرح ارسطا طالیس، بقراط، سقراط، ابونصر فارابی، علامہ دوانی، امام غزالی، اور امام رازی جیسے اہل فکر ونظر، عقلاء حکماء مناطقہ اور فلاسفہ اس روئے زمین میں بزم آرا ہوئے اور چل بسے۔

سب کے سب ہیں رہ روکوئے فنا
جارہا ہے ہر کوئی سوئے فنا
بہہ رہی ہے ہر طرف جوئے فنا
آتی ہے ہر چیز سے بوئے فنا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

اپنے اپنے وقت میں نمرود، قارون، فرعون، ہامان، شداد وغیرہ

Scanned by CamScanner

بڑے بڑے بادشاہ آئے، جنہوں نے بڑے کروفر کے ساتھ دنیا پر حکمرانی کی، جنکے محلات میں دنیا کی تمام آسائشیں تھی، اور ان کے آگے کسی کو دم مارنے کی ہمت نہ تھی، مگر وہ بھی نہیں رہے، آخرکار راہی ملک عدم ہوئے۔

دوستو اور بزرگو! دور نہ جایئے ابھی ابھی قریبی زمانہ کے مسلم بادشاہوں نے اس دنیا پر کتنی محنتیں کیں، کتنا مال اور اثاثہ قربان کیا، لال قلعہ بنایا، قطب مینار بنایا، تاج محل بنایا، دہلی کی جامع مسجد بنائی، نامعلوم کتنی عظیم عظیم عمارتیں بنائی، لیکن جب موت کا پیغام آیا تو سب کو اپنے پیچھے چھوڑ کر چلے گئے، بڑے بڑے نامور بادشاہ آئے، حکمراں آئے، عادل اور منصف بادشاہ بھی آئے، ظالم اور جابر بادشاہ بھی آئے، مسلمان بادشاہ بھی آئے، اور کافر بادشاہ بھی آئے، مگر اس دنیا سے سب کو جانا پڑا، دوستو یہ دنیا کسی کی جاگیر نہیں ہے، اچھے اچھے جرنل، کرنل، صدر مملکت، رستم اور رکانہ جیسے پہلوان آئے اور چلے گئے، یہاں کسی کے لئے ثبات ودوام نہیں۔

نہ نبی رہے نہ ولی رہے نہ غنی رہے نہ سخی رہے
چلے جارہے ہیں کشاں کشاں کوئی قید پیر وجواں نہیں

موت کا کسی نے انکار نہیں کیا

دوستو اور بزرگو! انسان دنیا کی ہر چیز سے مقابلہ کرسکتا ہے، مگر موت کے آگے ہر کسی نے ہتھیار ڈالے ہیں، دنیا کی ہر چیز کا انکار کرسکتا ہے، مگر موت کو ہر کسی نے تسلیم کیا ہے، اور انسان ہر خطرناک چیز سے دور بھاگ سکتا ہے، مگر موت ایسی چیز ہے کہ آج تک اس کے پنجوں سے کوئی نہ بچ سکا، جو بھی اس دنیا میں آیا وہ مرنے کے لئے آیا، جس چیز نے بھی جنم لیا، اس کو جانے کے لئے تیار رہنا پڑا، جو پیدا ہوا اس کو ناپید ہونے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔

چنانچہ موت ایک سلسلہ ہے کوئی جارہا ہے کوئی آرہا ہے، تا قیامت یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہیگا، یہ موت کسی کو نہیں چھوڑے گی، اس سے کوئی نہ بچ پائے گا

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
پیل تن کیا کیا پچھاڑے موت نے
سرو قد قبروں میں گاڑے موت ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

موت سے کسی کو مفر نہیں

گرامی قدر دوستو! موت سے ہر انسان گھبراتا ہے ہر جاندار اس کو خطرناک اور بھیانک سمجھتا ہے موت کے تلخ گھونٹ کوئی پینا نہیں چاہتا موت کی آواز کو کوئی سننا نہیں چاہتا موت کے قریب آنے کو کوئی پسند نہیں کرتا مگر اس کے باوجود موت ہر ایک کے پاس آتی ہے کسی کے پاس دبے پاؤں آتی ہے کسی کے پاس اعلان کرتی ہوئی آتی ہے گویا کہ موت سے کسی کو مفر نہیں۔

ارشاد ربانی ہے: "قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ (سورہ جمعہ)"

دوستو قرآن کہتا ہے کہ موت سے ڈر کر کہاں بھاگ سکتے ہو ہزار کوشش کرو مضبوط قلعوں میں بند ہو کر بیٹھ جاؤ وہاں بھی موت چھوڑنے والی نہیں ہے، وہ تمہارے پاس آکر رہے گی۔

ایک عبرت آموز واقعہ

میرے پیارے دوستو! اجب موت ایک اٹل حقیقت ہے تو موت

سے گھبرانا بھی کوئی عقلمندی کی بات نہیں، بلکہ اس کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہئے، ایک واقعہ یاد آیا، ایک لڑکا ہوش وحواس والا اپنی ماں سے پوچھنے لگا کہ اماں جان میرے دادا کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ وہ مر گئے، پھر پوچھا کہ دادی کہاں ہیں؟ جواب دیا کہ وہ بھی مرگئی ہیں، پھر پوچھا کہ میرے باپ کہاں ہیں؟ جواب ملا کہ وہ بھی مر گئے، اس کے بعد معلوم کیا کہ اچھا میرے چچا کہاں ہیں، کہنے لگی کہ وہ بھی مر گئے، اسی طرح دیگر اعزہ واقرباء اور رشتہ داروں کے بارے میں اس نے پوچھا تو جواب یہی ملا کہ وہ مر گئے، اب وہ ہوش وحواس والا لڑکا کہتا ہے کہ اس گھر میں تو موت ہی موت آتی ہے، لہذا بھاگو ورنہ ہم بھی مر جائیں گے، بہر حال یہ لڑکا گھر سے بھاگ نکلا، راستے میں کچھ بچے کھیلتے ہوئے ملے جو گرد وغبار اڑا رہے تھے، یہ لڑکا راستہ کترا کر چلنے لگا، تاکہ گرد وغبار کپڑوں پر نہ پڑے، اس کو راستہ سے ہٹتے ہوئے دیکھ کر ایک بچہ بولا کہ میاں مٹی اور گرد وغبار سے بھاگتے ہو، اس وقت بھاگ کر کہاں جاؤ گے جب تمہیں موت آئیگی، اور سینکڑوں من مٹی تمہارے اوپر ڈالی جائیگی، یہ لڑکا اور گھبرایا کہ میں موت سے بھاگ رہا تھا، یہاں بھی موت ہی سننے میں آئی، لہذا میں جنگل میں چلا جاؤں گا، اب یہ لڑکا جنگل کی طرف روانہ ہو گیا، ایسی جگہ پہنچ گیا کہ جنگل ہی جنگل ہے، جہاں انسان کا نام ونشان بھی نہیں ہے، اتفاق سے سامنے ایک ہاتھی نظر آیا یہ لڑکا کہنے لگا کہ موت سے گھبرا کر جنگل میں آئے تھے لیکن یہاں تو موت سامنے کھڑی ہے، اس ہاتھی سے بچ کر کہاں جاؤں گا، خیر اس نے بھاگنا شروع کیا، ہاتھی نے پیچھا کیا، کچھ دیر کے بعد ایک کوٹھڑی نظر آئی جو چاروں طرف سے بند تھی، اور ایک چھوٹا سا دروازہ تھا اس لڑکے نے سوچا کہ اسی کوٹھڑی میں داخل ہو جاؤں کہ

چھوٹا سا دروازہ ہے اس میں ہاتھی نہیں گھس پائیگا، بہر حال یہ لڑکا اس کوٹھڑی میں داخل ہو گیا، داخل ہونے کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ ایک کونے میں سانپ منھ پھاڑے کھڑا ہے، دوسرے کونے میں ایک بڑا بچھو ہے، اتنے میں ہاتھی بھی دروازہ پر آگیا، اور سونڈ کو دروازہ کی طرف بڑھانے لگا، اب جدھر دیکھتا ہے موت ہی موت ہے، آخرکار یہ لڑکا چلا کر سجدہ میں گر گیا، اور کہنے لگا کہ اے اللہ! میری جان تیرے ہی قبضہ میں ہے چاہے زندہ رکھ چاہے مار دے، اے میرے مالک مدد فرما! غیب سے آواز آئی اے نادان بندے تو نے مجھ سے مدد مانگی ہے دیکھ تیری جان کیسے بچاتا ہوں، چنانچہ سانپ آہستہ آہستہ چلا اور دروازہ سے باہر ہو گیا، بچھو نے بھی دروازہ کی طرف قدم بڑھایا اور ہاتھی کی سونڈ میں جا کر ڈنک مار دیا، ہاتھی زور سے چلایا اور وہیں ڈھیر ہو گیا، لڑکے کو جب اطمینان ہو گیا کہ ہاتھی مر گیا تو وہ باہر نکلا اور کہنے لگا کہ یقیناً موت سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے "کل نفس ذائقة الموت" ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

موت سے چھٹکارا نہیں

گرامی قدر حضرات محترم بزرگو اور دوستو! ہمیں بھی ایک دن مرنا اور اس دنیا سے کوچ کرنا ہے، تو ہم دنیا کی رنگینیوں میں کیوں دل لگائیں، زمانہ کی دلفریبیوں پر کیوں فریفتہ ہوں، ناسمجھ اور ناتجربہ کار اور دنیا میں مست لوگوں سے ہم کیوں نہ دوری اختیار کریں بلکہ ہمیں چاہئے کہ موت کو یاد رکھیں، اور موت کی تیاری کریں۔

سب سے زیادہ سمجھدار لوگ

دوستو! عقلمند اور دانا آدمی وہی ہے جو موت کی تیاری میں لگا رہے

Scanned by CamScanner

حدیث شریف میں سب سے عقلمند اور سمجھدار آدمی اس کو کہا گیا ہے جو موت کو سب سے زیادہ یاد کرتا ہو، اور جس کو آخرت کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی ہو، چنانچہ حدیث ہے:

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَاشِرَ عَشَرَۃٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ مَنْ اَکْیَسُ النَّاسِ وَاَحْزَمُ النَّاسِ قَالَ اَکْثَرُھُمْ ذِکْرًا لِلْمَوْتِ وَاَکْثَرُھُمْ اِسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ اُولٰئِکَ النَّاسُ ذَھَبُوْا بِشَرَفِ الدُّنْیَا وَکَرَامَۃِ الْاٰخِرَۃِ (رواہ الطبرانی وابن ماجہ)

''حضرت عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم دس آدمی جن میں ایک میں بھی تھا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک انصاری صحابیؓ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ سمجھدار اور سب سے زیادہ تجربہ کار آدمی کون ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی موت کو سب سے زیادہ یاد کرتا ہو اور موت کے لئے سب سے زیادہ تیاری کرنے والا ہو، ایسے لوگ ہی دنیا کی شرافت اور آخرت کے اعزاز کے مستحق ہیں''

موت کو کثرت سے یاد رکھو

احادیث نبویہ ﷺ میں موت کو کثرت سے یاد رکھنے کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرو ''عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَھَا زِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ (رواہ الترمذی نسائی بن ماجہ''

موت کو یاد رکھنے کے فوائد

دوستو! موت کو کثرت سے یاد رکھنا اور اس کی تیاری کرنا اس میں

بڑے فائدے ہیں چنانچہ موت کی یاد امیدوں کو مختصر کردیتی ہے، دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے، اور گناہوں سے توبہ کرنیکا ذریعہ بنتی ہے، دوسروں پر ظلم وستم کرنے اور لوگوں کے حقوق کو ضائع کرنے سے روکتی ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ موت انسان کے لئے سب سے بڑا خیر خواہ ہے۔

غرضیکہ موت کو کثرت سے یاد رکھنے والے لوگ کامیاب اور بامراد ہیں موت کو یاد کرنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے، اللہ کی نزدیکی میسر آتی ہے۔

موت اور لقائے مولی

بندہ مومن اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالی بندہ مومن کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، چنانچہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے ''الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب'' موت ایک پل ہے جس سے آدمی گذر کر محبوب حقیقی سے جا ملتا ہے، دوستو! حدیث پاک میں نبی پاک ﷺ مومن بندوں کو تسلی دلا رہے ہیں کہ موت سے نہیں ڈرنا چاہئے موت تو ایک پل کی طرح ہے، کہ اس کے اوپر سے پار ہوتے ہی انسان اپنے حبیب یعنی اللہ تعالی سے مل جاتا ہے، لہذا موت ایک مومن کے لئے تحفہ ہے جو اس کو محبوب حقیقی سے ملا دیتی ہے

بہرحال موت کو خوب یاد کرنا چاہئے کسی لمحہ بھی موت سے غافل نہ ہونا چاہئے، اور ہمیشہ اس کی تیاری میں لگا رہنا چاہئے۔

موت کی تیاری

دوستو اور بزرگو اور میرے پیارو! ہمارے بڑوں نے مختلف طریقوں سے موت کی تیاری کی ہے، حضرت ربیع بن خثیم ﷺ نے اپنے گھر کے ایک گوشہ میں قبر کھود رکھی تھی اور دن میں کئی مرتبہ اس میں جا کر لیٹ تے اور

Scanned by CamScanner

ہمیشہ موت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے کہ اگر میں ایک لمحہ بھی موت کی یاد سے غافل ہوجاؤں تو سارا کام بگڑ جائے۔

دوستو! اگر ہم اپنے اکابر اور اسلاف کی زندگی کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ ہر لمحہ موت کی تیاری میں مصروف رہتے تھے، کہیں موت کا مراقبہ کر رہے ہیں، کبھی قرآن پاک پڑھ رہے ہیں، کبھی نمازیں پڑھ رہیں ہیں، کبھی تسبیحات میں مشغول ہیں غرضیکہ عمل صالح کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا، اور سفر آخرت کے لئے زیادہ سے زیادہ توشہ جمع کرنا ان کی انتہائی کوششیں رہتی تھی۔

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خانقاہ میں چھوٹے چھوٹے حجرے تھے جو قبر نما تھے، جو آج بھی موجود ہیں، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ، حضرت حافظ ضامن شہیدؒ، حضرت تھانویؒ ان میں عبادت کرتے اور موت کو یاد کرتے تھے، اور اہل اللہ، صلحاء عبادت کے لئے تنگ گھروں کو پسند کرتے تھے، تاکہ قبر کا نقشہ سامنے رہے۔

موت کی حقیقت

دراصل انہیں موت اور آخرت کی حقیقت معلوم تھی، آنحضور ﷺ کا اشاد ہے کہ اگر تم کو یہ معلوم ہوجائے کہ مرنے کے بعد تم پر کیا گذریگی، تو کبھی رغبت سے کھانا نہ کھاؤ، اور کبھی لذت سے پانی نہ پیو، حدیث میں ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، جو شخص موت کو کثرت سے یاد کرتا ہے اس کا دل زندہ رہتا ہے، اور موت اس پر آسان ہوجاتی ہے۔

صحابی رسول حضرت کعب ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص موت کو پہچان لے اس پر دنیا کی ساری مصیبتیں آسان ہوجاتی ہیں، اللہ تعالی ہمیں صحیح معنی میں موت کا استحضار اور اس کی فکر نصیب فرمائے۔

موت مومن کے لئے تحفہ ہے

دوستو! کفار ومشرکین موت سے بھاگتے ہیں اور موت کو سب سے بڑی مصیبت سمجھتے ہیں لیکن بندۂ مومن کے لئے موت کسی تحفے سے کم نہیں، کہ اس کی روح محبوب حقیقی کی ملاقات کے لئے ہمیشہ تڑپتی رہتی ہے اور یہ موقع موت ہی کے بعد میسر آسکتا ہے، اسلئے مومن موت کو اپنے لئے تحفہ سمجھتا ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تُحفَةُ الْمُؤمِنِ اَلْمَوْتُ (رواہ البیھقی)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن کا تحفہ موت ہے، مطلب یہ ہے کہ مؤمن کے حق میں موت بہترین تحفہ ہے، کیونکہ جس اجر وثواب کی امید پر اس نے ساری زندگی اطاعت وفرمانبرداری میں گذاری وہ موت کے بعد ہے اور موت ہی آخرت کے اجر وثواب کے ملنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

مؤمن کے لئے موت تماشہ ہے

دوستو اور بزرگو! مؤمن ہر وقت موت کے لئے تیار رہتا ہے، مؤمن کے لئے یہ موت ایک تماشہ اور کھیل ہے، ابو علی روذباریؒ کہتے ہیں کہ ایک فقیر میرے پاس عید کے دن آیا، بہت خستہ حال پرانے کپڑے پہنے ہوئے، کہنے لگا یہاں کوئی پاک صاف جگہ ایسی ہے، جہاں کوئی غریب فقیر مرجائے، میں نے لاپرواہی سے لغو سمجھ کر کہدیا کہ اندر آجا اور جہاں چاہے پڑ کے مرجا، وہ اندر آیا، وضو کی، چند رکعات نماز پڑھی اور لیٹ کر مرگیا، میں نے اس کی تجہیز وتکفین کی اور جب دفن کرنے لگا تو مجھے خیال آیا کہ اس کے منھ پر سے کفن ہٹا

کر منہ زمین پر رکھ دوں، تاکہ حق تعالیٰ شانہ اس کی غربت پر رحم فرمائے، میں نے اس کا منہ کھولا، اس نے آنکھیں کھول دیں، میں نے پوچھا میرے سردار کیا موت کے بعد بھی زندگی ہے، کہنے لگا میں زندہ ہوں، اور اللہ تعالیٰ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے، میں کل قیامت میں اپنی وجاہت سے تیری مدد کروں گا۔

میرے دوستو! یہ ہیں مؤمن کہ موت کا کچھ پتہ ہی نہیں، احساس ہی نہیں ہوا، کب موت آئی کب نہیں، گویا کہ مؤمن کے لئے موت ایک تماشہ اور کھیل بن کر رہ گئی، سب سے اچھا آدمی وہ ہے کہ جو ہر وقت یہی تمنا کرتا رہے اے اللہ تو نے جو بھی وقت میرے لئے مقدر کیا ہے میں اس پر صابر و شاکر ہوں، وہ ذرہ برابر بھی آگے پیچھے نہ ہو سکے گا، حیلے بہانے نہ کریں، کہ میں بچوں کے لئے مکان بنالوں، شادیاں کردوں، فلاں کام کرلوں فلاں کرلوں، دنیا بھر کا لالچ کرتا رہے، یہ موت کی خوشی کی علامت نہیں ہے، حالانکہ مرنا ضرور ہے، مالدار ہو کر مرجائے یا غریبی اور مفلسی کی حالت میں مرجائے۔

ایک مالدار کی موت کا واقعہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے بہت سا مال جمع کیا تھا اور کوئی چیز بھی ایسی نہ چھوڑی جو اپنے یہاں نہ منگالی ہو، اور ایک بہت بڑا عالی شان محل تیار کیا، جس کے دو دروازے تھے، ان پر غلام محافظ مقرر کئے، اور مکان کی تیاری پر بہت بڑی دعوت کی جس میں اپنے سب عزیز واحباب کو جمع کیا، اور ایک بڑے عالی شان تخت پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا تھا لوگ کھانا کھا رہے تھے اور وہ اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ ہر قسم کا ذخیرہ اتنا جمع ہو گیا ہے کہ کئی سال تک تو اب خریدنا نہ

پڑے گا، یہ خیال دل میں گذر رہا ہی تھا کہ ایک فقیر پھٹے پرانے کپڑے اور گردن میں جھولا پڑا ہوا دروازہ پر آیا اور اس زور سے کواڑوں کو مارنا شروع کیا کہ اس کے تخت تک آواز پہنچی، غلام دوڑے ہوئے باہر آئے کہ یہ کون ہے بے وقوف ہے، اس سے جا کر پوچھا یہ کیا نامعقول حرکت ہے، اس فقیر نے کہا کہ اپنے سردار کو میرے پاس بھیج دو، غلاموں نے کہا کہ ہمارے آقا تجھ جیسے فقیر کے پاس آئیں گے؟ اس نے کہا کہ ضرور آئیں گے اس سے جا کر کہہ دو، وہ آقا کے پاس گئے اور اسے قصہ سنایا، اس نے کہا کہ تم نے اس کو اس گستاخی کا مزہ کیوں نہ چکھایا، اتنے میں اس فقیر نے دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ زور سے کواڑوں کو پیٹا، جس پر دربان پھر دوڑے ہوئے دروازہ پر آئے تو اس فقیر نے کہا کہ اس اپنے آقا سے کہہ دو کہ میں ملک الموت ہوں، یہ سن کر ان کے ہوش اڑ گئے، اور آقا سے جا کر کہا تو اس پر بھی مُنی سی پڑ گئی، اور بہت عاجزی سے کہنے لگا کہ اس سے یہ کہہ دو کہ میرے فدیہ میں کسی دوسرے کو قبول کرلے، اتنے میں یہ فقیر اندر پہنچ گیا، اور اس سے کہا کہ تجھے جو کچھ کرنا ہے کرلے میں تیری روح قبض کئے بغیر واپس نہیں جا سکتا، اس نے اپنا سب مال جمع کرایا، اور مال سے کہنے لگا کہ اللہ کی تجھ پر لعنت ہو کہ تو نے اور تیری مشغولی نے مجھے اپنے مولیٰ کی عبادت سے روک دیا، اور اتنا وقت نہ دیا کہ میں کسی وقت یکسوئی سے اللہ تعالیٰ شانہ کو یاد کر لیتا، حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت سے مال کو گویائی عطا کر دی، اس نے کہا مجھے لعنت کیوں کرتا ہے، میری ہی وجہ سے تو بڑے بڑے بادشاہوں تک ایسے وقت میں پہنچ جاتا تھا جبکہ نیک لوگ ان کے دروازوں سے ہٹا دیئے جاتے تھے، میری ہی وجہ سے تو نازک اندام اور نازک بدن حسین عورتوں سے لذتیں حاصل کرتا تھا، میری ہی

Scanned by CamScanner

وجہ سے تو بادشاہوں کی طرح رہتا تھا، تو مجھے برائی کے موقعوں میں خرچ کرتا تھا اور میں انکار نہیں کر سکتا تھا، اگر تو مجھے خیر کے مواقع میں خرچ کرتا تو میں تیرے کام آتا، اس کے بعد ملک الموت نے ایک جھٹکے میں اس کی روح قبض کر لی۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں
ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں کیوں دیس بدیس پھرے مارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائیگا جب لاد چلے گا بنجارہ

موت کا وقت اٹل ہے

گرامی قدر دوستو! موت اپنے وقت پر آئیگی، نہ ایک سیکنڈ آگے ہو سکے گی اور نہ ایک سیکنڈ پیچھے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ" ہر جماعت کے لئے موت کا ایک متعین وقت ہے، پس جب ان کا وقت آ جاتا ہے تو نہ ایک ساعت آگے بڑھتا ہے اور نہ ایک ساعت پیچھے۔

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی موت

دوستو اور بزرگو! ہمہ شما کی تو بات ہی کیا ہے ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی موت کا جب وقت آیا تو آگے پیچھے نہیں ہو سکا، چنانچہ ترمذی شریف کی روایت کا مفہوم ہے کہ روز ازل میں حضرت آدم علیہ السلام کو تمام صورتیں دکھائی گئیں، حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اللہ یہ صورتیں کس کی ہیں؟ اللہ نے فرمایا یہ تمہاری اولاد ہیں، حضرت آدم علیہ السلام نے یہ بھی دیکھا کہ

سب کی عمریں ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھی ہوئی ہیں،، پھر حضرت آدم علیہ السلام کی نظر اس شخص پر پڑی جو سب سے زیادہ روشن تھا اور اس کی عمر کل چالیس سال تھی، حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے پروردگار اس کی عمر اور بڑھا دی جائے، اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ میں اس کی عمر لکھ چکا ہوں، حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ آپ میری عمر میں سے ان کو ساٹھ سال دیدیجئے اور ان کی عمر پوری سو (۱۰۰) سال کر دیجئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم جانو تمہارا کام یعنی اس معاملہ میں تم مختار ہو۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہے، جب تک اللہ نے چاہا پھر جنت سے زمین پر اتار دیئے گئے، حضرت آدم علیہ السلام اپنی عمر کے سال برابر گنتے رہے، جب نو سو چالیس سال کی عمر ہو گئی، ملک الموت (حضرت عزرائیل) جان نکالنے کے لئے تشریف لائے تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ ابھی تو میری عمر کے پورا ہونے میں ساٹھ سال باقی ہیں، اور میری عمر ایک ہزار سال مقرر ہے، فرشتۂ موت نے کہا کہ آپ کی بات صحیح ہے مگر آپ نے اپنی عمر کے ساٹھ سال اپنے بیٹے حضرت داؤد علیہ السلام کو دے دیئے ہیں، آپ بھول گئے ہیں، بہر حال حضرت آدم علیہ السلام کی روح بھی اپنے وقت پر نکالی گئی، تو دوستو یہاں جو بھی آیا ہے اس کو اپنے وقت پر جانا پڑتا ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی موت

اسی طرح بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ موت کا فرشتہ جب سیدنا موسیٰ کلیم اللہ کے پاس آیا اور ان کو موت کا پیغام پہنچایا کہ اللہ کے پاس جانے کے لئے تیار ہو جاؤ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ سنکر غصہ آ گیا اور

موت کا فرشتہ کو طمانچہ رسید کردیا جس سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ موت کا فرشتہ دربار الٰہی میں واپس گیا اور جا کر عرض کیا یا الہ العالمین آپ نے مجھے ایسے بندہ کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا، اور اس نے موت کا نام سن کر غصہ میں مجھے طمانچہ رسید کیا اور میری آنکھ پھوڑ دی، اللہ تعالیٰ نے فرشتۂ موت کی یہ شکایت سنکر اس کی آنکھ درست کردی، اور دوبارہ جانے کے لئے کہا، کہ میرے بندے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام پہونچاؤ کہ اگر تم طویل زندگی چاہتے ہو تو بیل کی کمر پر ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھ رکھدو اور ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھوں کے نیچے جتنے بال آئیں گے ہر ایک بال کے عوض تمہاری زندگی میں ایک سال کا اضافہ ہوجائیگا، چنانچہ فرشتہ گیا اور خدا کا یہ پیغام پہونچایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ پھر کیا ہوگا، فرشتہ نے بحکم خداوندی جواب دیا کہ پھر موت ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تاخیر کا نتیجہ بھی موت ہی ہے تو پھر آج ہی کیوں نہ آجائے میں موت کی آغوش میں جانے کے لئے تیار ہوں، ہاں البتہ میری یہ دعا ضرور ہے کہ میری تدفین کے لئے مجھے بیت المقدس کے قریب کردیا جائے۔

دوستو حضرت موسیٰ کی اس تمنا سے پتہ چلا کہ ارض مقدسہ مکہ، مدینہ، اور بیت المقدس وغیرہ میں تدفین کے لئے تمنا کرنا جائز ہے، گویا کہ آدمی اپنی تدفین کے لئے مبارک جگہ کو تلاش کرے تو بہت اچھی بات ہے، بہر حال اسی وقت فرشتے نے حضرت موسیٰ کی روح قبض کرلی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی موت کو پسند کیا

دوستو اور بزرگو! موت سے پہلے سارے انبیاء علیہم السلام کو اختیار دیا جاتا ہے کہ موت کو پسند کرتے ہو یا دنیاوی زندگی، چنانچہ تمام انبیاء نے

موت یعنی اخروی زندگی کو پسند کیا ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دنیوی زندگی اور اخروی زندگی کے اختیار کر لینے کا حکم دیا گیا تو آپ نے دنیاوی زندگی کو چھوڑ کر عالم آخرت کو چن لیا۔

چنانچہ فرشتۂ موت نے عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، اگر آپ اپنی روح قبض کرنے کا حکم دیں تو قبض کرلوں، اور اگر آپ یہ حکم دیں کہ میں آپ کو چھوڑ دوں تو میں چھوڑ دوں گا، آپ نے فرمایا اے فرشتۂ موت کیا تم وہی کروگے جو میں تم کو حکم دوں گا فرشتۂ موت نے جواب دیا، بیشک حضرت نبی کریمؐ نے حضرت جبرئیل کی طرف دیکھا اور ان سے مشورہ کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے حضرت جبرئیل نے عرض کیا اے محمدؐ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے، آنحضرت نے یہ سنا اور بلا تامل فرشتہ موت سے فرمایا کہ جس بات کا حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو چنانچہ حضرت عزرائیل نے روح قبض کرلی، دوستو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح بھی اپنے متعینہ وقت پر قبض کرلی گئی (مشکوٰۃ)

موت وزندگی کا نظام قادر مطلق نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! زندگی اور موت کا نظام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے، کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ موت کب آجائے، اور کہاں آجائے، گھر میں بیٹھے بیٹھے آجائے، چارپائی پر لیٹے لیٹے آجائے، نماز پڑھتے پڑھتے آجائے، اہل وعیال سے بات کرتے کرتے آجائے، میدان کارزار میں آجائے، مضبوط و مستحکم محلات میں آجائے، اور بند قلعوں میں آجائے، موت کے ہاتھ بہت لمبے ہیں، وہ ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں ان کی پہونچ سے کوئی بچنے والا نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

آنے والی کس سے ٹالی جائیگی
جان ٹھہری جانے والی جائیگی
روح رگ رگ سے نکالی جائیگی
تجھ پہ ایک دن خاک ڈالی جائیگی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عبرتناک واقعہ

ابھی ابھی ذہن میں ایک واقعہ آیا، صاحب تفسیر ابن کثیرؒ نے قرآن کی آیت "اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ" کی تفسیر کے تحت ایک عبرتناک واقعہ نقل کیا ہے، جو سبق آموز واقعہ ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں میں ایک عورت تھی اس کو وضع حمل کا درد شروع ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد جب بچہ پیدا ہو گیا تو اس نے اپنے ملازم کو آگ لینے کے لئے بھیجا، وہ دروازہ سے نکل ہی رہا تھا کہ اچانک ایک آدمی ظاہر ہوا اور اس نے پوچھا کہ اس عورت نے کیا جنا ہے؟ ملازم نے جواب دیا کہ ایک لڑکی، تو اس آدمی نے کہا کہ یاد رکھنا! یہ لڑکی سو مردوں سے زنا کرائے گی، اور آخر میں ایک مکڑی کے ذریعہ مرے گی، ملازم یہ سنکر واپس ہوا، اور فوراً ایک چھری لیکر اس لڑکی کا پیٹ چاک کر دیا، اور سوچا کہ اب یہ مر گئی ہے تو یہ ملازم وہاں سے بھاگ گیا، مگر پیچھے لڑکی کی ماں نے ٹانکے لگا کر اس کا پیٹ جوڑ دیا، اور علاج معالجہ کے بعد وہ لڑکی ٹھیک ہو گئی اور پلتی بڑھتی رہی، یہاں تک کہ وہ لڑکی جوان ہو گئی، اور خوب صورت اتنی تھی کہ اس شہر میں وہ یکتا اور بے مثال تھی، اور اس ملازم نے بھاگ کر سمندر کی راہ لی، اور کافی عرصہ تک مال

و دولت کماتا رہا، اور پھر شادی کرنے کے ارادے سے واپس شہر آیا، یہاں اس کو ایک بڑھیا ملی، تو اس سے ذکر کیا، کہ میں ایسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں جو سب سے زیادہ خوبصورت اس شہر میں کوئی اور نہ ہو، اس عورت نے کہا کہ فلاں لڑکی سے زیادہ کوئی خوبصورت نہیں ہے، آپ اسی سے شادی کر لیں، بالآخر کوشش کی اور اس سے شادی کر لی، شب زفاف میں جب ملاقات ہوئی تو اس لڑکی نے شوہر سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کہاں رہتے ہو، اس نے کہا میں اسی شہر کا رہنے والا ہوں، لیکن ایک لڑکی کا پیٹ چاک کر کے بھاگ گیا تھا، پھر اس نے پورا واقعہ سنایا، یہ سنکر وہ بولی کہ وہ لڑکی میں ہی ہوں، یہ کہکر اس نے اپنا پیٹ دکھایا، جس پر نشان موجود تھا، یہ دیکھ کر وہ مرد بولا کہ اگر تو وہی لڑکی ہے تو تیرے متعلق دو باتیں بتلائی گئی تھیں، ایک یہ کہ تو سو مردوں سے زنا کرائے گی، اس پر عورت نے اقرار کیا کہ ہاں مجھ سے ایسا ہوا ہے لیکن تعداد یاد نہیں، مرد نے کہا دوسری بات یہ ہے کہ تو مکڑی سے مرے گی۔

بہر حال مرد نے اس کے لئے ایک عالی شان محل تیار کرایا، جس میں مکڑی کے جالے کا نام ونشان تک نہ تھا، ایک دن اسی میں لیٹے ہوئے تھے کہ دیوار پر ایک مکڑی نظر آئی، عورت بولی کیا مکڑی یہی ہے جس سے تو مجھے ڈراتا ہے؟ مرد نے کہا ہاں! اس پر وہ فوراً اٹھی، اور کہا کہ اس کو تو میں ابھی مار دیتی ہوں، یہ کہہ کر اس کو نیچے گرایا اور پاؤں سے مسل کر ہلاک کر دیا۔

مکڑی تو ہلاک ہو گئی لیکن اس کے زہر کی چھینٹیں اس کے پاؤں اور ناخنوں پر پڑ گئیں، جو اس کے لئے موت کا پیغام بن گئیں، اور وہ عورت انہی چھینٹوں سے ہلاک ہو گئی۔ (ابن کثیر)

میرے پیارو! ایک عورت صاحب ثروت کے شاندار محل میں اچانک

Scanned by CamScanner

ایک مکڑی کے ذریعہ ہلاک ہوگئی، حالانکہ اس کے برخلاف کتنے لوگ ہیں کہ عمر بھر جنگوں اور معرکوں میں گذار دیتے ہیں، مگر موت نہیں آتی اور جب آتی ہے تو گھر بیٹھے بٹھائے آجاتی ہے۔

حضرت خالد بن ولید کی موت

حضرت خالد بن ولیدؓ جو اسلام کے سپاہی اور جرنیل معروف ومشہور ہیں اور سیف اللہ ان کا لقب ہے، پوری عمر شہادت کی تمنا میں جہاد میں مصروف رہے، اور ہزاروں کافروں کو تہہ تیغ کیا، ہر خطرے کی وادی کو بے خوف وخطر عبور کیا، اور ہمیشہ یہی دعا کرتے تھے کہ مری موت عورتوں کی طرح چارپائی پر نہ ہو، بلکہ ایک نڈر سپاہی کی طرح میدان جہاد میں ہو، لیکن آخر ان کی موت بستر پر ہی ہوئی، اس سے معلوم ہوا کہ زندگی اور موت کا نظام قادر مطلق نے اپنے ہی ہاتھ میں رکھا ہے، جب وہ چاہے تو آرام کے بستر پر ایک مکڑی کے ذریعہ ماردے اور بچانا چاہے تو تلواروں کی چھاؤں میں بچالے۔

میرے پیارو حضرات علماء نے لکھا کہ خالد بن ولید کی موت میدان جہاد میں اس لئے نہیں ہوئی کہ کفار کہ یہ نہ کہنے لگیں کہ اللہ کی تلوار ٹوٹ گئی کیونکہ سیف اللہ ان کا لقب تھا۔

مرنے والا تنہا جاتا ہے

دوستو اور بزرگو! یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اس دار فانی سے دار بقا کی طرف آج تک کوئی چیز کسی کے ساتھ نہیں گئی، صرف اور صرف اعمال ساتھ گئے ہیں، اچھے ہوں یا برے، جیسا کہ میر انیس نے نقشہ کھینچا ہے ۔

کیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے
دولت نہ گئی ساتھ، نہ اطفال گئے

پہونچانے تو لحد تک آئے سب لوگ
ہمراہ گر گئے تو اعمال گئے

دوستو اور پیارو! قبر تک تو اعزہ و اقرباء اور دوست واحباب سب چلے جاتے ہیں مگر قبر پر مٹی ڈال کر سب واپس چلے آتے ہیں اس وقت مردہ انتہائی بے کسی و بے بسی کی حالت میں ہوتا ہے اور بزبان حال کہتا ہے۔

مٹھیوں میں خاک لیکر دوست آئے وقت دفن
زندگی بھر کی محبت کا صلہ دینے لگے

سکندر بادشاہ کی موت

محترم دوستو! مؤرخین نے لکھا ہے کہ سکندر بادشاہ بہت بہادر آدمی تھا، یونان سے چلا اور چل کر ملک فتح کرتا ہوا ہندوستان تک پہونچا، پنجاب کو فتح کرلیا، مگر اس سے آگے نہ بڑھ سکا، جب وطن کی طرف واپس ہونے لگا تو اس کی طبیعت خراب ہوگئی، اس کو ایسا معلوم ہونے لگا کہ بچنے والا نہیں، جب اس کو موت کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنے وزیروں سے کہا کہ میرا وقت قریب آگیا، میں آپ لوگوں سے اب جدا ہو جاؤں گا، یہ سنکر سب وزیر وزراء رونے لگے، بادشاہ نے تسلی دی اور کہا کہ جب میں مرجاؤں تو آپ لوگ میرے کفن دفن کا انتظام کر دینا، وزیروں نے کہا کہ بادشاہ سلامت ہم نے آپ کا نمک کھایا ہے اگر آپ کے کفن دفن میں بھی کام نہ آئے تو ہم سے زیادہ نمک حرام کون ہوگا، آپ بالکل مطمئن رہیں، ہم بہت اچھی طرح کفن دفن کا نظم کریں گے۔

پھر سکندر نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو میرا ہاتھ کفن سے باہر نکالدینا وزیروں نے کہا حضور ایسا مت فرمائیں اس میں بڑی بے عزتی ہوگی

لوگ کہیں گے کہ سکندر بڑا لالچی تھا، سات بادشاہتیں اس کے قبضہ میں تھیں اور دنیا کو فتح کرتے کرتے مر گیا، مگر اب بھی اس کا لالچ ختم نہ ہوا، کفن سے باہر ہاتھ لٹکائے ہوئے ہے کہ کوئی ملک اور ہاتھ آ جائے، بادشاہ سلامت ایسا نہ کیجئے، سکندر نے کہا کہ آپ لوگوں نے مجھے سمجھا نہیں، میں اس لئے یہ حکم کر رہا ہوں تاکہ دنیا والوں کو نصیحت ہو کہ سات ملکوں کا مالک جب دنیا سے جا رہا ہے تو وہ بھی خالی ہاتھ جا رہا ہے، اس کے ہاتھ میں ایک پیسہ بھی نہیں ہے میرے محترم بزرگو اور دوستو! اتنے بڑے بڑے بادشاہ جب خالی ہاتھ گئے تو پتہ چلا کہ یہ دنیا دھوکہ کی چیز ہے۔ دوستو! شیخ سعدیؒ نے صحیح کہا ہے

جہاں اے برادر نماند بکس
دل اندر جہاں آفریں بند و بس

یہ دنیا کسی کے ساتھ نہیں جاتی ہے، دنیا پیدا کرنے والے یعنی خدا تعالیٰ سے دل لگاؤ، جب اللہ کے ساتھ دل لگ جائیگا، تو مرنا بھی آسان ہو جائیگا، پھر دنیا کے چھوڑنے پر کوئی غم نہ ہوگا، اور موت کی تمام دشواریاں ختم ہو جائیں گی، قبر کی منزل اور اسی طرح آخرت کی تمام منزلیں آسان ہو جائیں گی۔

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

میرے محترم دوستو! اصل زندگی تو مرنے کے بعد ہی شروع ہوتی ہے، اس لئے کہ دنیا کی زندگی تو فانی زندگی ہے، آخرت کی زندگی باقی اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے، لہذا اصل زندگی کا سفر تو موت سے شروع ہوگا، اور وہ سفر بہت لمبا ہے اس سفر کی کبھی شام نہیں ہوگی، دعا کریں ہم سب کے لئے اللہ تعالیٰ اس سفر کو آسان فرمائے، اور میرے پیارو! سفر آخرت کی سب سے

پہلی منزل قبر ہے، چنانچہ موت کے آنے اور روح قبض ہو جانے سے یہ سفر شروع ہوگا اور اب اس مسافر کی پہلی منزل قبر ہوگی۔

قبر کی پہلی منزل

ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو ان پر شدید گریہ طاری ہو جاتا، یہاں تک کہ روتے روتے آنسوؤں سے داڑھی تر ہو جاتی، کسی نے کہا کہ جنت و دوزخ کے ذکر پر آپ اس قدر نہیں روتے مگر قبر کے پاس کھڑے ہوتے ہو تو رونے لگتے ہو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل قبر ہے، اس منزل سے جو شخص کامیابی کے ساتھ گذر گیا، بعد کی منزل اس کے لئے آسان ہوگی، اور جو شخص اس منزل پر پھنس گیا تو اس کے لئے بعد کی منزل اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں نے قبر سے زیادہ سخت اور وحشتناک منظر کوئی دوسرا نہیں دیکھا، بہر حال آج کی اس مختصر مجلس میں قبر کا عذاب اور اس کے وحشتناک مناظر بیان کرنے کا تو وقت نہیں البتہ قبر کے تین سوال کا ذکر کرنا ضروری اور اہم سمجھتا ہوں۔

حدیث میں آتا ہے کہ جب لوگ مردہ کو دفن کر کے واپس ہوتے ہیں تو فوراً دو فرشتے منکر نکیر قبر میں سوال کرنے آ جاتے ہیں، منکر نکیر کے معنی اجنبی کے ہیں، چونکہ یہ لمبے چوڑے ہوتے ہیں ان کی شکل ڈراؤنی ہوتی ہے اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں اس لئے ان کو منکر نکیر کہتے ہیں، اور جب یہ دونوں فرشتے قبر میں داخل ہوتے ہیں تو مردہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

قبر کے تین سوال

میرے پیارو! پھر یہ فرشتے اس سے تین سوال کرتے ہیں پہلا سوال ہوگا ''مَنْ رَّبُّكَ'' تیرا رب کون ہے؟ اگر یہ مومن ہے تو بڑے اطمینان سے جواب دیتا ہے ''رَبِّيَ اللّٰهُ'' میرا رب اللہ ہے۔

وہاں سب کی زبانیں عربی ہوجائیں گی، سوال وجواب سب عربی میں ہوں گے دوسرا سوال ہوگا ''وَمَادِيْنُكَ'' تیرا مذہب کیا ہے؟ اگر شریعت کے مطابق زندگی گذاری ہوگی تو بلا خوف وخطر جواب دیگا ''دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ'' میرا مذہب اسلام ہے، تیسرا سوال ہوگا ''مَنْ نَبِيُّكَ'' اگر اس نے سنت کے مطابق زندگی گذاری ہوگی تو فوراً کہے گا ''نَبِيُّنَا مُحَمَّدٌ ﷺ'' ہمارے نبی محمد ﷺ ہیں، جب مردہ تینوں جواب صحیح دیدیتا ہے تو فرشتے بہت خوش ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں ''نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ'' تم دلہن کی طرح سوجاؤ، جس طرح نئی نویلی دلہن کو کوئی فکر نہیں ہوتی اس کے لئے طرح طرح سے آرام کی چیزیں مہیا کی جاتی ہیں، حدیث میں آتا ہے کہ جب بندہ قبر کے سوال وجواب میں کامیاب ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میرا سچا بندہ ہے اس کے لئے قبر میں جنت والا بستر بچھاؤ، اس کو جنت والی پوشاک پہناؤ، جنت کی طرف ایک دروازہ کھولدو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اس مؤمن کی طرف جنت کی ہوائیں اور جنت کی خوشبوئیں آتی رہیں گی، تاحد نگاہ اس کی قبر کشادہ کردی جائیگی، تاکہ جنت کے مناظر جب تک اور جہاں تک دیکھنا چاہے دیکھتا رہے۔

محترم بزرگو اور دوستو! اگر مرنے والا کافر ہے، دنیا میں اس نے خدا کو نہیں مانا، رسول ﷺ کی رسالت کو تسلیم نہیں کیا، ساری زندگی کفر وشرک اور نافرمانی میں گذاری، چنانچہ ایسا مردہ فرشتوں کے سوالوں کے جواب

نہیں دے پائے گا، جب فرشتے پوچھیں گے ''مَنْ رَّبُّكَ'' تیرا رب کون ہے تو وہ کہے گا ''هَا هَا لَا اَدْرِيْ'' ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں، پھر فرشتے پوچھیں گے ''وَمَادِيْنُكَ'' تمہارا دین کیا ہے، مردہ کہے گا ''هَا هَا لَا اَدْرِيْ'' ہائے ہائے میں نہیں جانتا، پھر تمام پردے ہٹادیئے جائیں گے اور رسول کریم ﷺ کی طرف اشارہ کرکے پوچھیں گے ''وَمَنْ هٰذَا الرَّجُلُ'' یہ شخص کون ہے تو وہ کہے گا ''هَا هَا لَا اَدْرِيْ'' ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر آسمان کی طرف سے ایک ندا آتی ہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا بستر بچھادو، اس کو آگ کا لباس پہنادو، اس کے لئے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھولدو، چنانچہ دوزخ کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے، جس سے اس کافر کی طرف دوزخ کی گرم گرم ہوائیں اور بدبوئیں آتی رہتی ہیں، پھر اس کی قبر تنگ کردی جاتی ہے، دونوں طرف کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں، پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مسلط کردیا جاتا ہے، جس کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے کہ اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو پہاڑ مٹی ہوجائے، وہ فرشتہ اس گرز سے اس کافر کو اس طرح مارتا ہے کہ اس کے مارنے کی آواز اور اس کافر کی چیخ وپکار مشرق ومغرب کے درمیان جن وانس کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے، کافر اس گرز کی مار سے مٹی کے ڈھیر میں تبدیل ہوجاتا ہے، پھر اس روح کو جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے (رواہ احمد وابوداؤد)

محدثین کرام نے لکھا ہے کہ جب عذاب کی شدت اور تکلیف اپنی انتہا کو پہونچ جاتی ہے تو روح بدن کو چھوڑ بھاگتی ہے، مگر پھر اس کو پکڑ کر لایا جاتا ہے، اور بار بار روح کو لوٹایا جاتا ہے، تاکہ عذاب کی شدت کا پتہ چل جائے، اور

Scanned by CamScanner

دنیا میں جو عذاب قبر کا انکار کرتا تھا کہ اب اس کا ذائقہ اور مزہ چکھ لے۔

عذاب قبر حق ہے

بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عذاب قبر کے بارے میں سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا عذاب قبر حق ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور دعا میں عذاب قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت رابعہ بصریہ اور قبر کے تین سوال

میرے دوستو! قبر کے سوال وجواب کی تیاری ہمیں اس دنیا میں رہ کر کرنی ہے، جو حضرات یہاں تیاری کر لیتے ہیں، پھر ان کو قبر کے سوال وجواب میں دشواری نہیں ہوتی، بغیر سوال وجواب کے بھی کام بن جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت رابعہ بصریہ کا واقعہ ہے ان کی خادمہ کہتی ہیں کہ جب رابعہ بصریہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے ان کو خواب میں دیکھا، ان سے پوچھا کہ قبر میں کیسی گذری، رابعہ بصریہ نے کہا کہ جب میرے پاس منکر نکیر آئے تو انہوں نے سوال کیا "مَنْ رَّبُّكَ" میں نے جواب دیا کہ تم آسمان سے زمین تک چلے آئے حالانکہ زمین و آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے، اتنی لمبی مسافت کے بعد تم اپنے پروردگار اور اس رب ذوالجلال کو نہیں بھولے تو میں چار گز زمین کے نیچے آ کر اپنے رب کو کیسے بھول سکتی ہوں، فرشتوں نے کہا کہ چلو بھائی چلو ان کا حساب ہو چکا ہے تو

بڑے پختہ ایمان والی خاتون ہیں۔

رابعہ بصریہ کی خادمہ کہتی ہیں کہ میں نے پھر دوسرا سوال کیا کہ تمہاری اس گدڑی کا کیا ہوا جس کو پہن کر تم خدا کی عبادت کیا کرتی تھیں، آج تو تم زرق برق لباس میں ملبوس ہو، رابعہ بصریہؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے اس کو اٹھا کر رکھ دیا ہے، کل میدان محشر میں جب اعمال تولے جائیں گے تو میری نیکیوں کے ساتھ میری اس گدڑی کو بھی تولا جائیگا، سبحان اللہ یہ ہے اللہ کے محبوب بندوں کی شان کہ حق تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اور قیمتی ہو جاتی ہے۔

رب چاہی زندگی گذاریں

دوستو اور بزرگو! یہ مرتبہ رابعہ بصریہ کو اس لئے ملا کہ انہوں نے رب چاہی زندگی گذاری تھی، من چاہی زندگی نہیں گذاری، اور جو لوگ رب چاہی زندگی گذارتے ہیں تو ان کی موت کے وقت فرشتے بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ پیغام لاتے ہیں اور ان الفاظ کے ساتھ خوشخبری دیتے ہیں "يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي" "اے نفس مطمئنہ لوٹ اپنے رب کی طرف، تو ہم سے خوش ہے ہم تجھ سے خوش ہیں، تو میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
تم ہمارے ہم تمہارے ہو چکے

دوستو! اپنے خاص بندوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ موت کے وقت بھی اور میدان حشر میں بھی یہی خوشخبری سنائیں گے کہ اے نفس مطمئنہ اپنے رب

Scanned by CamScanner

کی طرف لوٹ تو مجھ سے خوش اور میں تجھ سے راضی ہوں لہذا داخل ہوجا میرے بندوں میں اور داخل ہوجا میری جنت میں۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق ﷛ کی موجودگی میں نازل ہوئی، تو انہوں نے سن کر کہا کتنا اچھا پیغام ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بھی یہی کہا جائیگا۔

بہر حال اللہ کے مطیع وفرمانبردار بندوں کو دنیا میں بھی خوشخبری ہے موت کے وقت بھی اور موت کے بعد بھی اس لئے میرے بھائیو ہمیں چاہئے کہ ہم رب چاہی زندگی گذاریں، موت کو یاد رکھیں، اور قبر کی تیاری میں لگ جائیں، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالیں، اور ایمان پر خاتمہ فرما کر موت اور مابعد الموت کے تمام فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائیں۔ آمین

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ
بہر سر افگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ
چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

نماز جنازہ اور اس کی تکفین وتدفین

نحمده ونصلي على رسوله الكريم امابعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمان الرحيم.

اِذَاجَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَايَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَايَسْتَقْدِمُوْنَ.

قال النبي صلى الله عليه وسلم اِقْرَءُوا سُوْرَةَ يٰسِيْنْ عَلٰى مَوْتَاكُمْ (رواه احمد وابوداؤد وابن ماجه). وعن معاذبن جبل رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مَنْ كَانَ آخرُ كَلَامِهٖ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (رواه ابوداؤد)

گرامی قدر حضرات اور معزز سامعین کرام! کئی ہفتوں سے موت اور مابعد الموت کے مضامین آپ حضرات کے سامنے بیان ہورہے ہیں، ماشاء اللہ آپ لوگ بڑی دلچسپی اور دلجمعی کے ساتھ سماعت فرمارہے ہیں، آج کی اس مجلس میں مناسب سمجھتا ہوں کہ سکرات الموت اور نزع کے وقت اور پھر موت کے

Scanned by CamScanner

بعد میت کے ساتھ ہم لوگوں کو کیا برتاؤ کرنا چاہئے، اور میت کے بارے میں ہمارے اوپر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ان باتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

حالت نزع کی پہچان

میرے محترم دوستو! جب جان نکلتی ہے تو بڑی بے بسی اور بے کسی کی حالت ہوتی ہے جب انسان کی روح نکلتی ہے تو دونوں قدم ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، ناک ٹیڑھا ہو جاتا ہے، منہ کی کھال تن جاتی ہے، آنکھیں اندر و حنس جاتی ہیں، بینائی ختم ہو جاتی ہے، جب انسان پر ایسے حالات طاری ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ جانکنی کے عالم میں ہے لہذا ایسے وقت پر مردہ کے ساتھ ہمیں شریعت نے جو حسن سلوک کرنے کو کہا اس پر عمل کرنا چاہئے۔

میت کے ساتھ حسن سلوک کا پہلا عمل

چنانچہ صاحب ہدایہ علامہ برہان الدین مرغینانیؒ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ہدایہ کی جلد اول میں یہ لکھا ہے کہ جب آدمی مرنے کے قریب ہو جائے یعنی بالکل مرے نہیں تو اسکو دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف رخ کر کے لٹا دیا جائے، کیونکہ مردہ کو قبر میں بھی داہنی کروٹ پر ہی رکھنا مسنون ہے، اور کچھ لوگ نزع کی حالت میں آدمی کو سیدھا لٹا دیتے ہیں اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ دیتے ہیں، تا کہ روح آسانی سے نکل جائے، تو اس کی بھی اجازت ہے۔

دوسرا عمل

اسی طرح میرے دوستو! علمائے کرام نے دوسرا عمل یہ لکھا ہے کہ قریب المرگ کو کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے یعنی اس کے پاس بیٹھ کر آواز بلند اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله پڑھے، اور

مرنے والے کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ دیا جائے، اس لئے کہ اس پر یہ انتہائی سختی کا وقت ہوتا ہے، ہوسکتا ہے اس کے منہ سے انکار نکل جائے، اسلئے صرف مرنے والے کو کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لہذا حدیث کے اس حکم پر زیادتی نہ کیجائے، البتہ جب تک اس کی زبان پر کلمہ جاری نہ ہو تو اس کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھتے رہو۔

جنت میں داخلہ کی ضمانت

میرے دوستو......! اس کلمہ کی بڑی فضیلت ہے جب تلقین کی جائیگی تو انشاء اللہ زبان پر کلمہ جاری ہو جائیگا چنانچہ فرمایا نبی ﷺ نے جس نے آخری وقت میں لا اله الا الله پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا، معلوم ہوا کہ یہ کلمہ جنت میں داخلہ کی ضمانت ہے۔

فضائل سورہ یٰس شریف

اسی طرح مرنے والے کے قریب بیٹھ کر سورہ یٰس شریف کی تلاوت کرو، نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ اپنے مردوں کے پاس سورہ یٰس پڑھو اس لئے کہ جس مردہ کے سرہانے سورہ یٰس پڑھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر آسانی فرماتے ہیں۔

صاحب مظاہر حق نے ابن عدیؒ کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی یا ان میں سے کسی ایک کی یعنی صرف ماں کی یا صرف باپ کی قبر پر جمعہ کو جاتا ہے اور پھر وہاں سورہ یٰس پڑھتا ہے تو صاحب قبر کے لئے سورہ یٰس کے تمام حروف کی تعداد کے بقدر مغفرت عطا کی جاتی ہے، علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جمعہ سے مراد حسب ظاہر خاص

Scanned by CamScanner

طور پر یوم جمعہ بھی ہوسکتا ہے اور پورا ہفتہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔

تیسرا عمل

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ہمیں اپنے مردہ کے ساتھ تیسرا عمل یہ کرنا چاہئے کہ جب آدمی کی روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو اس کے تمام اعضاء درست کردئے جائیں اور کپڑے سے اس کا منہ اس ترتیب سے باندھیں کہ ٹھوڑی کے نیچے سے نکالکر اس کے دونوں سرے سر کے اوپر لیجائیں اور گرہ لگادی جائے تا کہ منہ بند ہو جائے، کوئی کیڑا، مکھی، گرد وغبار منہ کے اندر داخل نہ ہو جائے، پھر آنکھیں بند کردی جائیں، اور آنکھیں بند کرنے والا یہ دعا پڑھے "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَابَعْدَهٗ"۔

اس کے بعد پھر بدن کا ہر جوڑ اور بند ڈھیلا کرے یعنی اگر ہاتھ کی انگلیاں بند ہیں ان کو ہتھیلی کی طرف لیجائے اور سیدھا کرے، کلائیوں کو بازو کی طرف لیجائے اور سیدھا کردے، اسی طرح پنڈلیوں کو رانوں کی طرف موڑ کر سیدھا کردے، اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے ملا کر باندھ دئے جائیں تا کہ ٹانگیں پھیلنے نہ پائے، پیٹ پر لوہا یا اور کوئی وزنی چیز رکھ دی جائے تا کہ پیٹ پھولنے نہ پائے (درمختار عالمگیری) درمختار اور عالمگیری میں یہ بھی لکھا ہے کہ جن کپڑوں میں مرے وہ کپڑے بھی اتار دئے جائیں اور ایک چادر سے تمام بدن ڈھانک دیا جائے۔

وصال کے بعد نبی ﷺ پر چادر ڈالی گئی

چادر ڈالنا ایک حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے:

"عن عائشة قالت ان رسول الله ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ

حِبَرَةٍ (متفق عليه) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا جب وصال ہو گیا تو آپ کے جسد اطہر پر یمنی چادر ڈالی گئی۔

غسل، کفن اور دفن کے انتظامات

میرے محترم ساتھیو! جب ہمارا بھائی دنیائے فانی سے رخصت ہو گیا اور دار البقاء کی طرف کوچ کر گیا تو اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس مسلمان بھائی کے غسل، کفن، دفن کے انتظامات میں ہاتھ بٹائیں، آج دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ جس کا آدمی مرجاتا ہے اسی کو فکر ہوتی ہے یا اسکے بہت قریبی احباب ومتعلقین فکر کرتے ہیں...... حالانکہ ایسے المناک حادثہ پر ہر کلمہ گو مسلمان کو فکر کرنی چاہئے، ہر مسلمان بھائی یہ سمجھے کہ میرا بھائی مرگیا کیونکہ سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (انما المؤمنون اخوة. القرآن)

دوستو اور بزرگو! ہمارے حضرات علمائے عظام اور فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ میت کو غسل دینا کفن دینا اور تدفین کرنا یہ فرض کفایہ ہے، یعنی اگر کچھ لوگ میت کو نہلائیں گے، کفنائیں گے، اور دفن کریں گے، تو سب کے ذمہ سے فرض ادا ہو جائیگا، اور اگر کوئی بھی شخص میت کو نہلانے، کفنانے، دفنانے کا نظم نہیں کریگا تو سب کے سب گنہگار رہوں گے۔

دوستو! آج کل لوگ کسی نہ کسی درجہ میں کفنانے میں، دفنانے میں اور نماز جنازہ میں تو شریک ہو جاتے ہیں مگر غسل دینے میں اکثر لوگ گھبراتے ہیں، کتراتے ہیں، اولا تو غسل دینے کا طریقہ نہیں جانتے، دوسرے نمبر پر میت سے گھن کرتے ہیں اگر خدانخواستہ کوئی شخص بہت زیادہ خطرناک بیماری میں مبتلا ہو کر مرا ہے، تو پھر تو اس کے قریب جانا بھی کوئی گوارا نہیں کرتا، حتی کہ گھر والے بھی دوری اختیار کرتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

دوستو یہ سب علم کی کمی ہے، دین سے عدم وابستگی کا سبب ہے، آج کل ہم مسلمان تو کہلاتے ہیں مگر مسلمان کسے کہتے ہیں اس کے مفہوم سے ہم لوگ بالکل نا آشنا ہیں، اور ناواقف ہیں۔

میت کونہلانے کا ثواب

دوستو! بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے، اگر ہمارے گھر میں کوئی موت ہوجائے تو ہم اس کو غسل دینے کے لئے ادھر ادھر دوڑ دھوپ کریں گے، امام یا موذن کو بلائیں گے یا مردہ نہلانے والے شیخ کو بلائیں گے، یا کسی دھوبی کی تلاش ہوگی، تب تک مردہ یوں ہی پڑا رہیگا، حالانکہ بیچارے امام اور موذن کیا غسل ہی کے لئے رہ گئے ہیں؟ ان کے ذمہ بھی بہت سی خدمات ہیں وہ الگ بات ہے کہ ثواب سمجھ کر غسل کی خدمت انجام دیدیں، مگر یہ ان کی ذمہ داری نہیں ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی میت کو کسی اجرت کے بغیر اللہ کی رضا کے لئے غسل دے گا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے بے گناہ پیدا ہوا تھا (احکام میت) اسی طرح جو مرد یا عورت اللہ کے واسطے کسی میت کو کفن پہنائے تو اللہ تعالی اس کو جنت کے ریشمی کپڑے پہنائیگا۔

میت کو اجرت پر غسل دینا

دوستو اور بزرگو! اگر کوئی بھی مردہ کو نہلانے کے لئے تیار نہ ہو تو ایسے موقع پر اگر کوئی اجرت لیکر نہلائے تو جائز اور درست ہے، مگر اجرت نہ لینا افضل ہے (فتاوی عالمگیری) کیونکہ اجرت لیکر ثواب کا مستحق نہیں رہتا۔

میرے دوستو! یہ ہم لوگوں کے لئے بڑے افسوس کا مقام ہے کہ اپنی اصل زندگی کی کوئی فکر نہیں ...... اصل زندگی تو مرنے کے بعد ہی شروع ہوتی

ہے، اور وہ زندگی ایسی ہے کہ اس کی کبھی شام نہیں ہوگی

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

میت کونہلانے کا حق

دوستو! میت کو نہلانے کا حق سب سے پہلے تو اس کے قریبی رشتہ داروں کا ہے، بہتر ہے کہ وہ خود نہلائیں اور عورت کی میت کو قریبی رشتہ دار عورت نہلائے کیونکہ یہ اپنے عزیز کی آخری خدمت ہے، اور اگر قریبی رشتہ داروں کو غسل دینے کا طریقہ معلوم نہ ہو تو کوئی بھی متقی پرہیزگار آدمی غسل دے، چنانچہ ہمارے بزرگوں کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے علماء وصلحاء غسل دینے میں بڑا اہتمام فرماتے تھے، چنانچہ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب ناظم اعلی مظاہر علوم سہارنپور کو غسل دینے والے شیخ ومرشد حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ اور حضرت مولانا جمیل الرحمان صاحب امروہی اور حضرت مولانا مفتی محمد یحیٰ صاحبؒ صدر مفتی مظاہر علوم سہارنپور تھے۔

غسل دینے والوں کے لئے ہدایات

دوستو! غسل دینے والوں کیلئے بہت سی چیزوں کا جاننا ضروری ہے، لہذا میت کو غسل ایسا آدمی دے جو غسل کا پورا طریقہ جانتا ہو، غسل کے فرائض، سنن ومستحبات سے مکمل واقف ہو، اس لئے کہ غسل میت کا طریقہ زندہ لوگوں کے طریقہ سے کچھ الگ ہے، اس کا مفصل طریقہ علماء حضرات سے یا کتابوں سے معلوم کرلینا چاہئے، مفتیان کرام، علمائے عظام، اور ائمہ مساجد سے معلوم کرنے میں کوئی حرج نہیں، غسل میت عملی مشق سے تعلق رکھتا ہے اس

Scanned by CamScanner

لئے ہر محلہ میں کچھ آدمیوں کو غسل میت کا طریقہ سیکھنا چاہئے، اور ہر آدمی کو آگے بڑھ کر غسل دینے میں سبقت کرنی چاہئے۔

غسل دینے میں جلدی کرنی چاہئے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! عوام کا رجحان یہ ہے کہ میت کو غسل دیکر روکنا نہ چاہئے بلکہ فوراً دفن کر دیا جائے، حالانکہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے، جلدی غسل دینے کے بہت سے فوائد ہیں، چنانچہ ملائکہ رحمت تشریف لاتے ہیں، اسی طرح میت کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھ سکتے ہیں، اس لئے کہ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ غسل سے پہلے میت کے پاس قرآن پڑھنا درست نہیں ہے، اور پھر آنے جانے والے اور تعزیت کرنے والے آسانی سے تعزیت کر سکتے ہیں، لہذا جلدی غسل دینے سے یہ تمام فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

میت کو بوسہ دینا

دوستو! یہ بات بھی یاد رکھو کہ میت کو چھونا، ہاتھ لگانا، یا اسکو بوسہ دینا ان باتوں میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ غسل سے پہلے ہو یا بعد میں، لہذا اگر کوئی صاحب میت کو بوسہ دینا چاہے تو بوسہ دے سکتا ہے، ترمذی کی حدیث ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کی وفات کے بعد ان کو بوسہ دیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے نبی کریم ﷺ کو بوسہ دیا

اسی طرح حضرت عائشہؓ سے ایک دوسری روایت بھی منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: "عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ اَبَابَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ مَيِّتٌ (ترمذی وابن ماجه)"

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے ابا جان حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے چہرہ انور کو بوسہ دیا۔

کفن کا حکم

محترم دوستو! غسل کے بعد نمبر آتا ہے کفن کا، مردہ کو کفن دینا فرض کفایہ ہے، یعنی گاؤں بستی اور محلہ میں سے کسی ایک مسلمان نے کفن دے دیا تو سب کے ذمہ سے گناہ اٹھ جائیگا ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔ (عالمگیری)

کفن کا کپڑا

اور کفن کے لئے کیسا کپڑا استعمال کیا جائے؟ اس کے بارے میں احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ متوسط درجہ کا کپڑا استعمال کیا جائے نہ بہت عمدہ ہو اور نہ بہت گھٹیا قسم کا، اور رنگ میں سفید کپڑا سب سے بہتر ہے حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو وہ تمہارے لئے زیادہ اچھے ہیں، اور ان ہی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو (ترمذی، ابوداؤد)۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ کفن کا کپڑا اسی حیثیت کا ہونا چاہئے جس حیثیت کا مرنے والا آدمی ہو اور جس طرح کے کپڑے وہ اکثر اپنی زندگی میں استعمال کرتا تھا لہذا زائد تکلفات فضول ہیں۔

کفن تیار رکھنا

دوستو! مرنے سے پہلے بہت سے لوگ اپنا کفن تیار رکھتے ہیں اور اپنی زندگی ہی میں خرید کر رکھ لیتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں، ہمارے بڑوں اور بزرگوں نے ایسا کیا ہے البتہ قبر کھود کر تیار رکھنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

Scanned by CamScanner

متبرک کفن

دوستو! بعض حضرات اپنے احرام کو آب زمزم میں بھگو کر رکھ لیتے ہیں تا کہ اس میں کفن دیا جائے، اس میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ باعث ثواب ہے، (امداد الفتاوی) اسی طرح کسی بزرگ کا دیا ہوا کپڑا کفن میں رکھ لیا جائے یا کفن ہی میں سل لیا جائے تو یہ بھی باعث برکت ہے، میرے دوستو! کفن کے مسائل بھی بڑے اہم ہیں، کفن میں مرد کے لئے اور عورت کے لئے اور اسی طرح بچہ کے لئے کتنے کپڑے ہوں گے، اور ان کو کس طرح کفن دیا جائیگا اس کی تفصیل بھی طویل ہے اور فقہ کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے، اس لئے تجربہ کار علماء سے پوچھ کر عمل کرنا چاہئے۔

نماز جنازہ

میرے محترم بزرگو اور دوستو! تجہیز و تکفین کے بعد نماز جنازہ کا نمبر آتا ہے، اور نماز جنازہ بھی فرض کفایہ ہے، لیکن اس میں جماعت کی شرط نہیں ہے، بلکہ اگر ایک آدمی نے بھی نماز جنازہ ادا کرلی تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائیگا (عالمگیری)۔

نماز جنازہ میں دو فرض ہیں

اور دوستو! جنازہ کی نماز میں صرف دو فرض ہیں اول چاروں تکبیریں کہنا اور یہ چاروں تکبیریں چار رکعتوں کے قائم مقام ہیں، اگر کسی آدمی کی کوئی تکبیر چھوٹ جائے تو وہ شخص بغیر تکبیر کہے نماز میں شامل ہو جائے اب اس کے شامل ہونے کے بعد جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ اس کی پہلی تکبیر ہوگی، اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ

تکبیروں کی قضا کرے، اور دوسرا فرض قیام ہے اگر کوئی آدمی بلا عذر بیٹھ کر نماز جنازہ پڑھے تو نماز درست نہیں ہوگی، نماز جنازہ میں درود اور ثنا پڑھنا سنت ہے اور میت کے لئے دعا کرنا واجب ہے۔ (درمختار شامی)

نمازہ جنازہ کی شرط

دوستو! مردہ کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے شرط یہ ہے کہ پہلے اسکو غسل دیں، چنانچہ اگر کسی میت کو بغیر غسل اور بغیر نماز جنازہ کے دفن کیا گیا ہو تو تین دن کے اندر اندر اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائیگی، اور اگر تین دن گذر گئے تو پھر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائیگی، کیونکہ تین دن تک نعش پھولتی اور پھٹتی نہیں، اسلئے تین دن تک نماز پڑھی جاسکتی ہے، اور بعض حضرات نے کہا کہ نعش کے پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے، لہذا اس کی تعیین نہیں ہوسکتی، یہی زیادہ صحیح ہے، بعض علماء نے پھولنے پھٹنے کی مدت تین دن، بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ بیان کی ہے،...... دوستو روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ قبروں پر نماز جنازہ پڑھ لیتے تھے جبکہ ایک دفعہ نماز جنازہ ہو چکی ہوتی تھی، لیکن علمائے کرام نے لکھا ہے کہ یہ حضور ﷺ کی خصوصیت تھی ورنہ دوبارہ نماز کی اجازت نہیں ہے۔

نمازہ جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو

دوستو! ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ نماز جنازہ پڑھاتے وقت امام کہاں کھڑا ہو، حضرات فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ جنازہ مرد کا ہو یا عورت کا امام میت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو، اسی طرح یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ نماز جنازہ کون پڑھائے۔

Scanned by CamScanner

نماز جنازہ کون پڑھائے

دوستو! نماز جنازہ کی امامت کے لئے سب سے بہتر تو بادشاہ یا حاکم ہے بشرطیکہ اسلامی حکومت ہو اور یہ حضرات خود جنازہ میں شریک ہوں اور اگر موجود نہ ہوں تو پھر قاضی اور قاضی کے بعد پھر امام جمعہ، اور اگر وہ بھی نہ ہو تو پھر امام محلہ نماز پڑھائے بشرطیکہ وہ ولی سے افضل ہو اور اگر ولی خود اس سے افضل ہے تو پھر ولی خود نماز پڑھائے، اور اگر ولی اس لائق نہ ہو تو ولی کی اجازت سے جو چاہے پڑھائے۔

جنازہ کی نماز میں مسبوق اور لاحق کا حکم

دوستو اور بزرگو......! اگر کوئی آدمی مسبوق ہو جائے اس کو چاہئے کہ آتے ہی فوراً نماز میں تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہو بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے، جب امام تکبیر کہے یہ بھی تکبیر کہے اور یہ اس کی تکبیر تحریمہ ہوگی، جب امام سلام پھیرے تو اب یہ اپنی چھٹی ہوئی تکبیرات کہے، اور سلام پھیر دے، دعاء اور درود پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں ہاں اگر جنازہ ابھی رکھا ہوا ہے تو دعا اور درود بھی پڑھ لے، پھر سلام پھیر دے۔

اور لاحق کا حکم نماز جنازہ اور دوسری نمازوں میں یکساں ہے یعنی لاحق آدمی بھی تکبیریں کہہ لے، موقع ہو تو دعا و درود پڑھ لے جبکہ جنازہ سامنے رکھا ہو اور ابھی اٹھایا نہ گیا ہو اور دوستو! ایک بات اور یاد رکھنے کی ہے کہ اگر نماز جنازہ تیار ہے اور آدمی بے وضو ہے اگر وضو کرنے میں مشغول ہوگا تو نماز جنازہ فوت ہو جائیگی تو آدمی تیمم کر کے نماز میں شریک ہو جائے، ایسے وقت میں تیمم کی اجازت ہے۔

نماز جنازہ میں سو آدمیوں کے شریک ہونے کا ثواب

دوستو اور بزرگو! نماز جنازہ کیلئے زیادہ سے زیادہ آدمی شریک ہونے چاہئیں یہ اپنے مسلمان بھائی کا حق ہے، آج اگر ہم اپنے بھائی کی نماز پڑھیں گے تو کل انشاء اللہ ہمارے بھائی بھی ہماری نماز میں شریک ہوں گے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس میت کی نماز جنازہ مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت پڑھے جس کی تعداد سو تک پہونچ جائے اور یہ جماعت میت کے لئے شفاعت یعنی دعائے مغفرت کرے تو اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے، یعنی میت کی مغفرت ہو جاتی ہے، دوستو! سو کے عدد سے اس طرف اشارہ ہے کہ جتنے زیادہ نمازی ہوں گے اتنی ہی زیادہ فضیلت ہوگی۔ (مسلم)

دوستو اور بزرگو! نماز جنازہ کا طریقہ اور اس میں پڑھی جانے والی دعائیں ہر مسلمان کو یاد ہونی چاہئے اردو، عربی اور مقامی زبانوں میں بے شمار چھوٹے چھوٹے کتابچے چھپے ہوئے ہیں ان سے یاد کرنا کوئی مشکل نہیں بس تھوڑا سا وقت نکالنے اور ہمت کرنے کی ضرورت ہے۔

جنازہ کے پیچھے چلنا اور اس کا ثواب

میرے بھائیو اور دوستو! نماز جنازہ کے بعد مردہ کو قبرستان میں لیجانے کا نمبر آتا ہے، حضرات علماء نے لکھا ہے کہ جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا اور سواری پر چلنا دونوں طرح جائز ہے، لیکن پیدل چلنا زیادہ افضل ہے، اور اگر کوئی شخص سواری پر چلے تو جنازہ سے پیچھے پیچھے چلے۔

اگر جنازہ اپنے ہمسایہ یا قرابت دار یا کسی نیک آدمی کا ہے تو اس کے ساتھ

Scanned by CamScanner

جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے، جنازہ کے پیچھے چلنے والے دعاء واستغفار اور قرآن وغیرہ آہستہ پڑھیں اور جنازہ کو قبر میں رکھنے سے پہلے کوئی نہ بیٹھے، ہاں اگر کوئی شرعی عذر ہے تو بیٹھنے کی اجازت ہے۔

جنازہ لیجانے کا مسنون طریقہ

علمائے کرام نے جنازہ کو لیجانے کا مسنون طریقہ اس طرح بتلایا ہے کہ چار آدمی چاروں پایے پکڑ کر چلیں اس طرح کہ ہر دس قدم پر کندھا بدلیں اور چاروں پایوں پر اسی طرح کریں۔

میت کے حق کی ادائیگی

دوستو! نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی جنازہ کے ساتھ چلے اور اس کو اٹھائے تو اس نے میت کا حق ادا کردیا۔ (ترمذی)

میت کی تعریف کرنی چاہئے

اسی طرح میرے محترم بزرگو اور دوستو...... میت کو برا نہ کہنا چاہئے بلکہ اس کی تعریف کی جائے، بندے جیسا گمان جس کے ساتھ رکھتے ہیں اللہ تعالی بھی ویسے ہی فیصلے فرمادیتے ہیں، چنانچہ بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا گذر ایک میت پر ہوا تو اس کی تعریف کرنے لگے، نبی کریم ﷺ نے صحابہ کی زبان سے میت کی تعریف سن کر فرمایا کہ واجب ہوگئی، اسی طرح صحابہ کا گذر ایک دوسرے جنازہ پر ہوا تو اس کی برائی کرنے لگے، آپ ﷺ نے صحابہ کی زبان سے میت کی برائی سن کر فرمایا کہ واجب ہوگئی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص کی تم نے تعریف بیان کی

اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس شخص کی تم برائی بیان کررہے ہو اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی، اور پھر فرمایا کہ تم زمین پر اللہ کے گواہ رہو (متفق علیہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجہیز وتکفین اور تدفین کے وقت میت کی تعریف ہی کرنی چاہئے اس کے اچھے اوصاف بیان کرنے چاہئیں۔

زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

میرے دوستو! نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ جنت واجب ہوگئی اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تعریف سچی اور صحیح ہے اور موت اسی خیر وبھلائی کی حالت میں ہوئی ہے جسے تم بیان کررہے ہو تو اس کے لئے جنت کی سعادت ثابت ہوگئی، اور نبی پاک ﷺ کا یہ فرمان کہ دوزخ واجب ہوگئی اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی تم برائی بیان کررہے ہو اگر اس کی وہ برائی صحیح اور واقعی ہے یا یہ کہ اس کی موت اس برائی کی حالت میں ہوئی ہے جسے تم بیان کررہے ہو تو اس کے لئے دوزخ کی سزا ثابت ہوگئی، زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو، اللہ تعالی ہم تمام کو ایک دوسرے کی تعریف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تدفین کا حکم

میرے محترم بزرگو اور دوستو! جنازہ کے غسل اور کفن وغیرہ سے فراغت کے بعد تدفین کا نمبر ہے، حضرات علماء نے لکھا ہے کہ تدفین میں جلدی کرنا چاہئے، چنانچہ تدفین میں جلدی کرنا مستحب ہے، حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کا انتقال ہوجائے تو اسے محبوس نہ رکھو بلکہ اس کی قبر تک اس کو جلدی پہونچادو اور دفن کرنے کے بعد اس کی قبر کے سرہانے کھڑے ہوکر سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں ھم المفلحون تک پڑھی جائیں، اور

پاؤں کے قریب سورہ بقرہ کی آخری آیتیں یعنی آمن الرسول سے آخر تک پڑھی جائیں۔(بہشتی) قبر میں مردہ کو کس طرح رکھیں یہ سب مسائل علماء سے معلوم کرنے چاہئیں۔

قبر پر مٹی ڈالنا اور پانی چھڑکنا سنت ہے

دوستو اور بزرگو! جب میت کو قبر میں اتار دیں تو قبر پر مٹی ڈالنا اور پانی چھڑکنا حدیث سے ثابت ہے...... چنانچہ حدیث میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے مٹی کی تین مٹھی بھر کر میت پر ڈالی اور صاحبزادہ محترم حضرت ابراہیمؓ کی قبر کے اوپر پانی چھڑکا اور اسی طرح علامت کے لئے قبر پر پتھر وغیرہ رکھ دیا جائے، اس میں بھی کوئی حرج نہیں

(رواہ فی شرح السنہ)

مٹی ڈالنے کا طریقہ

ہمارے نبی ﷺ کا قبر پر مٹی ڈالنے کا طریقہ یہ تھا کہ جب پہلی مٹھی بھر کر مٹی ڈالتے تو پڑھتے مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ اور جب دوسری مٹھی ڈالتے تو پڑھتے وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ اسی طرح جب تیسری مٹھی ڈالتے تو پڑھتے وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى لہذا یہی مسنون طریقہ اپنایا جائے۔

ایصال ثواب کی فضیلت

دوستو! ایصال ثواب بھی بہت ضروری چیز ہے اس لئے کہ مرنے والا مر چکا اس سے اچھے برے ہر طرح کے عمل منقطع ہو چکے اب تو وہ اپنے وارثین، محبین، اور متعلقین کی طرف دیکھ رہا ہے کہ کوئی مجھے قرآن پڑھکر دعاء واستغفار کر کے ثواب پہونچائے...... بہر حال حضرات علماء کا متفقہ فیصلہ ہے

کہ مردوں کو ثواب پہونچتا ہے، حضرت علی ؓ سے مرفوع روایت ہے کہ جو شخص قبرستان جائے اور وہاں قل ھو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخشے تو اسے قبرستان میں تمام مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملتا ہے۔

حضرت حماد مکیؒ کا واقعہ

حضرت حماد مکیؒ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں مکہ مکرمہ کے ایک قبرستان میں گیا اور وہاں ایک قبر کے قریب سو گیا اچانک خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ اہل قبرستان یعنی تمام مردے حلقہ بنائے بیٹھے ہیں، میں نے کہا کیا قیامت قائم ہوگئی جو تم سب قبروں سے باہر نکلے بیٹھے ہو، انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہمارے ایک بھائی نے قل ھو اللہ احد پڑھکر اس کا ثواب ہمیں بخشا ہے لہذا ہم ایک سال سے یہاں بیٹھے ہوئے اسی ثواب کو آپس میں تقسیم کر رہے ہیں...... سبحان اللہ کتنا عظیم الشان ثواب ہے قل ھو اللہ احد کا، دوستو اور بزرگو ایک روایت میں ہے کہ تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھنے سے پورے قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے، لہذا تین مرتبہ قل ھو اللہ پڑھکر ہی تمام مردوں کو ایصال ثواب کر دیا جائے۔

ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا چاہئے

حضرات علمائے کرام نے لکھا ہے کہ تدفین کے بعد مردہ کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہئے البتہ ہاتھ اٹھا کر دعا نہ کریں، کیونکہ اس صورت میں مردہ سے مانگنے کا شبہ ہوتا ہے، اس لئے احتیاطاً پرہیز کریں۔

Scanned by CamScanner

ایک مٹھی مٹی کا ثواب

دوستو! کتابوں میں واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا تو اسے کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا اس نے کہا کہ جب میری نیکیاں اور برائیاں وزن کی گئیں تو برائیاں نیکیوں سے بڑھ گئیں اچانک ایک تھیلی نیکیوں کے پلڑے میں آ کر گری جسکی وجہ سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگیا میں نے جب تھیلی کھولی تو دیکھتا ہوں کہ اس میں ایک مٹھی مٹی تھی جو میں نے ایک مسلمان کی قبر پر ڈالی تھی گویا کہ ایک مٹھی مٹی بھاری بھرکم نیکیوں میں تبدیل ہوگئی، اسلئے دوستو قبر پر مٹی ڈالنے میں بھی شریک رہنا چاہئے نامعلوم اللہ تعالیٰ کو یہی ادا پسند آ جائے اور اپنے فضل کا معاملہ فرما دیں۔

فضل کرے تو چھٹیاں اور عدل کرے تو لٹیاں

میت کے گھر کھانا بھیجنا

محترم بزرگو اور دوستو! جب ہم لوگ تجہیز وتکفین اور تدفین سے فارغ ہو جائیں تو آئے ہوئے مہمانوں کا مل جل کر احترام کریں، جہاں تک ممکن ہو ان کی ضیافت کی جائے، اور جس کے یہاں میت ہوئی ہے اس کے یہاں کھانا پہونچا دیا جائے۔

چنانچہ ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت جعفرؓ کے انتقال کی خبر آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت سے فرمایا کہ جعفر کے اہل وعیال کے لئے کھانا تیار کرو، کیونکہ انہیں ایک حادثہ پیش آیا ہے جو انہیں کھانا پکانے سے باز رکھتا ہے، حدیث یہ ہے:

عن عبد اللہ بن جعفرؓ قال لما جاء نعیُ جعفرٍ قال النبی صلی

اللہ علیہ وسلم اصنعوا لاھل جعفر طعاما فقد آتاھم یَشْغَلُھُمْ (رواہ الترمذی) مظاھر حق ص ٤٦٢

خطیب کی آخری نصیحت

گرامی قدر دوستو! تجہیز وتکفین، اور تدفین کے مسائل بہت اہم ہیں میری گذارش اور نصیحت یہی ہے کہ ہم ان مسائل کو سیکھیں، اور ان کی عملی مشق کریں، صرف پڑھنے یا سننے سے کام نہیں چلے گا، جس طرح مسائل حج ہیں کہ یاد کرتے اور پڑھنے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ بار بار عملی مشق نہ کی جائے۔

ملا علی قاریؒ بڑے پایہ کے عالم، محدث اور قاری ہیں، مشکوۃ جیسی اہم کتاب کے عظیم شارح ہیں انہوں نے حج کے ارکان واعمال پر ایک کتاب "مناسک الحج"، لکھی مگر جب حج کے لئے تشریف لے گئے اور طواف شروع کیا تو بجائے دائیں طرف کے بائیں طرف سے طواف شروع کر دیا، ایک چھوٹے سے بچہ نے دیکھا تو کہا بڑے میاں کم از کم ملا علی قاریؒ کی کتاب مناسک حج کا تو مطالعہ کر کے آئے ہوتے، چنانچہ شیخ نے فرمایا کہ بیٹا ملا علی قاری تو میں ہی ہوں، پتہ چلا کہ احکام ومسائل کی عملی مشق ضروری ہے، خالی یاد ہونا کافی نہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے مردوں کو سنت وشریعت کی روشنی میں کفنانے دفنانے اور ان کے لئے خوب خوب ایصال ثواب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ اگر توفیق نہ دے انساں کے بس کی بات نہیں
فیضانِ محبت عام تو ہے عرفانِ محبت عام نہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

Scanned by CamScanner

اسلام میں عیادت وتعزیت کی فضیلت

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى امابعد. فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم. وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

عَنْ ثَوْبَانَ رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم. اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَاعَادَاَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خَرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ (رواه مسلم)

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضى الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: اُذْكُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوْا عَنْ مَسَاوِيْهِمْ (رواه الترمذى وابوداؤد)

آدمی کا جسم کیا ہے جس پہ شیدا ہے جہاں
ایک مٹی کی عمارت ایک مٹی کا مکاں

خون سے گارا بنا اینٹ اس میں ہڈیاں
چند سانسوں پہ کھڑا ہے یہ خیال آسماں
موت کی پرزور آندھی اس سے جب ٹکرائے گی
ٹوٹ کر ساری عمارت خاک میں ملجائے گی

تمہید

گرامی قدر حضرات اور برادران اسلام! دنیا میں موت وحیات، تندرستی وبیماری، خوشی اورغمی کا سلسلہ ابتدائے تخلیق آدم سے جاری ہے، کوئی آرہا ہے تو کوئی جارہا ہے، کوئی تندرست ہے تو کوئی بیمار ہے، بیماروں کی مزاج پرسی اور عیادت کی جارہی ہے، اورمرنے والوں کے لئے دعاء واستغفار اور تعزیت کا سلسلہ جارہی ہے۔

آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کی ایک آیت شریفہ اور دوحدیثیں پڑھی گئیں ہیں، پہلی حدیث میں بیمار کی عیادت، تیمارداری اور مزاج پرسی کا تذکرہ ہے، اور دوسری حدیث میں تعزیت یعنی میت کے پسماندگان کے لئے اظہار ہمدردی اور تسلی وتشفی کی تلقین کا بیان ہے۔

تندرستی وبیماری نعمت خداوندی ہے

میرے محترم بزرگو اور دوستو...... صحت وتندرستی راحت وآرام، بیماری ومصیبت، آفت وبلا سب اللہ کی طرف سے ہیں، اور ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے یہ سب چیزیں نعمت ہیں، کافر اور منافق راحت وآرام کوتو نعمت سمجھتا ہے، مگر بیماری وپریشانی کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔

Scanned by CamScanner

مؤمن اور منافق کی مثال

دوستو! مؤمن تو ہر حال میں راضی برضائے مولی رہتا ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ مؤمن کی مثال کھیتی کی تروتازہ اور نرم شاخ کی طرح ہے، کہ جیسے ہواؤں کے تھپیڑے شاخ پر اثر انداز ہوتے ہیں، کہ کبھی وہ شاخ کو گرادیتے ہیں، کبھی سیدھا کردیتے ہیں، مگر وہ شاخ ہواؤں کے تھپیڑے کھانے کے باوجود اپنی جگہ اپنے وقت کے آخری لمحات تک کھڑی رہتی ہے، اسی طرح مؤمن کا حال ہے کہ کبھی تو مصائب وآلام اور ضعف وبیاری کے سخت تھپیڑے اسے گرادیتے ہیں، کبھی صحت وتندرستی اور خوشی ومسرت کے جانفزا جھونکے مؤمن کی زندگی میں بشاشت وانبساط کی لہر پیدا کردیتے ہیں، اور وہ اپنی زندگی یوں ہی پوری کرلیتا ہے۔

منافق کی مثال

اور میرے دوستو! منافق کی مثال صنوبر کے درخت سے دی گئی ہے، کہ جس طرح صنوبر کا درخت ہوا کے دباؤ سے ہلتا بھی نہیں، بلکہ اپنی جگہ کھڑا رہتا ہے، لیکن جب اس کا وقت آتا ہے تو جڑ ہی سے اکھڑ کر اچانک گرجاتا ہے۔

اسی طرح منافق کا حال ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں بظاہر ہشاش بشاش اور خوش وخرم نظر آتا ہے، نہ اس پر آلام ومصائب کی بارشیں ہوتی ہیں، اور نہ بیماری وضعف کے تھپیڑے اس پر اثر انداز ہوتے ہیں، لیکن جب اس کا وقت آتا ہے تو یکبارگی بغیر کسی بیماری وضعف کے موت کی وادی میں گرجاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

دوستو اور بزرگو! ہمیں کافر، اور منافق، فاسق اور فاجر کی زندگی اور ان کے راحت وآرام کی طرف نہیں دیکھنا چاہئے بلکہ شریعت اسلامیہ کے موافق زندگی گذارنے والے اللہ کے نیک بندوں کی طرف دیکھنا چاہئے کہ بظاہر ان کی زندگیاں

مصائب وآلام سے دوچار نظر آتی ہیں مگر حقیقت میں یہی لوگ ہیں جو آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہوں گے، اس لئے میرے پیارو ہمیں نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کو اپنا اسوہ اور شعار بنانا چاہئے "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"

بیمار اور بیماری کو برا نہ کہو

میرے محترم بھائیو اور دوستو! ہمارے نبی ﷺ نے بیمار کا بھی احترام کیا اور بیماری کو بھی اللہ کی نعمت سمجھا اور اسے برا نہیں کہا، حدیث شریف میں ہے۔

عن جابر رضي الله عنه دَخَلَ رسول الله صلى الله عليه وسلم عَلٰى اُمِّ الصَّائِبِ فَقَالَ مَالَكِ تُزَفْزِفِيْنَ قَالَتْ اَلْحُمّٰى لَابَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَابَنِيْ آدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ (رواه مسلم)

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ حضرت ام صائب کے پاس تشریف لائے جب وہ بخار میں مبتلا تھیں، تو ان کی حالت دیکھ کر فرمایا: تمہیں کیا ہوا جو تم کپکپا رہی ہو، انہوں نے عرض کیا کہ بخار ہو رہا ہے، اللہ اس میں برکت نہ دے، آپ ﷺ نے فرمایا بخار کو برامت کہو کیونکہ بخار بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح دور کردیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کردیتی ہے۔

ایک اور روایت میں منقول ہے کہ ایک رات کا بخار ایک برس کے گناہ (صغیرہ) معاف کردیتا ہے۔ (ابوداود) اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالی مؤمن کے تمام گناہ صغیرہ اس کے ایک رات کے بخار کی وجہ سے دور کردیتا ہے۔ (مظاہر حق جدید جلد۲)

راحت اور مصیبت اللہ کی طرف سے ہے

دوستو اور بزرگو! راحت اور مصیبت اللہ کی طرف سے ہے، ہمارے نبی ﷺ پر سخت سے سخت مصیبتیں آئیں، مگر تمام مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔

Scanned by CamScanner

چنانچہ بخاری ومسلم کی ایک روایت ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کو بخار تھا، میں نے آپ ﷺ پر اپنا ہاتھ پھیر کر عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو بہت سخت بخار ہے، آپ نے فرمایا کہ ہاں مجھے تمہارے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یہ اس وجہ سے ہوگا تاکہ آپ کو دوگنا ثواب ملے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، اور پھر فرمایا کہ جس مسلمان کو بیماری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے تکلیف پہونچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اس کے گناہ اس طرح دور کردیتا ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

اللہ کے نبی ﷺ پر بیماری کی سختی

دوستو! ہمارے پیارے آقا ﷺ سے زیادہ سخت بیماری اور تکلیف کسی اور کو نہیں ہوئی، چنانچہ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جسکی بیماری آنحضرت ﷺ کی بیماری سے زیادہ سخت اور زیادہ شدید ہو۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا الْوَجَعُ عَلَيْهِ أَشَدُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم. (متفق علیہ)

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات میرے سینہ اور گردن کے درمیان ہوئی اور میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ آپ کا یہ آخری وقت تھا جو انتہائی سختی کا تھا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد کسی شخص کی موت کی سختی کو میں نے برا نہیں سمجھا۔

موت اور سکرات موت کی سختی بلندیٔ درجات کیلئے ہے

دوستو! آج کل تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فلاں آدمی بیمار ہے، فلاں گناہ کے وبال کی وجہ سے اور فلاں بیمار ہے فلاں گناہ کی پکڑ کی وجہ سے، فلاں

آدمی سکرات موت میں مبتلا ہے فلاں عیوب کی بنا پر، حالانکہ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ گناہوں کی وجہ سے ہی آدمی پر شدت اور سختی ہوتی ہے، حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت سے پہلے میں یہ سمجھتی تھی کہ حالت نزع کی تکلیف اور موت کی سختی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے، لیکن جب میں نے آنحضرت ﷺ کی شدتِ موت دیکھی تو مجھے معلوم ہوا کہ موت کی سختی گناہوں کی کثرت اور برے خاتمہ کی علامت نہیں ہے، بلکہ موت کی سختی اور سکرات موت کی شدت بلندی درجات کے لئے ہے، دوستو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ موت کی آسانی اور سکرات موت میں تخفیف بزرگی وفضیلت کی بات نہیں ہے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو آنحضرت ﷺ کو یہ فضیلت بطریق اولیٰ حاصل ہوتی۔ (مظاہر حق جلد دوم ص ۳۳۵)

مصیبت کے بعد راحت

دوستو اور بزرگو! قدرت کا نظام ہے کہ ہر مصیبت کے بعد راحت اور ہر محنت ومشقت کے بعد آسانی اور سہولت حاصل ہوتی ہے، دینی دنیوی، سماجی ومعاشرتی تجربات اسی پر شاہد ہیں، نبی پاک ﷺ کا صاف صاف ارشاد ہے: "عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ (رواہ البخاری") نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص کو بھلائی پہونچانے کا ارادہ کرتا ہے، وہ اس بھلائی کے حصول کے لئے کسی مصیبت میں مبتلا کردیا جاتا ہے۔

مصیبت کی تعریف

دوستو اور بزرگو! مصیبت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے دل قبول اور پسند نہ کرے، لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت تکلیف وبیماری کی

Scanned by CamScanner

صورت میں ہو یا حادثہ وصدمہ کی شکل میں ہو، ہمیشہ خدا کے قہر اور عذاب ہی کے طور پر نہیں آتی بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس بندہ پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے اور اسے خیر و بھلائی کے راستے پر ڈالنا چاہتا ہے تو اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے، جس سے نہ صرف یہ کہ اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں بلکہ اس کے قلب ودماغ کو مصیبت کی سختی سے مجلی ومصفیٰ کر کے اس میں خیر وبھلائی کی استعداد پیدا کر دی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بندہ مصیبت وتکلیف پر صبر کرے اور راضی برضا رہے تو یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ مصیبت اس کے لئے اپنے دامن میں خدا کی رضا ورحمت لیکر آئی ہے، ہاں اگر کوئی بندہ کسی مصیبت پر صبر وضبط کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دے اور جزع وفزع کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے ناخوش اور خفا ہونے لگے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ یہ مصیبت اس کے حق میں رحمت نہیں ہے، بلکہ عذاب خداوندی ہے، حضرت ابو ہریرہ ﷺ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کو جب کوئی رنج وغم پہنچتا ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اس کے گناہ دور کر دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

مصیبت میں مزے ہیں

معلوم ہوا کہ مصیبت کوئی بری چیز نہیں بلکہ مصیبت میں مزے ہی مزے ہیں، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ بندہ کو جو بخار یا تکلیف پہونچتی ہے یا کانٹا لگتا ہے تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ کوئی شخص اپنی کوئی چیز ایک جیب میں تلاش کرے مگر دوسری جیب میں ملے دوستو اتنی سی مشقت بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

بیماری کا علاج

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اگر آدمی بیمار ہو جائے تو علاج کرے علاج کرنا سنت ہے، کلام الٰہی کے ذریعہ بھی علاج کرے، اور ڈاکٹر حکیم، طبیب سے بھی رجوع کرے، شریعت میں دونوں علاج کی اجازت ہے، نبی کریم ﷺ معوذات پڑھکر اپنے بدن مبارک پر دم فرماتے تھے اور اپنے سارے بدن مبارک پر ہاتھ پھیرتے تھے جہاں تک ممکن ہوتا، اسی طرح آپ ﷺ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر بھی دم فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

بیمار کے لئے آنحضرت ﷺ کی دعائے شفا

آپ ﷺ نے جہاں دواؤں کے ذریعہ علاج کیا ہے وہیں دعاؤں کے ذریعہ بھی علاج کیا ہے اور اللہ سے شفاء کی دعائیں مانگی ہیں چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے: عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا اشتكى منا انسانٌ مَسَحَهُ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَاشِفَاءَ اِلَّاشِفَاءُكَ شِفَاءً لَايُغَادِرُ سَقْمًا. (متفق عليه) مظاهر حق جديد ۳۴۰ ج ۲

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ طریقہ تھا جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ اس پر داہنا ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا فرماتے: اے لوگوں کے پروردگار بیماری دور کر دے شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کسی کی شفا ایسی نہیں جو بیماری کو دور کر دے۔

میرے دوستو اور بزرگو اور نوجوان بھائیو! یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ بیماری بھی اللہ کی نعمت ہے، اس سے گھبرانا نہ چاہئے، اور نہ بیماری کو برا کہنا چاہئے، بلکہ ہر بیماری کے روحانی اور جسمانی علاج کی فکر کرنی چاہئے،

Scanned by CamScanner

حضرت تھانویؒ نے اعمال قرآنی اور بہشتی زیور میں دیسی دواؤں کے ذریعہ اور تعویذات اور عملیات کے ذریعہ علاج تحریر فرمائے ہیں، عقیدہ کی پختگی کے ساتھ استعمال کئے جائیں تو بہت کارگر اور نفع بخش ہیں۔

شفاء اللہ کے ہاتھ میں ہے

محترم بزرگو اور دوستو! یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ شفاء اللہ کے ہاتھ میں ہے، کسی دوا میں نہیں ہے، چنانچہ حدیث میں ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر بیماری کے لئے دوا ہے لہذا جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے تو بیمار خدا کے حکم سے اچھا ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

دوستو! خدا کے حکم کی قید اس لئے لگائی گئی تا کہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ مرض سے شفایابی کا تعلق اصل دوا سے ہے اور مریض کو صحت بخشنے میں علاج و معالجہ موثر حقیقی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اصل میں شفایابی محض اللہ تعالی کی مشیت اور ارادہ پر موقوف ہے۔

چنانچہ جب کوئی شخص بیمار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی ایک فرشتہ بھیجتا ہے جس کے ساتھ ایک پردہ ہوتا ہے وہ فرشتہ اس پردہ کو بیمار کے مرض اور دوا کے درمیان حائل کر دیتا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیمار جو بھی دوا کھاتا ہے وہ مرض کو نہیں لگتی، یعنی شفا حاصل نہیں ہوتی، یہاں تک کہ جب اللہ تعالی کی مشیت بیمار کو اچھا کرنے کی ہوتی ہے تو فرشتہ کو حکم کرتے ہیں کہ مرض اور دوا کے درمیان سے پردہ ہٹا دو چنانچہ جب مریض دوا کو استعمال کرتا ہے تو اللہ تعالی اس دوا کے ذریعہ اس کو شفا دے دیتا ہے معلوم ہوا کہ اللہ کے حکم میں شفاء ہے دوا میں شفاء نہیں ہے۔

دوستو! بیماری کے بعد بیمار آدمی کے بارے میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ اس کی عیادت اور مزاج پرسی کی جائے اس لئے کچھ نہ کچھ عیادت کے بارے میں بھی سماعت فرمالیجئے۔

بیمار کی عیادت کرنی چاہئے

عیادت کے معنی آتے ہیں بیمار کی زیارت کرنا، بیمار کی مزاج پرسی کرنا، چنانچہ جب کوئی مسلمان بھائی اپنے اعزہ واقرباء میں سے بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری کرے اور مزاج پرسی کرے، اور اس کام کے لئے پیدل یا سواری پر سوار ہو کر جانا اور اس کے حالات دریافت کرنا شریعت میں مستحب ہے، اگر کوئی ایسا شخص بیمار ہو کہ جس کے اعزہ واقرباء میں سے کوئی عیادت کرنے والا اس کے پاس نہ ہو تو پھر عام مسلمانوں میں سے ان لوگوں پر اس کی عیادت کرنا فرض کفایہ ہے جن کو اس بیمار کی حالت معلوم ہو جائے۔

عیادت کے آداب

دوستو! عیادت کے کچھ آداب بھی ہیں لہذا کسی کی عیادت کو جاتے وقت ان کو ملحوظ رکھنا چاہئے: (۱) جب بیمار کی تیمارداری کے لئے جائے تو پہلے وضو کرے (۲) محض ثواب اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جائے (۳) جب بیمار کے پاس پہونچے تو اس کا حال پوچھے اور اس کو تسکین و تسلی دے اور اس کو صحت وتندرستی کی امید دلائے (۴) بیماری کے روحانی اخروی فوائد جو احادیث میں وارد ہیں ان کو سنائے اور مریض کے لئے دعائے صحت کرے اور اپنے لئے بھی اس سے دعا کی درخواست کرے (۵) بیمار کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے، ہاں اگر بیمار اس کے بیٹھنے سے خوش ہوتا ہے تو پھر زیادہ دیر بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں (۶) عیادت کرنے میں جلدی نہ کرے، بلکہ حسب موقع عیادت کرنا مستحب ہے۔

عیادت کرنا جنت کا میوہ کھانا ہے

شروع خطبہ میں آپ کے سامنے حدیث بیان کی گئی تھی، عن لوبان رضی

الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم. اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَاعَادَاَخَاهُ
الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ(رواه مسلم)

حدیث کا ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ سرکار دوعالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو وہ جب تک بیار کی عیادت اور مزاج پرسی سے فارغ ہوکر اپنے گھر نہ آجائے، تب تک برابر اللہ تعالی کی رحمتوں اور برکتوں سے فیضیات ہوتا رہتا ہے، اور انسانی ہمدردی اور مروت کی بنا پر جنت کے میووں کا مستحق ہوجاتا ہے۔

عیادت کرنے والے کی سعادت

اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی بیار کے پاس جاتا ہے اور اس کی عیادت کرتا ہے تو جب تک وہ بیار کے پاس جاکر نہیں بیٹھتا تب تک دریائے رحمت میں داخل رہتا ہے، اور جب بیار کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو دریائے رحمت میں ڈوب جاتا ہے، حدیث ہے:

عن ثوبان رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ الرَّحْمَةَ حَتّٰى يَجْلِسَ اِغْتَمَسَ فِيْهَا.(رواه مالك واحمد)

عیادت کرنے پر اجر وثواب

میرے محترم بزرگو اور دوستو! بیار کی عیادت اور تیمار داری کرنا انتہائی اجر وثواب کا باعث ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرے دن کے پہلے حصہ میں تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے شام تک دعائے مغفرت کرتے ہیں، اور جو مسلمان دن کے آخری

حصہ میں عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے صبح ہونے تک رحمت ومغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جنت میں اس کے لئے ایک باغ مقرر کردیا جاتا ہے۔(ترمذی وابوداؤد)

عیادت کرنے پر خوشخبری

دوستو! ایک روایت میں عیادت کرنے والوں کو خوشخبری دی گئی ہے، کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت یا اسکی ملاقات کے لئے جائے تو اللہ تعالی کی طرف سے خوشخبری سنائی جاتی ہے، طِبْتَ وَطَابَ مُمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلاً (رواه الترمذى) کہ تیری زندگی خوش ہوئی اور تیرا چلنا مبارک رہا کہ تو چل کر یہاں تک آیا ہر قدم پر تجھے ثواب ملا، اور تیسری خوشخبری یہ کہ تجھکو جنت میں عالی شان مقام حاصل ہوا۔

باوضو عیادت کرنا سنت ہے

دوستو! میں نے آپ حضرات کو عیادت کے آداب میں ابھی بتلایا ہے کہ باوضو ہوکر عیادت کرنی چاہئے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مسلمان بھائی کی عیادت کے وقت اچھی طرح وضو کرے اور صرف حصول ثواب کی نیت ہو تو اس کو دوزخ سے ساٹھ برس کی مسافت کے بقدر دور کردیا جاتا ہے(ابوداؤد) دوستو! باوضو ہوکر عیادت کرنے میں حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ عیادت کرنا ایک عبادت ہے اور ظاہر ہے کہ وضو سے عبادت کامل وافضل ہوجاتی ہے، اور حدیث میں ہے کہ باوضو آدمی روزہ دار کی طرح ہوتا ہے، چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ ایسی حالت میں جب مریض کے لئے دعا کی جائیگی تو وہ عنداللہ مقبول ہوگی۔

Scanned by CamScanner

عیادت کے وقت بیمار کے لئے دعا

دوستو! احادیث میں عیادت کے وقت مختلف دعائیں وارد ہوئی ہیں، آدمی جو بھی مناسب سمجھے بیمار کے لئے دعا کرے، جو بھی دعا دل میں آئے خلوص ومحبت کیساتھ مریض کے اوپر پڑھکر دم کرے، ایک حدیث میں ہے حضرت عباس ﷺ راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان کسی بیمار مسلمان کی عیادت کرتا ہے اور سات مرتبہ کہتا ہے "اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ" "یعنی میں اللہ بزرگ وبرتر سے جو عرش عظیم کا مالک ہے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دے تو اللہ اسے شفا دے دیتا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

مکمل عیادت

دوستو اور بزرگو! مریض کی عیادت کامل اور مکمل کرنی چاہئے تا کہ پورا پورا ثواب حاصل ہو، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ اس کی پیشانی یا اس کے ہاتھ پر رکھو پھر اس سے پوچھو کہ آپ کا کیا حال ہے؟ اسی طرح سلام کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تم آپس میں سلام کرو تو مصافحہ بھی کیا کرو تا کہ سلام کامل اور مکمل ہو جائے (رواہ احمد وترمذی) معلوم ہوا کہ عیادت بڑی فضیلت کی چیز ہے۔

تین بیماریوں میں عیادت نہ کرنی چاہئے

میرے محترم بزرگو اور دوستو! معلوم ہوا کہ عیادت بڑی فضیلت کی چیز ہے اور عیادت کا بہت زیادہ ثواب ہے جیسا کہ آپ حضرات نے سنا مگر تین موقعے جامع صغیر میں ایسے بیان کئے گئے ہیں کہ ان میں عیادت نہ کرنی چاہئے (۱) آنکھ کے دکھنے میں (۲) ڈاڑھ کے درد میں (۳) پھوڑے پھنسی

کے نکلنے میں، حالانکہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آنکھ کے دکھنے میں عیادت کی ہے "عن زيد بن ارقم رضي الله عنه قال عادني النبي ﷺ من وجع كان بعيني (رواہ احمد)" زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میری عیادت کی جبکہ میری آنکھ میں درد تھا، چنانچہ حدیث سے پتہ چلا کہ آنکھ دکھنے میں عیادت کی جاسکتی ہے، جامع صغیر کی عبارت اس بات پر محمول ہوگی کہ اگر عیادت کرنے والوں سے بیمار کو تکلیف اٹھانی پڑے تو عیادت نہ کریں، مثلاً آنکھ دکھنے میں بیمار کو آنکھ کھولنی پڑے گی، یا ڈاڑھ کے درد میں بولنا پڑیگا، یا پھوڑا پھنسی وغیرہ نکلنے کی صورت میں کروٹ بدلنی پڑے گی، یا بیٹھنے پر مجبور ہوگا، ہاں اگر ایسے لوگ عیادت کے لئے جائیں جن کی وجہ سے بیمار کو اس طرح کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے تو ان کے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں مثلاً بے تکلف یار دوست ہوں یا اس کے چھوٹے ہوں۔

عیادت کے دوران مریض کی دلداری کرو

میرے محترم بزرگو اور دوستو! جب آپ کسی مریض کے پاس پہونچو تو حضور پاک ﷺ کا ارشاد مبارک یاد رکھو، ترمذی کی روایت ہے فرمایا کہ جب تم مریض کے پاس اس کا حال پوچھنے کیلئے جاؤ تو اسے اپنی زندگی کے بارے میں جو غم ہو رہا ہے اس غم کو دور کرو، یعنی اس کو تسلی وتشفی دلاؤ کہ تم جلد ہی صحت یاب ہو جاؤ گے، اور تمہاری عمر دراز ہوگی، اس لیے کہ یہ تسلی وتشفی اگرچہ مقدر کے لکھے ہوئے کو ٹال نہیں سکتی مگر مریض کا دل ضرور خوش کرے گی، اور اس کا حوصلہ بڑھ جائے گی۔

مریض سے دعاء کراؤ

دوستو یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ جب ہم مریض کے پاس

Scanned by CamScanner

جائیں اور اس کی تسلی وتشفی سے فارغ ہو جائیں تو اس سے کہیں کہ ہمارے لئے بھی دعا کیجئے، ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے کہو کہ ہمارے لئے دعا کرو کیونکہ مریض کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔ (ابن ماجہ)

علماء نے لکھا ہے کہ مریض فرشتوں کے مشابہ ہو جاتا ہے جس طرح ملائکہ گناہوں سے پاک وصاف رہتے ہیں اور ہمیشہ اللہ تعالی کی یاد میں مصروف رہتے ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دعاء ومناجات اور التجا کرتے رہتے ہیں، اسی طرح بیمار بھی گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے، اور ہر وقت اللہ کی یاد میں متوجہ رہتا ہے اور مناجات وآہ وزاری میں مصروف رہتا ہے۔

قریب المرگ کو تلقین

دوستو جو مریض قریب المرگ ہو اس کی عیادت کیسے کریں، یاد رکھو اس کی عیادت فقط یہ ہے کہ اس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کی جائے، بھلائی کے کلمات کہے جائیں، اور سورہ یسین شریف کی تلاوت کی جائے "عن ابی سعید وابی هريرة رضی الله عنهما قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (رواہ مسلم)" قریب المرگ کے سامنے کلمہ پڑھا جائے تاکہ وہ بھی سن کر پڑھے مگر قریب المرگ سے یہ نہ کہا جائے کہ تم بھی پڑھو، کہیں خدانخواستہ شدت مرض کے سبب اس کے منہ سے انکار نکل جائے، جمہور علماء کے نزدیک قریب المرگ کو کلمہ کی تلقین کرنا مستحب ہے۔

سب کی موت برابر نہیں ہوتی

گرامی قدر حضرات! بیماری اور عیادت کی فضیلتیں آپ کے سامنے آ گئیں اب میں تعزیت کے بارے میں بھی کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

دوستو! ولادت اور موت سب کی یکساں نہیں ہوتی بلکہ جیسے پیدا ہونے اور مرنے والے مختلف مراتب کے لوگ ہوتے ہیں ایسے ہی ان کی ولادتوں اور موتوں میں بھی تفاوت اور فرق مراتب ہوتا ہے، کسی کی پیدائش صرف ماں باپ کے لئے خوش کن ہوتی ہے کسی کی خاندان بھر کے لیے باعث مسرت ہوتی ہے کسی کی ولادت پر پورا شہر خوشی مناتا ہے اور کسی کی پیدائش پر ملک بھر اور دنیا بھر میں خوشیاں منائی جاتی ہیں۔

اسی طرح موت بھی سب کی برابر نہیں ہوتی، کسی کے مرنے والے پر کوئی بھی رونے والا، اور میراث بانٹنے والا نہیں ہوتا، جیسے حدیث شریف میں ہے "قَلَّتْ تُرَاثُهُ وَقَلَّتْ بَوَاكِيْهِ" کسی کے میراث والے اور رونے والے بہت کم ہوتے ہیں، کسی کی موت پر صرف اس کے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار غم کر لیتے ہیں، اور کسی کی موت پر صرف خاندان والے غم کرتے ہیں، کسی کی موت پر شہر کا شہر سوگوار ہو جاتا ہے، اور کسی کی موت پر شہر ہی نہیں بلکہ پورا ملک روتا ہے، اور بعضوں کی موت ایسی ہوتی ہے کہ پوری دنیا غم کرتی ہے روتی ہے، جیسے ایک عالم کی موت کے بارے میں فرمایا "مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ"۔

زندگی ایسی جیو کہ دشمنوں کو رشک ہو
موت ایسی ہو کہ دنیا دیر تک ماتم کرے

تعزیت کا مفہوم

دوستو تعزیت کہتے ہیں مرنے والے کے پسماندگان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا، اپنے رنج وغم اور حسرت وافسوس کا اظہار کرنا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ یہ ایک فطری بات ہے کہ مرنے والا جتنا آدمی کے قریب ہوگا، اس پر رنج وغم کی گھٹائیں اتنی ہی مہیب اور ڈراونی ہوں گی یہ

Scanned by CamScanner

ناممکن ہے کہ کسی عزیز کا انتقال ہوجائے اور دل نہ روئے ، آنکھیں آنسو نہ بہائیں، اور جب کہ شریعت نے اس کی اجازت بھی دی ہے مگر نوحہ کرنا، زورزور سے رونا دھونا، سینہ کوبی کرنا، چیخنا چلانا یہ سب ممنوع اور مکروہ ہے، البتہ میت کی واقعی اور حقیقی تعریف وتوصیف بیان کرنا مکروہ نہیں ہے، بلکہ اس کے لواحقین اور اعزہ واقرباء، رشتہ داروں کے سامنے اس کی تعریف کرنا مستحب اور اچھی بات ہے۔

میرے بھائیو اور نوجوان ساتھیو! اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ میں اعتدال کی راہ دکھائی ہے، پیغمبر اسلام ﷺ نے خوشی اور غمی کے ہر موقع پر انسانی وقار اور سنجیدگی ومتانت کا معیار برقرار رکھا ہے، چنانچہ موت کے اس نازک موڑ پر سرکار دوجہاں محبوب رب العالمین ﷺ نے امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی ہے اور تعزیت کی اجازت دی ہے۔

دوستو تعزیت کا مفہوم یہ ہے کہ مرنے والے کے پسماندگان کو صبر وضبط کی تلقین کی جائے، اور انہیں تسلی وتشفی دی جائے کہ اللہ تعالی مرنے والے کی مغفرت فرمائے، اس کی لغزشوں سے درگذر فرمائے، اس کے مراتب بلند فرمائے، آپ لوگوں کو اللہ تعالی اس کے عوض بہترین نعم البدل عطا فرمائے۔

آنحضرت ﷺ کے تعزیتی الفاظ

دوستو! تعزیت کے لئے بہترین الفاظ وہ ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں: اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی. وَ کُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُسَمّٰی. یعنی وہ چیز بھی اللہ ہی کی ملکیت ہے جو اس نے لے لی ہے، اور وہ چیز بھی اسی کی ملکیت ہے جو اس نے دے رکھی ہے، اور اس کے نزدیک ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حضور ﷺ کا تعزیتی مکتوب

میرے محترم دوستو! پیارے آقا ﷺ نے بھی میت کے پسماندگان کی تعزیت تحریراً تقریراً کی ہے، چنانچہ ترمذی کی حدیث ہے: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے بیٹے کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو تعزیت نامہ لکھوایا جس کا مفہوم یہ تھا:

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے، اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے نام، تم پر سلامتی ہو، میں پہلے تم سے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، حمد وثنا کے بعد دعا کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے، اور صبر کی توفیق دے، اور ہمیں اور تمہیں صبر کرنا نصیب فرمائے، اس لئے کہ بے شک ہماری جانیں ہمارا اموال اور ہمارے اہل وعیال سب اللہ کے خوشگوار عطیے اور عاریت کے طور پر سپرد کی ہوئی امانتیں ہیں، اس اصول کے مطابق تمہارا بیٹا بھی تمہارے پاس اللہ تعالی کی امانت تھا اللہ تعالی نے خوشی اور عیش کے ساتھ تم کو اس سے نفع اٹھانے اور جی بہلانے کا موقع دیا اور اب تم سے اسکو اجر عظیم کے عوض میں واپس لے لیا ہے، اللہ کی خاص نوازش اور رحمت وہدایت کی تم کو بشارت ہے، اگر تم نے ثواب کی نیت سے صبر کیا، پس تم صبر وشکر کے ساتھ رہو، دیکھو تمہارا رونا دھونا تمہارے اجر کو ضائع نہ کردے، کہ پھر تمہیں پشیمانی اٹھانی پڑے، اور یاد رکھو کہ رونا دھونا کسی میت کو لوٹا کر نہیں لاتا، اور نہ ہی غم واندوہ کو دور کرتا ہے، اور جو ہونے والا ہے وہ تو ہوکر رہے گا، اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ والسلام (ترمذی، حصن حصین، معارف الحدیث)

Scanned by CamScanner

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر میت کے پسماندگان دور دراز شہر میں ہوں اور براہ راست ان سے ملاقات کر کے تعزیت کرنے کا موقع نہ ہو تو خط وکتابت کے ذریعہ بھی تعزیت کرنا مسنون ہے۔

تعزیت کا وقت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! تعزیت کا وقت کب تک رہتا ہے؟ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ تعزیت کرنیکا وقت مرنے کے بعد صرف تین دن تک ہے، تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر تعزیت کرنے والا کہیں دور دراز جگہ کا رہنے والا ہے اور ابھی پہونچا ہے تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں، جب بھی ملاقات ہو اسی وقت تعزیت ادا کی جائے، بہت سے لوگ احساس رنج وغم کے طور پر اپنا کاروبار چھوڑ کر گھر میں بیٹھے رہتے ہیں، اگر چہ یہ جائز ہے لیکن اس کا ترک اولی ہے، دوستو تعزیت کرنے کے بھی کچھ آداب ہیں۔

آداب تعزیت

چنانچہ آداب تعزیت میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص میت کے گھر تعزیت کے لئے جائے تو وہاں اہل خانہ کو سلام کرے، مصافحہ کرے ان کے ساتھ انتہائی تواضع اور نرمی کے ساتھ بات چیت کرے، بے فائدہ اور زیادہ گفتگو نہ کرے بلکہ صرف تسلی واطمینان اور صبر وسکون کے الفاظ کہے اور ہنسنے مسکرانے اور مزاق کرنے سے پرہیز کرے۔

مصیبت زدہ کو تسلی دینے کا ثواب

دوستو! مصیبت زدہ کی تعزیت کرنا اور اسے تسلی دینا یہ بھی بڑے ثواب کا کام ہے، چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مَنْ عَزّٰى مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ (رواه الترمذی وابن ماجه) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تسلی دیتا ہے تو اسے بھی مصیبت زدہ کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔

حضرات محدثین نے لکھا ہے کہ مصیبت زدہ عام ہے خواہ کسی کے انتقال کی مصیبت کیوجہ سے تسلی دلائے یا کسی دوسرے حادثہ یا مصیبت سے دوچار ہونے کی بنا پر تسلی دلائے، اور صبر وسکون کی تلقین کرے، اگر مصیبت زدہ صبر کرتا ہے تو یہ تعزیت کرنے والا اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ کے تحت اجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے، ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایسی عورت کو تسلی دیگا جس کا بچہ مرگیا ہو تو اس کو جنت میں عمدہ لباس پہنایا جائیگا (ترمذی) عن ابی برزة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مَنْ عَزّٰى ثَكْلٰى كُسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ. (ترمذی)

میت کے گھر کھانا بھیجنا

دوستو! تعزیت کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ آدمی اس بات کا خیال رکھے کہ جس کے یہاں میت ہوئی ہے اس کے یہاں کھانا پہونچادے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر آئی تو نبی کریم ﷺ نے اہل بیت سے فرمایا کہ جعفر کے اہل وعیال کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ انہیں ایک حادثہ پیش آیا ہے جو انہیں کھانا پکانے سے باز رکھتا ہے، حدیث یہ ہے: عن عبدالله بن جعفر رضی اللہ عنہ قال لما جاء نَعْيُ جَعْفَرٍ قال النبی صلی الله علیه وسلم اِصْنَعُوْا لِاَهْلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاهُمْ يَشْغَلُهُمْ. (رواه الترمذی) مظاهر حق ص ۴۶۲

مسلمان میت کو بوسہ دینا جائز ہے

اسی طرح دوستو! مسلمان میت کو بوسہ بھی دینا چاہئے آجکل ہمارے معاشرہ میں یہ سوچ غلط ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی یا دوست واحباب جب مرجاتے ہیں تو ہم ان کی طرف دور سے دیکھنا تو گوارا کر لیتے ہیں مگر ان کو چھونا، غسل دینا، تجہیز وتکفین کرنے میں عار محسوس کرتے ہیں۔

حالانکہ ہمارے نبی ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون ؓ کی وفات کے بعد ان کو بوسہ دیا اور ان کی میت پر روئے، یہاں تک کہ آپ ؐ کے آنسو حضرت عثمان ؓ کے چہرہ پر گرے۔(ترمذی وابوداود) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان میت کو دفن کرنے سے پہلے بوسہ دینا اور مسلمان میت پر آنسوؤں کے ساتھ رونا بغیر آواز کئے جائز ہے۔

صاحبزادۂ محترم کے وصال پر حضور ﷺ کی حالت

صاحبزادۂ محترم حضرت ابراہیم پر جب نزع کی حالت طاری ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، شفقت پدری جوش میں آئی، آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم کو گود میں اٹھالیا پیار کیا اور رونے لگے، حضرت عبدالرحمان بن عوف ؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ایسے موقع پر لوگ تو روتے ہیں مگر آپ کی عظمت شان اور کمال معرفت سے یہ بات بعید ہے کہ آپ بھی روئیں، آنحضرت ﷺ نے جواب دیا عبدالرحمان! یہ رحمت ہے جو آنسوؤں کی شکل میں آنکھوں سے بہہ رہی ہے، یعنی میری آنکھیں بے صبری کی وجہ سے آنسو نہیں بہارہی ہیں جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بچہ کو اس حالت میں دیکھ کر شفقت ورحمت کا جذبہ امنڈ رہا ہے جو آنسوؤں کی شکل میں آنکھوں سے بہہ رہا ہے۔(بخاری ومسلم)

نوحہ کرنا حرام ہے

دوستو اور بزرگو! میت کے اوصاف کو رو رو کر بیان کرنا اور میت کی تعریف وتوصیف میں مبالغہ کر کے رونا، رخساروں کو پیٹنا، گریباں پھاڑنا، بالوں کو بکھیرنا، یا ان کو مونڈنا، نوچنا، منہ کالا کرنا، سر پر مٹی ڈالنا اور ایسی تمام چیزیں جو بے صبری پر دلالت کریں حرام ہیں، ہاں میت کے اوصاف اور عمدہ خصلتوں کو صبر وضبط اور بغیر چیخ وپکار کے بیان کرنا یہ اچھی بات ہے، اور بغیر آواز کے رونا یعنی صرف آنسو بہانا بھی جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نوحہ کرنے پر سخت وعید

میرے محترم بزرگو اور دوستو! نوحہ کرنا حرام ہے، نوحہ کرنے والا اور جس پر نوحہ کیا جارہا ہے یعنی میت اور جو نوحہ سن رہے ہیں یہ سب لوگ گناہ گار ہوتے ہیں، چنانچہ ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلنَّائِحَۃَ وَالْمُسْتَمِعَۃَ (رواہ ابوداوٗد)

اللہ کے رسول ﷺ نے نوحہ کرنے والی عورت اور نوحہ سننے والی عورت دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔(مسلم)

دوستو! احادیث میں نوحہ کرنے پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں، مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ نوحہ کرنے والی عورت نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو وہ قیامت تک اس حال میں کھڑی کی جائیگی کہ اس کے جسم پر گندھک اور خارش کا کرتہ ہوگا یعنی خارش اس پر مسلط کردی جائیگی، پھر اس کے جسم پر گندھک مَلی جائیگی تاکہ اس کی خارش میں اور زیادہ سوزش اور جلن پیدا ہو اور زیادہ سے زیادہ ایذا ہو نچے۔

Scanned by CamScanner

آپ حضرات کے ذہن میں یہ سوال آیا ہوگا کہ نوحہ اور چیخ وپکار سننے والوں کو عذاب کیوں ہوگا؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ جو آدمی نوحہ کرنیوالے کے پاس ارادہ کر کے بیٹھا تا کہ نوحہ سنے اور وہ اس کو پسند بھی کرتا ہے تو ایسے شخص کو عذاب ہوگا، اور اگر ایک آدمی نوحہ کو برا سمجھتا ہے اور بغیر ارادہ کے اس نے نوحہ سن لیا تو یہ شخص گنہ گار نہ ہوگا۔

مصیبت کے وقت اناللہ الخ پڑھنے کا ثواب

میرے محترم دوستو بجائے رونے دھونے کے ہمیں اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھنا چاہئے اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔

مسلم شریف کی روایت ہے حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلمان چھوٹی یا بڑی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور اللہ تعالی کے حکم کے مطابق یہ الفاظ کہتا ہے: انا للہ وانا الیہ راجعون. اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا. ہم خدا ہی کے ہیں اور اسی کی طرف ہم کو واپس جانا ہے، اے اللہ میری مصیبت پر مجھے ثواب دے اور جو چیز میرے ہاتھ سے گئی ہے اس کا نعم البدل عطا فرما، تو اللہ تعالی اسے اس چیز کا بہترین بدلہ عطا فرما دیتے ہیں۔

چنانچہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ جب میرے شوہر حضرت ابو سلمہؓ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا کہ ابو سلمہؓ سے بہتر کون ہوگا جنہوں نے سب سے پہلے مع اہل وعیال مدینہ کی طرف ہجرت کی، حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے رسول کریم ﷺ کی بتلائی ہوئی دعا انا للہ وانا الیہ راجعون، اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا پڑھی تو اللہ تعالی نے ان کلمات کی برکت سے میرا نکاح دنیا وآخرت کی سب سے عظیم ترین ہستی افضل البشر جناب محمد رسول ﷺ کے ساتھ کر دیا، سبحان اللہ الحمد اللہ کتنی عظیم فضیلت کی حامل ہوئیں۔

اس لئے دوستو! جزع وفزع اور رونا دھونا چھوڑ کر اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ کو اپنانا چاہئے، ہر چھوٹی بڑی مصیبت پر اناللہ وانا الیہ راجعون کو کثرت سے پڑھنا چاہئے، حضرت ام سلمہؓ کے کیسے مقدر جاگے اور کیسا بہترین شوہر ملا جن کو اللہ رب العزت کی طرف سے رحمۃ للعالمین کے لقب سے نوازا گیا ہے۔

اس لئے میرے دوستو! ہمیں اس کا اہتمام کرنا چاہئے اور جب بھی کسی مسلمان بھائی کا انتقال ہو تو ہمیں میت کے وارثین، اعزہ واقرباء اور محبین ومتعلقین کی تعزیت کرنی چاہئے یہ ایک مسلمان کا ہم پر حق ہے اور پھر اس میں اللہ تعالی کی طرف سے بڑا اجر بھی ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام نے حضور ﷺ کی تعزیت کی

دوستو اور بزرگو! تعزیت کرنا ایک منصبی فریضہ ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانحہ ارتحال پر تعزیت فرمائی، چنانچہ امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت نقل کی ہے کہ محبوب رب العالمین ﷺ کا جب وصال ہو گیا تو لوگوں نے آواز سنی کہ گھر کے ایک گوشہ سے کوئی آدمی کہہ رہا ہے:

يَا اَهْلَ بَيْتِ السلام عليكم ورحمة الله وبركاته انّ فى اللّٰهِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وخَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ وَدَرَكًا مِنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَاتَّقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَاب فقال عليٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا هو الخضرُ. رواه البيهقى

ترجمہ: اے اہل بیت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہر مصیبت کا علاج موجود ہے اور وہ ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدلہ عطا کرنیوالا ہے اور ہر فوت ہونے والی شی کا تدارک کرنے والا ہے، پس تم اللہ کی مدد سے تقوی اختیار کرو اور اس سے امید رکھو پھر حضرت خضرؑ نے

تسلی وتشفی کے کلمات کے بعد فرمایا کہ مصیبت زدہ حقیقت میں وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم کردیا گیا ہو یعنی مصیبت پر صبر نہ کرنے کی وجہ سے اخروی اجر وثواب سے محروم ہوگیا ہو۔ دوستو اور بزرگو ان تعزیتی الفاظ کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا اے لوگو تم جانتے ہو تعزیت کرنے والا کون ہے، یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

قربان جایئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ آپ کی تعزیت اللہ تبارک وتعالی نے حضرت خضر کے ذریعہ کرائی، معلوم ہوا کہ تعزیت کرنا بہت اجر وثواب کی بات ہے۔

حضورؐ کی وفات پر صدیق اکبر نے تعزیت فرمائی

اسی طرح میرے محترم دوستو! جب سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اس ناقابل تحمل اور دلدوز حادثہ کی تاب نہ لاکر جاں نثار صحابہ ہوش وحواس کھو بیٹھے، کوئی جنگل کو نکل بھاگا کوئی حیران وششدر جہاں تھا وہیں رہ گیا، فاروق اعظم جیسا بہادر انسان بھی بے قابو ہوکر یہ کہہ رہا تھا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضورؐ کا وصال ہوگیا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔

لیکن ایسے میں اگر کسی کو قابو حاصل تھا تو وہ آپؐ کے یار غار دنیا وآخرت کے ساتھی صدیق اکبرؓ تھے چنانچہ آپ کی وفات کے بعد وہ تشریف لائے، چہرہ انور سے چادر مبارک ہٹائی اور نورانی پیشانی کو بوسہ دیکر فرمایا کہ اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائیگا، ایک ہی موت تھی جو لکھی جا چکی تھی، اور یہ آیت پڑھی "اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ" باہر نکل کر مہاجرین وانصار کے اس عظیم تاریخی تعزیتی اجلاس کو خطاب فرمایا: اور حمد وصلوۃ کے بعد فرمایا کہ لوگو! جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد کی وفات ہوچکی اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ اللہ تعالی زندہ ہے اس کو موت نہیں اور یہ آیت پڑھی "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ" کہ محمد تو صرف

ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے پس اگر وہ مرجائیں یا قتل کردیئے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے، اس تعزیتی تقریر کو سن کر صحابہ کرام سنبھلے، ہوش میں آئے، اور ایسا لگا کہ گویا یہ آیات ابھی نازل ہوئی ہیں، چنانچہ صدیق اکبرؓ کی اس بے مثال تعزیت نے صحابہ کرام کو ایسی تسلی دی کہ گویا ان کے سروں سے غم کا ایک پہاڑ ہٹ گیا۔

غم کا علاج

میرے محترم بزرگو اور دوستو! کسی مسلمان کے لئے بالخصوص جبکہ اس سے کسی طرح کا قریبی تعلق ہو تو اس کے سانحۂ ارتحال پر غم کا ہونا یقینی اور فطری امر ہے، حضرت تھانویؒ نے غم کا علاج اس طرح فرمایا ہے کہ غم زدہ اس بات کو سوچے کہ حد سے زیادہ غم کرنا گناہ ہے، اور گناہ وہ جس میں کوئی لذت نہیں اسلئے غم زدہ پر اس کا علاج کرنا واجب ہے، چنانچہ غم کو ہلکا کرنے کے لیے قرآن مجید میں عجیب نسخہ ہے آدمی اس آیت کے مفہوم پر غور کرے تو غم ہلکا ہوجائے چنانچہ ارشاد ربانی ہے: "مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ" یعنی خدا تعالی کے پاس جو چیزیں ہیں وہ باقی رہنے والی ہیں اور تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ فنا ہونے والا ہے، لہذا جو چیزیں اللہ کے پاس ہیں صرف وہی رغبت کے قابل ہیں، ان ہی سے دل لگانا چاہئے یہ سوچو کہ آدمی مرکر جاتا کہاں ہے، ظاہر ہے کہ خدا کے پاس جاتا ہے، گویا کہ اب ہمارا مردہ "وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ" میں داخل ہوگیا، پہلے یہ مردہ "مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ" میں داخل تھا جب تک یہ مردہ دنیا کی زندگی میں تھا تو فنا ہونے اور ختم ہونے والوں کی فہرست میں تھا، اب "وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ" یعنی زندہ اور باقی رہنے والوں کی فہرست میں داخل ہوگیا، اسلئے غمی کی بات نہیں بلکہ خوشی کی بات ہے۔

Scanned by CamScanner

خطیب کا پیغام

دوستو! احادیث نبویہ کی روشنی میں جو مضامین آپ حضرات کے سامنے بیان کیئے گئے ہیں اگر آدمی ان میں غور کرے اور اپنا یقین مضبوط کرے تو انشاء اللہ تعالی اس سے غم کا علاج بھی ہو جائیگا، اور آخرت کا شوق بھی پیدا ہوگا، اسلئے کہ آخرت میں میت کے لئے جو راحت و آرام ہے وہ دنیا کی راحت سے بدر جہا زیادہ ہے، مرنے والا ہمارے پاس سے خدا کے پاس پہونچ گیا، دنیا تو آخر کار اس کے لئے فنا ہی تھی لیکن خدا کے پاس رہنا ہمارے پاس رہنے سے بہتر ہے، اس لئے کہ وہاں اس کے لئے بقاء ہے اور اگر وہ نیک ہے تو یہاں سے زیادہ مزہ میں ہوگا، کیونکہ اللہ تعالی ہم سے کہیں زیادہ اس سے محبت رکھتے ہیں، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ دنیا میں جتنی محبت تمام جانوروں اور آدمیوں کی ماؤں کو اپنے بچوں سے ہے اس ساری محبت سے بڑھ کر محبت حق تعالی کو اپنے بندے سے ہے۔

دوستو! ایک بات یہ بھی یاد رکھو کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ یہ بدگمانی مت کرو کہ وہ مجرموں کی طرح تکلیف میں ہوگا، چاہے وہ دنیا میں کیسا بھی تھا مگر پھر بھی اس کے بارے میں نیک گمان ہی رکھو، اس لئے کہ اللہ کی رحمت اس کے غصہ پر غالب رہتی ہے لہذا اللہ کی ذات سے امید یہی رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالی نے اس کو بخش دیا ہوگا کیونکہ اللہ کی رحمت تو بخشنے کے بہانے ڈھونڈتی ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے "سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِی" اور اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے اِنَّ رَحْمَتِی وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ. بیشک میری رحمت ہر چیز کو عام ہے۔

اس لئے میرے دوستو! ہمیں چاہئے کہ مرنے والے کے لئے خوب دعا اور ایصال ثواب کریں تعزیتی کلمات سے اس کے پسماندگان کو صبر جمیل کی تلقین کریں، اللہ تعالی ہم کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وما علینا الا البلاغ

Scanned by CamScanner

مقبولیت حضرت اقدس مولانا **محمد اسلم صاحب** مدظلہ العالی کے مفید ترین خطبات کا مجموعہ

خطباتِ اسلم

۸ رجلدیں جو اپنی عجیب وغریب اور مندرجہ ذیل خصوصیات کے ساتھ اہل علم میں مقبول ہو چکی ہیں۔

- سادہ و عام فہم، سہل و سلیس، پُرکشش اور جامع خطبات کا حسین مرقع۔
- مناسب آیات، برمحل احادیث، عبرت آموز واقعات اور خطیب محترم کے طویل تجربات کا انوکھا سنگم۔
- خلوص و دردمندی، جذب وشوق، عشق ومحبت اور قلبی سوز وگداز جیسے تمام معنوی کمالات سے بھرپور۔
- دلکش عناوین، پُرمغز مضامین اور پُرسوز انداز بیان۔
- طالبین حق کیلئے ہادی ورہنما اور روحانی بیماریوں کیلئے ایک مخلص معالج۔
- ایک ایسی کتاب کہ جس کے مطالعہ سے زندگی کے بے آب وگیاہ میدان میں علم وعمل اور رشد وہدایت کے پھول اُگنے لگتے ہیں۔

SHAREEF BOOK DEPOT

JAMIA ISLAMIA KASHIF-UL-ULOOM

Chhutmalpur Pin. 247662

Distt. Saharanpur (U.P.) INDIA

Scanned by CamScanner